UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222744
UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ گلدستہ فصاحت مجموعۂ بلاغت از فکر سخنور عالی گہر جناب مرزا عنایت علی بیگ صاحب ماہ مرحوم نے

دیوان ماہ

حسب فرمایش جناب مرزا رفاقت علی بیگ عرف ننھے مرزا صاحب باہتمام عبد الرحیم خان عرف بھکو خان رحیم

در مطبع رحیمی واقع قنوج طبع شد

Checked 1965
CHECKED. 1951
CHECKED 1956
1962

واضح ہو کہ

یہ دیوان بلاغت نشان شیر بیشۂ سخنوری گل بوستان نکتہ پروری اخوی المکرم جناب مرزا عنایت علی بیگ صاحب المتخلص بہ ماہ مرحوم اکبر آبادی شاگرد حضرت خواجہ آتش مرحوم لکھنوی و برادر خرد جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر مرحوم اکبر آبادی میرے پاس عرصہ سے بحفاظت رکھا رہا۔ کچھ با ترتیب کچھ متفرق۔ اب مین نے بڑی کوشش اور زر کثیر صرف کرکے اوسکو مجتمع کرایا اور اس خیال سے کہ جناب مرحوم سے اس زمانۂ ناپایدار مین یادگار رہی طبع کرا دیا امید کہ قدردانان سخن اسکی قدر کرینگے اور مجکو دعائے خیر سے یاد فرمائینگے۔ حق تصنیف اسکا محفوظ ہی کوئی صاحب بغیر میری اجازت قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ فرمائین۔ ورنہ نفع کی عوض نقصان اوٹھانا ہوگا جسقدر جلدین درکار ہون مجھسے قیمت پیشگی عہ بھیجکر طلب کرین یا اجازت ویلو کی دین۔ میرا پتہ یہ ہے۔ مقام زین پور ڈاکخانہ ٹھٹھیا ضلع فرخ آباد۔

المشتہر

مرزا رعایت علی بیگ عرف ننھی مرزا افسر علاقہ ریاست تروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادنیٰ مین شرف تونے یہ اعلیٰ سے نکالا
گوہر کیا قطرہ کو جو دریا سے نکالا

وہ قامت بے سایہ کیا خلق کہ جسکا
ثانی نہ کوئی قدرت یکتا سے نکالا

صحرائے حقیقت کا وہ دیوانہ ہے جسنے
مجنون کا پتا نامۂ لیلیٰ سے نکالا

خورشید کرے ذرہ کو قادر ہے وہ ایسا
جسنے ید بیضا کف موسیٰ سے نکالا

اس گلشن ایجاد مین رنگ رخ گل
خون جگر بلبل شیدا سے نکالا

وہ درد طلب ہون کہ تیری راہ مین میرے
کانٹا نہ کبھی آبلۂ پا سے نکالا

ہر وحشی عریان کو دیا دشت کا دامن
پردا یہ نئی قطع کا صحرا سے نکالا

گہ نیت کئے گویا کسی محبوب کی خاطر
نقشا کبھی کعبہ کا کلیسا سے نکالا

جس گل مین نظر آئی ذرا بوی محبت
بیداغ اوسی گلشن دنیا سے نکالا

کیا کیا جو کیا میری گذارش پہ تونے
امید کا پہلو تیری کیا کیا سے نکالا

عزت ہے فقیرون کی امیرون کے برابر
کیا تاج گدا افسر کسرا سے نکالا

رندون کا کیا پیر مغان پیر طریقت
مستی کا نرا ساغر صہبا سے نکالا

دکھلائی مجازی سے رہ عشق حقیقی
منزل کا نشان ڈھونڈھ کی کس جا سے نکالا

ای ماہ مین اُس بندہ نوازی کی ہون قربان
داغ اپنا ہے کس نور تجلا سے نکالا

کیونکر نہ ہون دست نگر فضل خدا کا
ہے نام ید اللہ ترے عقدہ کشا کا

دنیا کی مجھے فکر نہ غم روز جزا کا
توشہ ہے توکل کا بھروسا ہے خدا کا

ہر گل ہی طلسمی چمن دار فنا کا
کیا دم کا بھروسا کہ یہ جھوکا ہے ہوا کا

پائینگے جفا کار عوض جور و جفا کا
سنتا ہون کہ اک روز مقرر ہے جزا کا

مداح ہون شاہون کا نہ قائل فقرا کا
بندہ ہے وہی جسکو بھروسا ہے خدا کا

گویا کیا شیرین سخنی مجکو عطا کی
کیا منھ جو کرون شکر عنایات خدا کا

مولا تو اسے گوہر مقصود سے بھر دے
بندہ لئے کاسہ ہے جو اک دست عطا کا

قربان ہوا اُس شان کریمی کے یہ بندہ
ہے نام شہنشاہ ترے در کے گدا کا

بے وجہ تو یون جوش مین آنا نہین تیرا
اے دختر زر تجکو کسی مست نے تاکا

کس ارض مقدس کی ہے ذرہ خاک جہان مین
عصیان کے مریضونکو جو نسخہ ہے شفا کا

سنتا ہون تیرا نام کہ یا حیدر کرار
مشکل مین اثر رکھتا ہے موسے کے عصا کا

تقدیر سے گر پاؤن تری راہ مین اٹھین
سرتاج ہو ہر نقش قدم عرش علی کا

ہون رند در میکدہ ساقی کوثر
رہتا ہے یہان آٹھ پہر نشہ ولا کا

ہونے دو سیہ رو مری آہونکی دہوئین سے
اچھا ہے اڑی گردش افلاک کا خاکا

تا حشر نہ چھوٹے گا کبھی ہاتھ سے قاتل
خون دل عاشق نہ سمجھ رنگ حنا کا

اُس ناوک مژگان کا نشانہ رہا اک عمر
تودہ دل عاشق تھا کہ تیر قضا کا

کس زلف کا دیوانہ ہون جو دیکھ کے مجکو
کہتے ہین اطبا اسے سودا ہے بلا کا

خوف دل نازک سے ہون مجبور وگرنہ
اے بت مرے نالون سے ہلی عرش خدا کا

اُس دست حنائی نے کیا قتل جو مجکو
زخمون کے لیے چور بنا زرد حنا کا

تخم خانۂ دنیا مین ہون وہ رند سیہ مست
موج مئے خالص جسے جہونکا ہے ہوا کا

ہے وصل کی شب بند قبا کہولئے صاحب
پردہ تو اوٹھے سامنے سے شرم و حیا کا

عقدہ یہ کہلا اوس کی مالیدہ دہن سے
ظلمات مین چشمہ ہے نہان آب بقا کا

اللہ سے فریاد ہے بیداد صنم کی
نالہ میرا محتاج ہے گوش شنوا کا

گر تیوری چڑہا نا گئے منہ پہیر کے سنا
انداز نرالا ہے تیری ناز و ادا کا

دنیا مین نہین شکل ثبات ایک بہی دم کی
ہنسنے کی یہ تصویر مرقع ہے فنا کا

کیون ماہ کے سینہ پہ ہو داغ نمودار
کہتے ہین اسے شیفتہ اک مہر لقا کا

ممکن کا وہ مقر ہے نہ قائل محال کا
موہوم حشر کو بہی ہے وعدہ وصال کا

کاہیدگی سے بڑہ گیا رتبہ ہلال کا
دیکہو زوال ماہ ہے باعث کمال کا

مشتاق ہم بغل کا ہون خواہان وصال کا
موسی نہین جو محو فقط ہون جمال کا

نالون نے اپنے عرش ہلایا ہے ای صنم
اللہ ہے گواہ ہمارے ملال کا

اونکو غرور حسن ہے ہمکو ہے پاس ننگ
وان لب جواب کے ہین نہ یان منہ سوال کا

درد شب فراق کا قصہ سنائین گے
ہمکو ہوا نصیب اگر دن وصال کا

رنگ حنا نہین ہے کف پای یار مین
پابوس خون ہوا ہے کسی پایمال کا

ایمان جانتے ہین جسے شیخ و برہمن
بندہ ہون دلسے اُس صنم ہمنتال کا

وہ مرغ ہون کہ دام مین پہنستے ہی مر گیا
عقدہ کشای قید تہا پہندا بہی جال کا

کرتا ہی خو شقدو نے گلستان مین سرکشی
سایہ پڑا ہے سرو پہ کس نونہال کا

ڈہر کون سنے روز ہجر کی کہو دی شب وصال
حاصل ہوا نہ ہمکو نتیجہ وصال کا

روتا ہوا مین آیا ہون اُس بزم دہر مین
روز ازل سے بندہ ہے خوگر ملال کا

باغ جہان مین وہ شجر بے ثمر ہون مین
پتا کبھی ہوا نہ چھوٹے جس نہال کا

تر دامنی سے اپنے مین نادم ہون کسقدر
ڈوبا ہوا ہے دل عرق انفعال کا

پہلو سے دل گیا میرا قالب سی جان گئی
کوئی رہا شریک نہ اپنے ملال کا

ساقی کے دست فیض سے چمکا ہی کسقدر
روشن ہے آفتاب سے ساغر سفال کا

گیسو مین شانہ دل صد چاک سے کیجئے
لیتا محاسبہ ہے اگر بال بال کا

بندہ کی خاک ہو جو تیرے گرد آستان
پہونچے دماغ عرش پہ مجھ پائمال کا

اُس چشم فتنہ ساز کی شوخی کی سامنے
ڈھیلا دکھائی دیتا ہے دیدہ غزال کا

کب تک چھپے رہین گے وہ مشتاق دید سے
کھلین گے روز حشر نظارہ جمال کا

آمد تمھاری آمد محشر سے کم نہین
انداز چال مین ہے قیامت کی چال کا

ادنی بھی کام آتے ہین اعلی کی ایک روز
اچھون کے منہ کو لگتا ہے تنکا خلال کا

ہر شب برات ہی ہر روز روز عید
اے ماہ کس سے لگ گیا موقع وصال کا

اے روشندلی کا اپنے رہا داغ عمر بھر
اے ماہ قدرداں نہین کوئی کمال کا

ہاں ہی اس دشت مین لایا مجھے سودا اپنا
جہان آسیب نظر آتا ہے سایا اپنا

کوئی سمجھے کسی کافر کو نہ مولا اپنا
بندہ بت کرے اللہ نہ بندہ اپنا

درد الفت ہے عجب مونس یکتا اپنا
اس کا شیدائی ہون مین اور یہ شیدا اپنا

اوسکے کھل کھیلنے سی حال کھلیگا اپنا
پردۂ یار سمجھتا ہون مین پردہ اپنا

حرم و دیر مین رہتا ہی یہ چرچا اپنا
اسنے کونین مین رکھا نہ ٹھکانا اپنا

کردیا وقت غم ہجر دوسرا اپنا
کب کا دشمن تھا بغل مین دل شیدا اپنا

کیف مے سے ہین تماشائی جہان مین اکثر
جام جمشید ہے یا ساغر صہبا اپنا

سحر حشر ہوئی روز قیامت آیا
کیا قیامت ہے کہ وہ عہد شکن کہتا ہے
حشر تک زیست کی جھگڑوں سے بچایا مجکو
ایک سی شیخ و برہمن کی جگہ ہے اسمین
وہ خرابہ ہے یہ دنیا کہ جہاں سے آخر
بعد مین آیا جو ہر بت میرے نالے سنکر
رشتۂ زیست کی رشتہ ہین عزیز و شر
چشم مینا مین ہے اک نور تمہارا مستور
کشتۂ ناز کو اوس شوخ کے زندہ کردے
لب اعجاز نما نے تیری مارا ہمکو
کینہ و بغض و حسد ہم نہین رکھتے دلمین
ہدف تیر ستم ہو گئے دونون پہلو
ہوسے انداز جنون مین جو مقلد میرے
جذب مجنون نے اسی سمت کھنچا جاتا ہے
وصل کی رات کیا یار کو محو حیرت
انکو زینت سے ہے فرصت نہ ہمین وحشت سے
نقص حاصل جو ہوا صورت کامل ہو کر
سودا ے زلف کا جو زمانہ بسر ہوا
لکھا جو تمنے نامہ مین احوال سوز دل
کیا پوچھتے ہو حال شب وصل دوستو

تو نے ایفا نہ کیا وعدۂ فردا اپنا
بھول جاتا ہے مجھے وعدۂ فردا اپنا
تیغ قاتل سے مٹا عمر کا قصہ اپنا
یہی کعبہ ہے یہی دل ہے کلیسا اپنا
چل دیا طاق و محل چھوڑ کے کسرا اپنا
معتقد ہو گیا رہبان کلیسا اپنا
اپنا کہتے ہین کسے ہوتا ہے کیا اپنا
پردۂ حسن ہے یہ آنکھ کا پردہ اپنا
ہمکو دکھلائے تو اعجاز مسیحا اپنا
اپنی قسمت کا ہلاکو تھا مسیحا اپنا
ہر کدورت سے ہے آئینہ مصفا اپنا
اپنا یہ دل ہے ستمگر یہ کلیجا اپنا
قیس و فرہاد کی سر ہو گیا سودا اپنا
منہ نکرتا تھا جدہر ناقۂ لیلا اپنا
حسرت دل نے دکھایا جو تماشا اپنا
دل بہلنے کے لئے شغل ہے اپنا اپنا
ماہ گردش مین ہے قسمت کا ستارا اپنا
کیا کیا وبال دوش مجھے اپنا سر ہوا
اے شمع رو پتنگ میرا نامہ بر ہوا
دشمن ہماری جان کا مرغ سحر ہوا

اللہ ری نازکی میری نازک مزاج کی
مضمون کمر کا باندھا تو درد کمر ہوا

برسون ملا نہ منزل مقصود کا پتا
اپنا سفر بھی ریگ رواں کا سفر ہوا

مرتے ہین زلف و رخ کے تصور مین آجکل
وعدہ تمام شام ہوا یا سحر ہوا

محفوظ جور باد خزان سے ہو یک قلم
ایسا کوئی نہ باغ جہان مین شجر ہوا

دیکھو اثر کتابت درد فراق کا
جانبر نہ ایک گام مرا نامہ بر ہوا

یاد آئی گردش فلکی جب سرور مین
رندون کو دور جام سے دوران سر ہوا

کچھ دل کا ہوش ہے نہ جگر کا خیال ہے
کیسا مین خود غلط ہوا کیا بیخبر ہوا

نالے ہماری سننے کو آتے ہین خوشنوا
مرغ ترانہ سنج دل نوحہ گر ہوا

اپنی ہر اک غزل مین ہے انداز مرثیا
جسنے ہماری شعر سنے نوحہ گر ہوا

کسرا سے بھی بلند تھین جنکی عمارتین
عبرت کی جا ہے گور مین انکا گھر ہوا

پھل تیغ کا تو پھول سپر کی ہوئی نمود
قاتل جو میری خاک سے پیدا شجر ہوا

زاہد کی زہد خشک پہ رویا مین اسقدر
باعث میری نجات کا دامان تر ہوا

دیکھو کمال ماہ ہوا باعث زوال
بد طالعی سے عیب ہمارا ہنر ہوا

ضعف کی شدت سے مین عنقا کا ہمسر ہوگیا
وان کمر پتلی ہوئی یان جسم لاغر ہوگیا

عکس روئے یار سے ایک جوہر ہو گیا
آج بخت آئینہ بخت سکندر ہوگیا

ہون وہ قانع زہر جسکو شہد و شکر ہوگیا
شکر کرکے کھا لیا جو کچھ میسر ہوگیا

پیرہن سے پھوٹ نکلا یار کا جسم لطیف
حسن شکل بوئے گل جامہ سے باہر ہوگیا

بھر گیا ایسا ہوائے شوق مین نامہ مرا
اوڑ کے پہونچا یار تک گویا کبوتر ہوگیا

بلسبت پر جبہہ سائی کا ہے پھر سودا مجھے
پھر ہدف سنگ حوادث کا مرا سر ہوگیا

شامت اعمال سے دلم بلا مین پھنس گیا — کیا کہون سودای زلف یار کیونکر ہو گیا
پھاڑے کھاتے ہین در و دیوار شکل گرگ و شیر — وادی وحشت ہماری واسطے گھر ہوگیا
صدمۂ عشق بتان سے ہوگیا مین سخت جان — شیشۂ نازک تھا اپنا دل سو پتھر ہوگیا
دو قدم بھی کوے قاتل مین نہ ثابت چلسکا — دوش پر بار گران مجکو مرا سر ہوگیا
زیب دیتا ہے صنم دعوی خدائی کا تجھے — تیرا جلوہ دیکھکر بیخود پیمبر ہو گیا
جبر سے ایذا گوارا کی تو راحت ہو گئی — خار کا بستر مجھے فرش مشجر ہوگیا
چشم عبرت سے جو دیکھا رتبۂ شاہ و گدا — ٹھوکرین کھانے کے لائق تاج قیصر ہوگیا
باغ عالم مین چلی کیسی ہوائے انقلاب — عیب کتنی تھی جسے یارون کا جوہر ہوگیا
خاک ہے پیر دوستی لطف صفائی جب نہین — آنکھ وان میلی ہوئی یان دل مکدر ہوگیا
مجھ سا آوارہ کوئی کب منزل ہستی مین تھے — وہ غبار راہ ہون جو وقف صرصر ہوگیا
وصف دندان صنم مین منہ سے نکلا جو کلام — گوش سامع کی لئے نایاب گوہر ہوگیا
مین وہ مجرم تھا کہ مجکو ذبح جب دم کر چکا — پانی پانی شرم سے قاتل کا خنجر ہوگیا
درد و غم کی ایک ہی سی پاسداری کی — دل مرے پہلو مین دو ٹکڑے برابر ہوگیا
ہمدمی سے دل جگر کرنے لگے پہلو تہی — عشق بازی مین ہمارا کھیل ابتر ہوگیا
حسرت دیدار مین لاکھون تڑپکر مر گئے — خون ناحق تیری دروازے پر اکثر ہوگیا
بیستون پر نقش شیرین سے یہ آئی تھی صدا — کوہکن مرنے سے حاصل خاک تبجھ ہوگیا
لطف دونا کر دیا خال رخ محبوب نے — حسن کا یہ ایک نکتہ ایک دفتر ہوگیا

حسرت سوز درونی خاک جل بھن کی ہوا
ماہ مجھکو داغ دل خورشید محشر ہوگیا

ذرہ ہون آستان جناب امیر کا — ای ماہ مہر نام ہے میرے مشیر کا

جلوہ ہی ہر صنم مین خدای کبیر کا
واللہ حق شناس ہی مذہب فقیر کا

قید قفس سے میری رہائی محال ہی
لایا ہی آب و دانہ یہان مجھ اسیر کا

تو نے نگاہ ناز سے دیکھا نہ اسطرف
مشتاق دل رہا لب معشوق تیر کا

اُس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
کرتا ہی کام جس کا پیادہ وزیر کا

جو بوریہ ہے شکل نیستان ہی مجکو تاک
آ بن ہی شیر کا کہ تکیہ فقیر کا

اپنے ریاض فقر مین اوگتا ہی بوریا
عامل ہے یہ فقیر نقوش حصیر کا

مژگان نے تیری سینہ مجھ نگاہ تک
اے ترک چشم ایک ھی پلہ ہو تیر کا

وحدانیت کا تیری مُقر ہون مین اے کریم
کیا کام میری گور مین منکر نکیر کا

قدرت خدا کی سے ہے کہ ھر ایک کور و کر
قائل ہی ذات پاک سمیع و بصیر کا

ہر دم نگاہ لطف سی غیرون کو دیکھی کی
سینہ مرا نشانہ بناتے ہو تیر کا

کھولو ہوا کے رخ پہ نہ گیسوی عنبرین
سودا خراب ہوتا ہے مشک و عبیر کا

حسن شباب یار کا عالم جو دیکھ لے
افسردہ دل جوان نظر آوے پیر کا

کنج لحد مین خاک پہ سوتے ہین آج وہ
کل تک جنھین تھا فرش میسر حریر کا

کیون شکل مہر ماہ چمکتے نہ داغ دل
سینہ مرا خزینہ ہی روشن ضمیر کا

تخت شاہی اس گدا کو بوریا ہو جائیگا
جو قناعت کی مزہ سی آشنا ہو جائیگا

ایک قطرہ اوسکو دے تیرے بہا ہو جائیگا
جو قناعت کی مزے سے آشنا ہو جائیگا

منکر شان کرم قائل تیرا ہو جائیگا
جو قناعت کی مزے سے آشنا ہو جائیگا

شوق وصل سے آشنا نا آشنا ہو جائیگا
گاہ مین آخر کو جذب کہربا ہو جائیگا

یار سے روز قیامت سامنا ہو جائیگا
وعدۂ دیدار بھی آخر وفا ہو جائیگا

ہونٹ غصہ سے چبائیگا خفا ہو جائیگا / زہر شیرین مجکو بوسہ یار کا ہو جائیگا
فکر سے ہات آئینگے مضمون عالی دور کے / عرش اس ذہن رسا کی پیش پا ہو جائیگا
جب چمن مین نالہ موزون میری سن پائینگی / بلبلون کا رنگ چہرہ سے ہوا ہو جائیگا
آشنا بحر توکل کا اگر یون دل رہا / فقر کے کشتی کا بندہ ناخدا ہو جائیگا
سوز فرقت سی اگر جلتا رہیگا رات دن / آخرش دل کی جگہ اک آبلہ ہو جائیگا
کہا گیا دہوکے مین گر مجھ سوختہ کی ہڈیان / مرغ آتش خوار کی صورت ہما ہو جائیگا
مہو اعجاز مار زلف کی سے لکھے اگر / میرا کلک فکر موسے کا عصا ہو جائیگا
وصف لکھونگا اگر اس بادشاہ حسن کا / طائر مضمون ہمارا رشک ہما ہو جائیگا
یار کی تعظیم کو اوٹھی گی میت گور سے / ہر جریدہ قبر مین مجکو عصا ہو جائیگا
پیس ڈالیگی یقیناً گردش گردون مجھی / چرخ میرے حق مین سنگ آسیا ہو جائیگا
خون دل میرا ملو مہدی کو بھیکو ہاتھ سے / چور اپنے زخم کا دزد حنا ہو جائیگا
ماہ دیکھونگا مین شرمسار روضہ شبیر کا / اپنا بخت نارسا جبدن رسا ہو جائیگا

خوشقدون کا وصف گر ہمسے رقم ہو جائیگا / شاخ طوبی ہاتھ مین اپنی قلم ہو جائیگا
حسرت عیش جہان ہی گر نہین ہمکو نشین / دل مرا اک ظرف درد و غم ہو جائیگا
سیر کو آئے چمن مین گر مرا رشک چمن / خون بلبل ہوئیگا گل پر ستم ہو جائیگا
فرش قاقم کی عوض فرش زمین پر سوئنگے / خاک آخر اہل دولت کا حشم ہو جائیگا
جان سی جائینگے ہم عشق لب جان بخش مین / ای خضر آب بقا بھی ہمکو سم ہو جائیگا
روز و شب مجکو تپ فرقت کی شدت ہی کمال / تفرقہ اب روح و قالب کی بہم ہو جائیگا
سیکڑون ہندو مسلمان محو اوس بت کی ہوئے / کعبہ مقصود اب بیت الصنم ہو جائیگا

تیر افگن گر ہو نہین اوسکی نگاہ ناز ہے — صید چشم یار آہوئ حرم ہو جائیگا

دیکھ لینا ایک دن عشق میان یار مین — دل نشان جادۂ راہ عدم ہو جائیگا

نشہ مین یاد آئیگا پھر حسن بزم یار کا — میرا جلو مجھکو ساقی جام جم ہو جائیگا

قصۂ گیسو کو مت اے قصہ خوان اتنا طول — بیڑیان پڑ نہ سکینگی سودا نہ کم ہو جائیگا

ماہ داغ بزرگی ہوگا سنے مجھے مثل درم
حب میرے مولا کا کچھ مجھ پر کرم ہو جائیگا

دنیا ہے مقام رہگذر کا — سامان کرینگے ہم سفر کا

جاتا رہا غم ادہر اودہر کا — نے دل کا نشان ہے نہ جگر کا

خنجر نے مٹایا نام سر کا — صد شکر کہ بار دوش سر کا

اکدم کی ہے زندگی مین کیا کیا — نیرنگ یہ شام کا سحر کا

جاری ہوئے جس سے ہفت قلزم — ایک قطرہ تہا اپنی چشم تر کا

ہے عشق مین نقد جان کا سودا — یان کام ہے زور کا نہ زر کا

دنیا ہے دام من سے ہے ذرا نا — شکوہ نہین اپنے بال و پر کا

پڑھ لے جو وہ اپنا نامۂ شوق — لکھا ہی نشہ آئے نامہ بر کا

ٹکڑا جو پری کا اوسنے پایا — جسم اوسکو عطا ہوا بشر کا

ہے تنگدلی فلک کی ظاہر — دروازہ ہے بند اسکے گہر کا

بے برگی پہ اوسنے رو دیا مین — پتا جو گرا کسی شجر کا

اوس سرو سہی کے نکلے پستان — کیا ثمرہ ہو دیکھین اس ثمر کا

مین کیون نہون محو گندمی رنگ — پاتا ہے پسر پدر کا ترکا

وہ چہرہ ہے آفتاب محشر — گردون مین جو نور ہے سحر کا

سائل ہون مین ای کریم تجھسے / محتاج رہون نہ در بدر کا
ایوان و محل تھے جنکے مشہور / دروازہ ہے گور اُنکے گھر کا
موہوم رہا بیان موہوم / مضمون نہ کھلا بندھا کمر کا
جو اہل سخن ہین دل پہ کھائین / شمشیر زبان کا میری جبر کا

سینہ پہ ہوا نمود آخر
ایماہ جو داغ تھا جگر کا

تھا نقش پا زمین سے نہین ناتوان اوٹھا / بیٹھا تو جیسے خاک مین ای آسمان اوٹھا
فصل بہار گذری غرض بوستان سے کیا / ای عندلیب باغ سے اب آشیان اوٹھا
روح روان گنہ سے سبکدوش ہو روان / منزل ہو دور سر پہ نہ بار گران اوٹھا
سنگین دلونسے ای دل نادان نہ ربط کر / صدمے اگر اوٹھانے ہین ناز بتان اوٹھا
درد جگر اُٹھا میری پہلو مین جس گھڑی / دل کو سنبھالتا ہوا مین ناتوان اوٹھا
ترچھی نظر اشارۂ ابرو مین کر ذرا / او ترک بہر صید نہ تیر و کمان اوٹھا
برباد میری خاک نہ کر کوئے یار سے / اس سرزمین سے مجھکو نہ ای آسمان اوٹھا
جس بت کی خاکسار ہون کاہی عرش پر دماغ / اوس دلنشین کی خاک در آستان اوٹھا
ہر وقت شکر نعمت پروردگار سے / شیرین کلامیون کا مزا ای زبان اوٹھا
مٹی کا ڈھیر قالب خاکی ہے بعد مرگ / برباد گھر ہوا جو مکین مکان اوٹھا
یاران ہمنشین سے رہا دور منزلون / اپنا غبار تھا جو پس کاروان اوٹھا
کس روز روبرو مری آئے وہ بے نقاب / آنکھون کے سامنے سے یہ پردا کہان اوٹھا
حق ہی کہ ای کریم ترے خوان عام سے / بھوکا نہ ایک دن بھی کبھی میہمان اوٹھا
حصہ یہ ہڈیان مین سگ کوی یار کی / کھانے کو ای ہما نہ مرے استخوان اوٹھا

بعد فنا سے ماہ کہین گئے یہ ہمصفیر
باغ جہان سے طوطیٔ ہندوستان اڑھا

زیب و زینت سے جو سنواریگا — آپ بن ٹھنکے بگڑ جائیگا
مجکو گھر سے جو نکلوائیگا — کہئے پھر کس پہ غضب ڈھائیگا
پھر بھی تشریف کبھی لائیگا — پھر شرف مجھے فرمائیگا
دل میرا ایسے جو ترپائیگا — آپ سینہ سے لپٹ جائیگا
بدزبانی کا مزا پائیگا — ایک دن منہ کی کبھی کھائیگا
کس و ناکس سے لڑا کر آنکھین — دیکھیو دیکھیے پچھتائیگا
سوئیے مجھ سے لپٹ کر ورنہ — جاگتے جاگتے گھبرائیگا
خبطی سودائی کہ اپنا عاشق — کیا سمجھ کر مجھے سمجھائیگا
ہونگی ہرجائیون کی سب باتین — ہر زبان کا جو مزا پائیگا
وصل کی تاب نہو گی تجھکو — یہ کسی اور سے فرمائیگا
لن ترانی کی سنا کر آواز — مجھے باتون مین نہ بہلائیگا
جائیے حضرت ناصح بندہ — خوب سمجھا ہے جو سمجھائیگا
ہم بھی سوچے ہین کہ آخر کب تک — یون شب وصل مین ترسائیگا
ایسا جینا ہے گوارا کس کو — مجکو مرنے سے نہ دھمکائیگا
ایک دم اور عنایت ہو جائے — دل ٹھہر لے تو چلے جائیگا
کون بازار سے ہو کر نکلا — ہر طرف شور ہے یہان آئیگا
نزع کیوقت کرم فرما کر — ملک الموت نہ بن جائیگا

میرزا ماہ نہ سیری ہوگی

دل پہ سو داغ اگر کھائیے گا

موزونئ کلام کا چرچا نہین رہا — بزم سخن مین کوئی بھی گویا نہین رہا
آہین نہ کین کہ رکھو تڑپتا نہین رہا — فرقت مین مشغلہ مجھے کیا کیا نہین رہا
جلوہ بتون کی حسن کا کس جا نہین رہا — کعبہ وہ کب ہوا جو کلیسا نہین رہا
موسی ہی ایک محو نظارا نہین رہا — کس آنکھ مین وہ حسن تماشا نہین رہا
اونکا شب وصال قیامت تہا یہ کلام — کیا صبح ہو گئی جو اندھیرا نہین رہا
اس طائر اسیر کی حالت پہ رو دیئے — دم بھر بھی جو قفس مین تڑپتا نہین رہا
سن لینا میری آہ نے جس دم اثر کیا — کچھ بھی ثرا سے تا بہ ثریا نہین رہا
عریان شب وصال کیا منہ سے یار کو — آنکھون کے سامنے کوئی پردا نہین رہا
حضرت برا نہ مانئے بیمار آپ کا — عیسی کے بھی علاج سے اچھا نہین رہا
اب دن شباب کے ہین شرارتین ہین عشق کی — وہ حسن نہین رہی وہ زمانا نہین رہا
کچھ اور کر دیا اونہین حسن شباب نے — صورت بدل گئی وہ سراپا نہین رہا
محرم اگر کھلی ہی تو پروا نہین ہے کچھ — نامحرمون سے آپکو پردا نہین رہا
کس دن نہ میرے نالۂ دل نے اثر کیا — کب زلزلہ مین عرش معلیٰ نہین رہا

زائل ہوئی نہ داغ سے اس دل کی رنگی
ایماہ مجھ مین نقص کا دھبا نہین رہا

لیلی کو جذب قیس کا حیلہ بہانہ تھا — معشوق کا مزاج گر عاشقانہ تھا
تیر نگاہ ناز کا بسمل زمانہ تھا — دیکھا تو اس خدنگ کا ہر دل نشانہ تھا
سودا کسیکو تھا نہ پریشان زمانہ تھا — جب تک تمہاری زلف سے واقف نہ تھا زمانہ
غنان شکوہ گو نہ غریبان نہ بوتھے — گنبد نہ قبر پر نہ کہین شامیانہ تھا

کم تھی نہ روز حشر سے صبح شب وصال
قالب سے جان ادہر تو ادہر وہ روانہ تھا

شاہونکو خاک چھانتے دیکھا ہو جس جگہ
دولت سرائے یار کا وہ آستانہ تھا

لب تک پہنچ کے رک گیا آیا نہ کام مین
کاٹے کے اوس منہ کا میری آب و دانہ تھا

نالے کہین ہنسی کہین کچھ بھی نہین ہمین
بزم جہان طلسم کا ایک کارخانہ تھا

لغزش سے ہے اوسکے چال کو حالت وجد کی
پازیب کی صدا تھی کہ دلکش ترانہ تھا

کیا کیا نہ شکلین نور کی اسمین نظر پڑین
پہلو مین دل تھا صاف کہ آئینہ خانہ تھا

مرنے سے اپنی ایک جہان کو ہوئی خوشی
ماتم ہمارا غلغلۂ شادیانہ تھا

کم ظرف کو یہ دولت دنیا خدا نہ دے
فوارہ کا ابھارنے والا خزانہ تھا

ایماہ ہمیشہ سایۂ فضل خدا رہا
سر پر ہمارے ابر کرم شامیانہ تھا

قیس کو غبطہ کہ فرہاد کو سودا نہ ہوا
کون عاشق ہے زمانہ مین جو رسوا نہ ہوا

اس مسیحا سے علاج دل شیدا نہ ہوا
یہ بھی اچھا ہوا بیمار جو اچھا نہ ہوا

شکر صد شکر کہ وحشی تیرا مجنون کیطرح
خاک مین ملکے غبار رہ صحرا نہ ہوا

ایک عالم کو تیری چال نے پامال کیا
کونسا روز تھا وہ حشر جو برپا نہ ہوا

کیا کہون مین کہ شب وصل میری باتونسے
وہ برا مان گئے ہاے یہ اچھا نہ ہوا

قیس و فرہاد پہ ہے اتنی فضیلت مجھکو
میری دیوانگی لڑکون کا تماشا نہ ہوا

دہوپ مین برہنہ پا مجھکو پہرایا کوسون
اے فلک تو بھی کلیجہ تیرا ٹھنڈا نہ ہوا

ہر قدم ہے یہ تیری نقش قدم کی آواز
کونسے روز مین تاج سر کسرا نہ ہوا

کب میری روتے سے طوفان تہ زمین ہوا
کب ہر ایک اشک میرا صورت دریا نہ ہوا

نخل جنت ہے ہر ایک نخل تیری کوچہ کا
نہ ہوا سر پہ میری سایۂ طوبے نہ ہوا

ہڈیان قیس کی صحرا مین در ندی کہا
تو بھی چل بیٹھے یہ تجھے سگ لیلا نہ ہوا

روز وہ حیرت خورشید بغل مین تہا
ماہ قسمت کا ترے نیک ستارا ٹہرا

جلوہ ہے مہر و ماہ مین بس تیری ذات کا
تو باعث وجود ہے کُل کائنات کا

موقع ملے ملے نہ ملے تم سے بات کا
بندہ ہون مین تمہو نگہِ التفات کا

اوڑھین کہ اب بچھائین عنایت کو آپکی
تشریف صبح لائیے ہو وعدہ تمہارا ایکا

جی جاؤن مین جو قتل وہ قاتل کرے مجھے
دی آب تیغ ذائقہ آب حیات کا

کس بات پر حرم سے نکالے گئے صنم
قصہ تو ہو سنا نہین لات و منات کا

تو ہے غفور بندہ عاصی ہون مین کریم
مجھ کو تو آسرا ہے فقط تیری ذات کا

سینہ اُبھر چلا ہے جو زور شباب سے
نقشہ نگاہ شوق مین کھپتا ہے گات کا

بے کار و بے ثبات ہین اسباب کائنات
کسکو ہو اعتبار حیات و ممات کا

کیا حسن گنجفہ کو ملا دست یار سے
شکل عروس تازہ ورق ہے برات کا

پیری مین آفتاب لب بام ماہ ہے
اب چلتی پھرتی چھاؤن ہے نقشہ حیات کا

حسرت و یاس و غم و درد نے ہمسے کیا کیا
ایک دل اور مین ساتھ انکی بلا سے کیا کیا

سر کٹانے مین ذرا اپنی جگہ سے نہ ہلا
تیغ قاتل نے میری بات ادھیڑی کیا کیا

ہای کیا قہر کا دریا ہے یہ بحر الفت
آشناؤن کی یہان ڈوب گئے بیڑے کیا کیا

میری رگ رگ مین ہے فصاد فساد و سودا
ایک نشتر ہے بتا تو کہ وہ چھیڑی کیا کیا

دشت وحشت مین انہین دست جنون کی ہیہات
دامن زخم کے ٹانکے بھی ادھیڑی کیا کیا

بحر ہستی مین حبابون نے ابھر چلنے پر
ہر قدم کہائے ہین موجون کے تھپیڑے کیا کیا

بیگنہ خنجر بیداد نے تیرے قاتل
خاک و خون مین تن شفاف لتھیڑے کیا کیا

ماہ داغ دل مجروح کی ہو نیکو ہو
چشم تر نے دئے اشکونکی لڑی کیا کیا

ستم کا سارا نقشہ ہے قد موزون قیامت کا
دکھائیگا کسی دن وصل کی شب روز فرقت کا
رہا دیر و حرم مین ایک جلوہ انکی صورت کا
لبون پر جان آجاتی ہے جب کروٹ بدلتا ہے
گریبان پھاڑنے سے کب ہے دست جنون خالی
قناعت آدمی کو چاہیے رزق مقدر پر
گذرنا چاہیے لازم ہے شغل عشق بازی مین
دل عاشق جلا کر یہ نئے نقشے دکھاتا ہے
امانت ہے خدا کی جان ہے انسان کی قالب مین
جگہ بہتر نہین دونون جہان مین کوئی دو لبریز
خدائی انکی ہوتی انکا منہ ابر بشر ہوتا
تلاش تیغ و خنجر کیون ہے میری قتل کو قاتل
شب دیجور کا سبکو یقین ہے روز روشن پر
فقیر ہو انکو کیا سفر کرنے مین وقت سے
لحد مین خاک پر سونا مآل کار ہے سب کو
مجھے محتسب ساقی کو غم ہون رند لا ابالی ہون

بنایا ان بتونکو یا الٰہی اچھی صورت کا
زمانہ ایکسا رہتا نہین ہے رنج و راحت کا
بتونکا حسن ہے یا رب نمونہ تیری قدرت کا
ترے بیمار کو ہے زور امید لقا محبت کا
مجھے سو و ہین ہاتھ آیا نہ دم بھر کو فرصت کا
ہما نے ہڈیان کہا کر شرف پایا سعادت کا
وہان دو وحشی سر ہوتا ہے پابند محبت کا
سفید رات خیبر ہوتا ہے قیامہ جھولی صورتکا
بشر پر خود کشی سے جرم آتا ہے خیانت کا
بیان کرتا ہے کیون واعظ فسانہ باغ جنت کا
صنم رکھتے اگر کچھ بھی سلیقہ آدمیت کا
اشارہ ایک کافی ہوگا انگشت شہادت کا
اندھیرا اسقدر چھایا ہے میری شام شامت کا
بھلا دیگا وطن کی یاد دل سے رنج غربت کا
اٹھی جاہ و حشم سے گو جنازہ اہل دولت کا
رہیگا ابر رحمت شامیانہ میری تربت کا

سفر مین پھرتے پھرتے ماہ مجکو برسون گذری ہین
نہ پایا گردش گردون سے وقفہ ایکساعت کا

کیا رعب کیا جلال ہے حسن شباب کا
منہ پھر گیا ہے آگے تیرے آفتاب کا

اپنی حیات پر ہو مجھے شک حباب کا
کس درجہ بے ثبات یہ قطرہ ہے آب کا

قطرہ گرے اگر میری چشم پر آب کا
ہو روئے زمین منظر پڑے اک سطح آب کا

درد جگر نے آنکھ نہ لگنے دی ایک پل
آیا خیال بھی نہ کسی وقت خواب کا

اعمال بد کی میری جو میزان دی روز حشر
ہوگا حساب پاک نہ روز حساب کا

پیری مین سر سفید ہے اور دل سیاہ ہے
دزدِ حنا ہے رنگ ہمارے خضاب کا

ہر فرد بیش و کم کے ہوئی جائزہ طلب
دیکھا حساب مینے یہ روز حساب کا

دل خون ہو کے بہنے لگیگا بجای اشک
رونا رہا اگر یہی چشم پر آب کا

پیری مین بھی نہ ہون گے میری موی سر سفید
بخت سیاہ کام کرے گا خضاب کا

لکھنا ہے وصف عارض دلدار صاف صاف
ہیر قلم قلم کر دن تختہ گلاب کا

بے میری دیکھی کاتب اعمال حشر تک
تم سے درست ہوگا نہ کاغذ حساب کا

ساقی سے آنکھ ملتے ہی مدہوش ہوگیا
پینے نہ پایا مین یہ پیالہ شراب کا

تشبیہ دی کے عارض نور سے ترے
جھکایا سینے حسن مہ و آفتاب کا

گردی خدا عروج نہ موذی خلق سے
زخمی نہ دیکھا کوئی بھی تیر شہاب کا

لکھتا ہون وصف زلف مسلسل جو یکقلم
شیرازہ باندھتا ہون مین اپنی کتاب کا

اعجاز عکس عارض ساقی کو دیکھنا
شیشہ شراب کا ہے قرابا گلاب کا

مہمان دم کی دم کا یہ حسن شباب ہے
جوبن کا ہے ابھار او بھرنا حباب کا

وہ رند تشنہ کام ہون مین جسکی واسطے
دریائے مے مین خالی ہے ساغر حباب کا

تشہیر میری نعش کو کرنا ضرور ہے
مین کشتہ ستم ہون کسیکے حجاب کا

کیونکر نہ سوز غم سے میری دلپہ داغ ہو

ای ماہ شیفتہ ہون کسی آفتاب کا

کیا تڑپنا لکھا ہے دل کا
صاف نقشہ ہی مرغ بسمل کا

حال کھلتا نہ قیس کے دل کا
گر اُڑا دلٹتا نہ پردہ محمل کا

دہن زخم اپنے معرکہ مین
بوسہ لیتے ہین تیغ قاتل کا

دیکھکر تیرے روئے تابان کو
شبہہ ہوتا ہے ماہ کامل کا

کیا ہی نازک ہی عارض جانان
بوجھ سوسن ہے بار اک تل کا

کس قدر ہے قریب ملک عدم
دو قدم پر نشان ہے منزل کا

دل پروانہ کو جلاتا ہے
چپ کھڑے جلتا شمع محفل کا

میرے نالون سے رعد کانپ گیا
ہوش اُڑ اُڑ گیا عنادل کا

بھولنے کا نہین وہ چاہ ذقن
یاد ہے قصہ چاہ بابل کا

دم پھڑک جاتا تیرا اے صیاد
نالہ سنتا اگر عنادل کا

تن لاغر ہے جان کا کانٹا
پوست سارا ہی زخم کا چھلکا

چپ ہین زندان مین آپ کی قیدی
پر قیامت ہے غل سلاسل کا

میرے لاشے کو ہونے دو چو رنگ
ہاتھ خالی پڑے نہ قاتل کا

دل نے پیا ابتک تپون کی جو سہم
عارضہ مجھکو ہو گیا سل کا

پتلی لیلیٰ ہے چشم مجنون کی
پردۂ دیدہ پردہ محمل کا

دہن یار مین کلام نہین
کون قائل ہے حرف باطل کا

ماہ کی تو نے سہل انگاری
قافیہ رہ گیا جو مشکل کا

مضمون نہ نکلا تیری تنگی دہن کا
کب صورت موہوم مین یارائی سخن کا

سامان ہی مسافر کو سبب رنج و محن کا
کیا زور نقاہت ہے کہ نقشہ ہے پہ تن کا
بے برگی مین ہین داغ حصیر اپنی بدن پر
پژمردہ کوئی گل کوئی غنچہ ہے شگفتہ
تعمیر عمارت سے ہے کیا فائدہ منعم
ہو پھولونکی چادر کی عوض قبر پہ میرے
اوس چشم کا مین دیدۂ و دانستہ ہوا محو
قالب کی جدائی سے نکیون روح ہو بیچین
ہے حلقۂ مژگان مین وہ چشم سیہ یار
عشق قد و گیسو کا ستم پوچھئے دل سے
کچھ کچھ تو خیالی سا اوڑایا ہے چمکنا
مضمون لا دل کو تری چشم سیہ کا
غمگین ہون مین ایسا ہوس عیش جہانسی

لو روح روان چھوڑ گئی یار کفن کا
منکا میری گردن کا ہوا ہے کئی منکا
پہنایا ہے افلاس نے ملبوس چکن کا
ہر وقت بنا رنگ ہی ہستی کی چمن کا
آخر کو علاقہ نہیں کچھ روح سی تن کا
اوڑ ہی ہوے وہ گل جو دوپٹا ہی چکن کا
قسمت نہ نشانہ کیا اک تیر فگن کا
ہوتا ہی مسافر کو بہت رنج وطن کا
یا عین نیستان مین یہ مسکن ہی ہرن کا
منصور سے افسانہ سنو دار و رسن کا
سورج کی کرن نے تیری محرم کی کرنکا
کیا شیر کے پنجہ مین شکار آیا ہرن کا
شادی مین مزا پاتا ہون مین رنج و محن کا

غربت ہی مین برباد رہی خاک ہی اے ماہ
مرکر نہ ہوا بار مین یاران وطن کا

سایہ پڑا چمن مین جو گیسوئے یار کا
مضمون گر ملیگا نہ مژگان یار کا
رخ پر نہیں ہے طرۂ طرار یار کا
نادم ہوا مین دامن تر کو نچوڑ کر
حیا و خلق آنکھین مین اوس خوش نگاہ کا

ہر غنچہ نافہ بن گیا مشک تتار کا
کھٹکا رہیگا دل مین میری نوک خار کا
پکڑا گیا ہی جو رحلب مین تتار کا
آیا جو دھیان مجکو لحد کے فشار کا
گیسو ہی دام طائر دل کے شکار کا

شعلے نکل رہے ہین مرے اشک گرم سے
دیکھو تماشا آب مین عالم ہے نار کا

ہے اپنا دل کدورتِ دنیا سے پاک صاف
اس آئینہ مین دخل نہیں ہے غبار کا

وہ صید دل گرفتہ ہون مین اپنے جہان مین
صیاد خود اسیر ہوا جس شکار کا

مستون کی میکدہ مین غشی ہوگئی ہرن
عالم جو یاد آیا کسیلے خمار کا

رتبہ ہمارے آبلہ پا کا دیکھنا
افسر ہر آبلہ ہے سر نوک خار کا

دستِ جنون سے اپنے گریبان کو ہو نجات
دامن جو ہاتھ آئے تیرے کوہسار کا

ابرِ سیہ غبار سواری اوسیکا ہے
برقِ طپان سمند ہے جس شہسوار کا

دولت ہے کیمیا کی فقیرون کو صرف مین
اکسیر یہ غبار ہے کس خاکسار کا

قالب کہین ہے روح کہین جان و دل کہین
پہونچا ہے مرتبہ یہ میرے انتشار کا

بعد از فنا نشان نہ رہا اپنا نام کو
کندہ بھی مٹ گیا میری لوحِ مزار کا

قالب مین روح کانپتی ہے جسکے نام سے
دنیا سے اب سفر ہے مجھے اوس دیار کا

اے ماہ مجھکو گردشِ چشمانِ یار نے
عالم دکھایا گردشِ لیل و نہار کا

قایل عدو ہوا میری گفت و شنید کا
منکر بھی اب مقر ہے کلامِ مجید کا

جلوہ شبِ فراق ہو صبحِ امید کا
اے ماہ آفتاب بنے چاند عید کا

کھولا درِ ملال خموشیِ یار نے
قفلِ دہن سے کام نکلا کلید کا

نشہ مین کرکے بیعتِ پیرِ مغان حصول
سمجھا مین جام مے کو پیالہ فرید کا

کیون خوش نہ آئے جامۂ عریان بھی مجھے
بخیہ کا اسمین کام نہ قطع و برید کا

بھیجا ہے اوسنے کرکے سرِ نامہ بر قلم
آیا جواب صاف یہ خط کے رسید کا

اے بادشاہِ حسن تو ہر دل عزیز ہے
یوسف ہے ایک نام تری زر خرید کا

ایدل ہے شکل شاہد مقصود سامنے / پردہ اٹھا کے دیکھ قریب و بعید کا
اوس ناف سے یہ عقدۂ موئے کمر کھلا / خالی مکان ہے کمر ناپدید کا
مضطر ہے بے ترے نفس کالبد مین دل / صدما ہے مرغ روح کو قید شدید کا
مہندی لگا کے ذبح کیا کسکو بتنگیناہ / رنگ حنا مین رنگ ہے خون شہید کا

ایماہ مہربان وہ حسین ہوگا ایکدن
چمکا ستارہ گر میری بخت سعید کا

نامہ اپنا جو کبوتر ہوا / سرد وہ دو چار قدم پر ہوا
زلف کا سودا نہ میسر ہوا / بخت سیہ بخت سکندر ہوا
ختم میرا نامہ جو لکھکر ہوا / اوڑ گیا ناپید کبوتر ہوا
یار کی دربانی پہ نوکر ہوا / آج مین رضوان کے برابر ہوا
خاک ہوا مین وہ مکدر رہا / مرتبہ دونون کا برابر ہوا
شوق ہی ظلمات کا رہبر ہوا / خضر کا پیرو نہ سکندر ہوا
دیکھ لے طغیانی سیلاب اشک / چشم کا چشمہ بھی سمندر ہوا
زلف کی بو سونگھ کے نیند آگئی / رات جو بیدار مقدر ہوا
آئینہ منہ دیکھ کے حیران ہو / شانہ تیری زلف سے ششدر ہوا
شکوہ ساقی جو کیا حشر مین / میری طرف ساقی کوثر ہوا
کروٹین لینا مجھے دشوار ہے / خوب توانا تن لاغر ہوا
لخت جگر آنکھ سے کیون گر پڑا / لعل ہوا لعل سے پتھر ہوا
سبزۂ خوابیدہ سی ہر دشت مین / فرش زمین فرش مشجر ہوا
لخت جگر آنکھ سے گر جا مین گئے / لعل جو ثابت کوئی پتھر ہوا

مجھ کو لڑکپن مین جو وحشت ہوئی
طوق گلو کا مرے زیور ہوا

وصل کی شب جلوۂ رخسار سے
شیش محل مہتاب سے گھر ہوا

ظالم و مظلوم مین بس انتخاب
میر اگلا آپ کا خنجر ہوا

یار نہ سویا شب مہتاب مین
ماہ مجھے مفت کا چکر ہوا

سخن کی لطف سے خالی اگر جہان ہوتا
دوات بیدہن و خامہ بے زبان ہوتا

ہماری آہ رسا کا جو امتحان ہوتا
نشان ارض و سما دم مین بےنشان ہوتا

بلند آہ کا اپنی اگر دھُوان ہوتا
ایک آسمان نیا زیر آسمان ہوتا

کمر کا راز یہان ہمپہ گر عیان ہوتا
ہمارے یار کے پردہ نہ درمیان ہوتا

خزان کی روز کا ہوتا خیال گر دلمین
بہار باغ پہ نازان نہ باغبان ہوتا

یہ باز رہتے اگر دعوئ خدائی سے
بتون کا خانۂ کعبہ مین پھر مکان ہوتا

جلاتا آپ کو گر سوز دل سے پروانہ
زبان شمع کو قصہ یہ بر زبان ہوتا

لکھا ہے قصر فرید و نہ یہ کلک حسرت سے
نہ چھوڑ جاتے جو قبضہ مین یہ مکان ہوتا

اثر نہ رکھتی اگر چاہ کچھ زلیخا کی
نصیب یوسف کنعان کو کیون کنوان ہوتا

یہ بندشین ہین فقط شاعرون کی باتین ہین
نہ ان بتون کی کمر ہے نہ یہ دہان ہوتا

نہ پھنستی دیدہ و دانستہ دام مین صیاد
چمن کے دور جو بلبل کا آشیان ہوتا

بیان کرتا جو پُر درد داستان میری
یقین ہے مرثیہ خوان نام قصہ خوان ہوتا

وہ سخت جان ہون کہ قاتل جو ذبح بھی کرتا
تو میرا پوست کڑا مثل استخوان ہوتا

قیامت آتی گلستان مین نونہالون پر
جو محو سیر چمن تجھسا نوجوان ہوتا

نکلتا گر در دولت سے وہ بت کافر
تو شور دیر و حرم مین کہان کہان ہوتا

تمام خلق مین ہے خال ماہ کا روشن
مین کیا چھپاتا میرا داغ کب نہان ہوتا

نشانا تیر جفا کا بنائے گا پھر کیا
یہ دل نہوگا تو ظالم ستائے گا پھر کیا

ابھی حجاب ہی پردہ ہی شرم کا حائل
شب وصال وہ ہمسے چھپائے گا پھر کیا

مٹا مرقعۂ عالم سے جو کوئی نقشا
وہ بزم ہستی مین صورت دکھائے گا پھر کیا

ہوا ہے پھر سر شوریدہ محو داغ جنون
برہنہ پا مجھے کوسون پھرائے گا پھر کیا

میری ہوسے کریگا جو دست پا رنگین
کوئی یہ پوچھے کہ ہاتھ اوسکے آئیگا پھر کیا

فلک نے اہل زمین کو نہ چین سے رکھا
ستا کے انکو یہ ظالم ستائے گا پھر کیا

شب فراق کی صدمون کا غم نہ کہا ایدل
کبھی وصال کا کیا دن نہ آئیگا پھر کیا

مزا اوٹھیگا وہ مجھسے ہو بدمزہ تو کہے
بگڑ کے دیکھئے صورت بنائے گا پھر کیا

زیادہ مہر وشون نے جو ربط ہے ایماہ
مگر یہ داغ کوئی تازہ کہائے گا پھر کیا

دلمین ہماری یار نے مسکن بنا لیا
اوس بت نے شیخ کعبہ برہمن بنا لیا

مسّی لگا کے تو نے یہ اندھیر کر دیا
اِس برگ گل کو کیون گلِ سوسن بنا لیا

اوس طفل فتنہ ساز نے حسنِ شباب سے
سج دہج بدل کے اور ہی جوبن بنا لیا

عمرِ روان نے صورت ریگ روان دشت
دم مین ہوائے تند کا توسن بنا لیا

جوشِ جنون مین ہمنے گریبان کو پھاڑکر
ای دشت تیرے واسطے دامن بنا لیا

کارِ محال سہل کیا ہمنے عشق مین
دشمن کو دوست دوست کو دشمن بنا لیا

ایماہ داغ کہا کے یہ دل کر لیا کڑا
صدمے اٹھا کے موم کو آہن بنا لیا

دل دیا حال نہ کچھ پوچھا تمہاری خو کا
میرے بیجان بسترہ بشر ہے جان چوکا چو کا

مین وہ وحشی ہون اگر دشت مین جا کر بیٹھون
سامنے میرے رہے کوسون ہی صحرا آہو کا

صورت ناف شکم گرد گین میری آنکھین
حیرتی بن گیا اک آئینۂ زانو کا

بلبلین سیکھتین سب نالۂ موزون مجھسے
خندہ ہر گل نے اوڑایا ہے میری گلرو کا

سجدہ ہو جہ تو کرتا نہین زاہد اے بت
شبہہ محراب حرم پر ہے تری ابرو کا

عشق شیرین مین تلف ہو گئی جان شیرین
کیا ہو فرہاد سے جب دل ہی نہو قابو کا

کوئے قاتل پہ ہے بازار یہ کا دہو کا
دہن زخم سے خون ہمنے یہان ٹک تھو کا

داغ دل اپنا ہی روشن ہے ازل سے اب تک
ماہ ہون مین یہ ستارہ ہے میرے پہلو کا

شوق پابوسی قاتل نہ ہوا تہا سو ہوا
بار سر دوش کو مشکل نہ ہوا تہا سو ہوا

نفع نقصان سے حاصل نہ ہوا تہا سو ہوا
مہربان کشتون پہ قاتل نہ ہوا تہا سو ہوا

حسن عارض سے بنا آنکھ کا تل تل اونکا
حبشی دید کی قابل نہ ہوا تہا سو ہوا

تیرگی بخت سیہ کی میری چھائی شبکو
تار نور مہ کامل نہ ہوا تہا سو ہوا

شدت ضعف سے دو گام ہی چلنا دشوار
اک قدم سیکڑون منزل نہ ہوا تہا سو ہوا

دہن یار کا مضمون نکالا ہمنے
ہمسے حل عقدۂ لاحل نہ ہوا تہا سو ہوا

خط میرا ایسکے تڑپتا ہے کبوتر دیکھو
نامہ بر طائر بسمل نہ ہوا تہا سو ہوا

صدمۂ ہجر سے بیمار نہو تہو سکتے ہین
اے تپو عارضۂ سل نہ ہوا تہا سو ہوا

تیری فرقت مین جدا ہو گئی ہمدم کیا کیا
دور پہلو سے میرا دل نہ ہوا تہا سو ہوا

ہاتھ سے اسکی بنا ہی ید بیضا ای ماہ
نور داغ مہ کامل نہ ہوا تہا سو ہوا

گل سے نہ شکوہ اور نہ ہی خار سے گلا — کب عندلیب کرتی ہے گلزار سے گلا
ہم آپ اپنی آگ مین جلتے ہین شکل طور — کیونکر کرین نہ آہ شرر بار سے گلا
نالے کئے ہزار مگر گل نہ کھا سکے — گل کرتی ہین یہ بلبل گلزار سے گلا
دشمن ہمارے حضرت دل ہی بغلین ہین — ہمکو نہین ہے کچھ نگہ یار سے گلا
قسمت کی جاگنے کا دکھایا نہ خواب بھی — حاشا ہے دیدۂ بیدار سے گلا
افسوس بیکفن ہی رہی نعش کوہکن — شیرین کو تھا یہ دامن کہسار سے گلا
بھاتی ہے لن ترانی تری طالبون کو یار — موسے کیطرح کچھ نہین تکرار سے گلا
ہم نے خطا ہین وہ تھا گنہگار اسے تبو — منصور کرتا خاک سر دار سے گلا
جو کچھ کیا وہ حسن خداداد نے کیا — یوسف کو کچھ نہین ہے خریدار سے گلا
جیلا سے تیرگی کی نہ آیا وہ رات کو — ہر صبح مجھکو ہے یہ شب تار سے گلا
ظالم خوشی ہین روتے ہین مظلوم یا خدا — بندہ کو کچھ نہین تری سرکار سے گلا

جمیلی نہ مشتری کو شکایت نہین ہے ہاہ
کرتی نہین ہین یار کا اغیار سے گلا

یاالٰہی کہین آباد ہو پہلو اپنا — اوسیہ کچھ نہ در رہو یا دل یہ ہو قابو اپنا
پائون پھیلائے ہوس نے میری کیا کیا ہیہات — ہٹ گیا یار کے زانو سے نہ زانو اپنا
ہون وہ بلبل نہین پرواز کی طاقت جسکو — یا رہ بیکار رہے ہر اک پر و بازو اپنا
چشم پر قہر دکھا کر سے مجھے فرماتی ہین — خاصہ شیر کا رکھتا ہے یہ آہو اپنا
بیچ مین آکے کوئی دل نہ بلا مین پھنس جائے — آپ شبکو نہ سنوارا کرین گیسو اپنا

عجب کثرت بار گنہ سے حال ہوا — کہ بال بال میرے جسم پر وبال ہوا
تپ فراق سے آخر یہ اپنا حال ہوا — کہ مجھ مریض پہ مردہ کا احتمال ہوا

کھچ گیا دل پہ مری نقشہ بیداد دنیا
کبھی دیکھا جو کہین کوئی پریزاد دنیا

ڈھونڈ لیتا ہے فلک پہلوی بیداد دنیا
روز کرتا ہی ستم یہ ستم ایجاد دنیا

باغ عالم مین وہ بلبل مین اسیر غم ہون
کہ مری تاک مین ہر روز ہی صیاد دنیا

قمریان دیکھ کے بولین قد موزون تیرا
چمن حسن مین نکلا ہی یہ شمشاد دنیا

دیکھنا طرفہ تماشا ہی حسینون کا بناؤ
زیب و زینت سے وہ ہر دم ہی پریزاد دنیا

لایق گریہ ہی اوس مرغ چمن کا احوال
جسکو ہر سمت نظر آیا ہو صیاد دنیا

تو نے منھ پھیر کے خنجر مری گردن پہ رکھا
ذبح کرینگا یہ انداز ہی جلاد بنا

سایہ کیطرح خیال اوسکا ہی اپنے ہمراہ
میری اللہ نے بخشا مجھے ہمزاد دنیا

ہر گھڑی یاد ہے اس روئے کتابی کی مجھے
مکتب عشق مین کرتا ہون سبق یاد دنیا

خار ہوئی تیری آنکھون مین بہار گلشن
گل دکھاؤن وہ تجھی بلبل ناشاد دنیا

چین سے اہل زمین کو نہین رکھتا یہ کبھی
روز گھر چرخ کہن کرتا ہی برباد دنیا

گرم کر دیتا ہی یہ نالہ موزون میرے
داغ دل آہ ملا ہی مجھے استاد دنیا

حرم مین دیر مین خالی کوئی مکان نہ رہا
بتون کے حسن کا جلوہ کہان کہان نہ رہا

کسی سے سوز غم عشق یون نہان نہ رہا
ہمیشہ دل میرا جلتا رہا دھوان نہ رہا

متاع درد سوا بیکسون کے پاس ہی کیا
بغیر نالہ کوئی در پہ پاسبان نہ رہا

خرام ناز تمہارا بھی اک قیامت ہے
زمین پیر تلے سر پہ آسمان نہ رہا

کندہ نہ اسم بھی اپنا کسی نگینہ پر
ہماری نام کا دنیا مین کچھ نشان نہ رہا

گدا کو شاہ کیا شاہ کو گدائی دی
کسی سے ایک قرینہ پہ آسمان کا

خیال یار کے جاتی ہی دل ہوا رخصت
نہ میزبان رہا گھر مین جو میہمان نہ رہا

جگر کے پار خدنگ نگاہ نار ہوا
ہماری گھر مین تو اکرم بھی میہمان نرہا

سخنوروں سے یہ حجت ہے لاکلام مجھ
دہان ہے ہیچ تو گویا تیرا دہان نرہا

لگایا سفلوں کو منہ تو نے او پری پیکر
ہماری بوسہ کے لائق تیرا دہان نرہا

تشبیہ مثال سوائے حجاب شرم و حیا
ہماری اوسکے کوئی پردہ درمیان نرہا

کمر نظر نہین آتی تھی سو نظر آئی
ہماری اوسکے کوئی پردہ درمیان نرہا

وہ نالہ کش ہوں جو کوسوں ہوں دور منزل سے
مین وہ جرس ہوں جو ہمراہ کاروان نرہا

عبث عبث کوئی کیوں اپنی جان پہ کھیلے
بھلا ہوا کہ اوسے ذوق امتحان نرہا

صفائی قلب نے ای ماہ کر دیا روشن
ہزار داغ چھپایا مگر نہان نرہا

بخدا دل کو ہے اب عشق صنم تھوڑا سا
اپنے ایمان سے ہی کچھ کفر بہم تھوڑا سا

دامن دشت جنون سرخ ہی کم تھوڑا سا
لہو روتا ہے ابھی دیدۂ نم تھوڑا سا

اور کر لیجیئے کچھ جور و ستم تھوڑا سا
کہین آجائے میری دم مین نہ دم تھوڑا سا

لاکھ غم کھائے مگر جان نہ نکلی تن سے
جی مین آتا ہی کہ اب کھائیے سم تھوڑا سا

دیکھئے جائیے ہم جائین کہ جانان آئے
آج کچھ درد جگر اپنا ہے کم تھوڑا سا

اور یہ سب تیری باتین ہین مگر ای زہون
اوسکے کوچہ سے مشابہ ہی ارم تھوڑا سا

سطے جوانی ہوئی اور منزل پیری آئی
اب ولا دور رہا ملک عدم تھوڑا سا

تن سے گھبرا کے نکلنے لگی جان شیرین
روئے گریا تم فرہاد مین ہم تھوڑا سا

دیر پہ چلتے تجھے شیخ برہمن کرتے
ہمکو ہوتا نہ اگر پاس حرم تھوڑا سا

یا گدائی ہو در یار کی یا شاہی ہو
مجھ کو درکار نہین جاہ و حشم تھوڑا سا

ردتو روقی مین ہوا غش تو سنگھائین لخلخین

چھا گیا ماہ پہ بھی ابر کرم تھوڑا سا

فلک پر جا کے مثل صور گونجا میرا کڑکا
تو سن لینا شب فرقت کا دم مین ہو گیا تڑکا

اوڑائین دھجیان دست اجل نے رخت ہستی کی
ہماری جامۂ تن پر گمان ہوتا ہی گودڑ کا

مکدر ہو گیا ہے رنجش احباب سے ایسا
دل روشن ہمارا بن گیا ہی لعل کیچڑ کا

زمین جو آسمان بھی سہ نہ سکتے کو وہ صدما کیا
میری سینہ نے جو صدما اوٹھایا دلکی اوجھڑ کا

شگون بد نہین ہے وصل گل مین نوحۂ بلبل
چمن مین اسکے نالونسے کبھی پتا نہین کھڑکا

تنوفسے برہمن کو لطف کی امید ناحق ہی
یہ وہ کافر ہین جو رکھا کئے ہی دودہ کا لڑکا

یہ کس کا نام لیتی ہین یہ کسکا ذکر کرتی ہین
نہ سمجھا کوئی بھی مطلب تری دیوانہ کی بڑکا

سدا اسکی ملاوت پر رہا ہے دانت حاسد کا
میری نقل زبان مین کیا مزا آتا ہی کڑکڑ کا

ہر اک آلایش دنیا سی نادان پاک رہتا ہے
تعلق سی بری ہی جب تلک انسان ہی لڑکا

بخارات دلی باعث ہین اپنی بد دماغی کی
بلائے جان دھوان ہوتا ہے اس قلیانکی گڑگڑ کا

فروغ خاطر روشن ہی بنیاد عالم مین
پتا لگتا نہین سرو چراغان کی کہین جڑ کا

قفس سے جیتے جی اپنی رہائی غیر ممکن ہی
مری نالون سی ای بلبل دل صیاد بھی پھڑکا

کہون کیا وصل کی شب کیسی جلدی ہو گئی آخر
رخ روشن ادہر دیکھا اودہر تہا نور کا تڑکا

اسیران قفس کو حکم یہ صیاد دیتا ہے
کرون گا ذبح اک اک کو کوئی طائر اگر پھڑکا

شہیدون مین کسیکی بے سر و پا کون مجھسا ہی
کہ دھڑ خواہان نہین سر کا تو سر کا ہی نہین دھڑ کا

جنازہ کی بلندی گور کی پستی یہ کہتا ہون
رہ ملک عدم ہی یا کوئی رستہ ہی بیہڑ کا

بقول آتش کے مین بھی ماہ ہر صحبت مین رہتا ہون
جوانون مین جوان بوڑھو نمین بڈھا لڑکون مین لڑکا

جب ترا بند نقاب روی زیبا کھل گیا
نور طور و حسن یوسف سب کا پردہ کھل گیا

فصل گل آتی ہی ننگ داغ سودا کھل گیا
وحشیونکو ہو مبارک باب صحرا کھل گیا

وصل کی شب مین حجاب دل کا پردہ کھل گیا
یار کے کھل کھیلنے سے ہے یہ کیا کیا کھل گیا

پائنچے سے پاؤن باہر ہو کے اوسکا کھل گیا
لو ید بیضا کا اک عالم پہ یہ تہا کھل گیا

کب گرہ قسمت کی کھولی ناخن تدبیر نے
ورنہ ہر ایک عقدۂ مشکل کو کھولا کھل گیا

جب دوپٹہ یار کی سینہ سے سرکا بزم مین
کچھ نہ پوچھو کیا نظر آیا مجھے کیا کھل گیا

جان شیرین تو نے دی شیرین ہی پر دی
کوہکن سر پھوڑنے سے کیا نصیبا کھل گیا

سر سے جب گذرا تو مجھ پر راہ الفت کا تہی
بند تہا جو کوچۂ قاتل کا رستا کھل گیا

مال ہی اپنا وہی جو کچھ کہ اپنے پاس ہی
یہ وہ سمجھی گا گرہ سے جسکے پیسا کھل گیا

جب کبھی باب اجابت پر دعا پہونچی میری
دیکھنا قفل در امید کیا کھل گیا

صورت شان خدا وہم وگمان سے دور ہے
اے صنم موی کمر کا تیرے عقدہ کھل گیا

فرقت ساقی مین رویا بارہا برسات مین
ابر تر بھی دیدۂ تر سا نہ برسا کھل گیا

مجھسا گریان بزم غم مین العروس غم نہین
جسکے سر باندھا میرے رونیکا سہرا کھل گیا

جامۂ عریان تنی سے عیب پوشی کب ہوی
ماہ داغ سر جو ڈہانکا داغ دل کا کھل گیا

لکھا ہی وصف مین نے ایک رشک ماہ تابان کا
نکیون ہو مطلع خورشید مطلع میری دیوان کا

گھٹا رونا نہین اب تک ہماری چشم گریان کا
ہوا ہی سامنا لاکھون ہی باری ابر باران کا

حنائی ہاتھ ہے اوسکا چوگوری کلائی ہے
نکلا شاخ نے بلور کی یہ پنجہ مرجان کا

نظر کو بیڑیان پہنائین مین اشک مسلسل کی
تصور باندہ کر آنکھ نمین اوس زلف پریشان کا

کھینچی دل کی مرقع مین ہی تصویر اوس پریرو کی
میری سینہ پہ عالم ہو نہ کیون یوسف کے زندان کا

دل مردہ ہماری زندگانی تلخ کرتا ہے
جو عالم یاد آتا ہی اسی گور غریبان کا

لب لعلین وہ اپنا پان کھا کر سرخ کرتی ہین — رہیگا خاک تھر مرتبہ لعل بدخشان کا
ہماری داغ دل کا بعد مردن کیا ہی گل پھولا — ہوا ہر تختہ اپنی قبر کا تختہ گلستان کا
گئی ہم جان ہی سے صبح تک دیکھی نہ فرقت کی — بڑا احسان یہ ہم پر ہے شب تاریک ہجران کا
پنہا کر پاؤن مین بیڑی جنونکی ہاتھ کاٹونگا — رہا گر تار باقی ایک بھی اپنے گریبان کا

ہماری عشق سے شہرہ ہوا ہے اس پری رو کا
رہا ہے ماہ سے رتبہ فلک پر مہر تابان کا

جذب دل نے مری اثر نہ کیا — یار نے رخ کبھی ادہر نہ کیا
کب جفا سے تو اپنے باز رہا — کب فدا تجھ پہ ہمنے سر نہ کیا
ہمنے اک ماہ نو کی فرقت مین — نالہ کس روز رات بھر نہ کیا
غم فرقت ہی کھا کے زندہ رہے — زہر نے کچھ ہمین ضرر نہ کیا
سنکے نالہ مرا شب فرقت — مرغ نے نالۂ سحر نہ کیا
مر گیا کھا کے کوہکن تیشہ — جان شیرین کا کوئی ڈر نہ کیا
کب شب وصل خیر سے تمنے — بے سبب ہم سے لڑکے شر نہ کیا
بے نیازی سے ناز کرنے لگے — کچھ خدا کا بتون نے ڈر نہ کیا

ماہ سے نوجوان پہ وای ستم
رحم کچھ تو نے اے قمر نہ کیا

دیکے دل تجکو بہت رسوا ہوا — عشق مین آخر مجھے سودا ہوا
لاکھون سودائی ختن سے آگئے — زلف جانان کا اگر چرچا ہوا
لے مسیحا کل ترا بیمار ہجر — مر گیا جھگڑا مٹا اچھا ہوا
اب گذر اوس یار کے در تک نہین — اسقدر بدنام نام اپنا ہوا

ہو کفن بھی سرمئی ہمدم مرا / ہون نگاہ یار کا مارا ہوا
یون اجل آتی نہ تھی اب آئیگی / وہ خفا ہمسے ہوا اچھا ہوا
پھر رقیبون سنے اوسی بھڑکا دیا / آج ہمسے یار جو روٹھا ہوا
کیا کہین کیا وصل مین اوٹھا مزا / جب گلے سے یار تھا لپٹا ہوا

کس کی چشم سرمگین کو دیکھکر
ماہ دل پسکر میرا سرما ہوا

وہم اوس تک نہین رسائی کا / کسکو دعویٰ ہے آشنائی کا
جسم و جان مین سبب جدائی کا / شوق ہے تیری آشنائی کا
برقع اوڑھے ہین بیحیائی کا / شور تھا جنکی پارسائی کا
شان اللہ کی حسین بنکر / بت کرین حوصلہ خدائی کا
جسکو کہتے ہین سب ید بیضا / چور ہے پنجۂ حنائی کا
تکیہ تقدیر پر فقیر کرے / پھیک کر ٹھیکرا گدائی کا
وقف ہر خار راہ ہین تلوے / ہم کو کیا ڈر برہنہ پائی کا
دل ہی اپنا ہی دشمن جانی / کیا گلا تیری بیوفائی کا

ماہ گردش مین ہی قسمت کا ستارا کیسا / روز و شب رنج سفر رہتا ہی کیسا کیسا
کنج عزلت نے ہمین لطف دکھایا کیسا / کچھ نہین چاہئے پستا ہی زمانہ کیسا
یہ تو کہئے کہ قیامت کا ہی غوغا کیسا / کسکی آمد ہی دم حشر ہی چرچا کیسا
ہنس کے پہر گل صیاد ہی بھڑکا کیسا / تو نے نالہ کیا ہی بلبل شیدا کیسا
دل اولجھتا ہی طبیعت کو پریشانی ہی / کیا کہون دلمین ہی اوس زلف کا سودا کیسا
ہر قدم پر ہے صدا فتنۂ محشر دیکھا / چال نے تیری کیا حشر یہ برپا کیسا

یاد آتی ہے جو اشکون کی روانی مجکو
میری آنکھونسے اُتر جاتا ہی دریا کیسا

وصل کی رات ہی تکلیف تکلف مجسے
شرم ہر کام مین ہر امر مین پردہ کیسا

صدمۂ ہجر شبِ وصل جو یاد آتے ہین
دل دُہرکتا ہے اوبلتا ہی کلیجا کیسا

چشم شبگون کا تری جب کبھی عالم دیکہا
پانی پانی ہوا ہر ساغرِ صہبا کیسا

خوش مزہ شہد سی ہی تلخ کلامی تیری
زہر میٹھا ہی تو ہوگا تیرا میٹھا کیسا

دل ہی اللہ کا گہر اسمین جگہ ہی اسکی
دیر کیا چیز ہے کعبہ و کلیسا کیسا

چار دن ہی نہین رہتا ہی کبھی حسن شباب
ہای دو دن مین بدل جاتا ہی نقشا کیسا

سیر کرنے کو برابر وہ چلے آتی ہین
تیری دیوانون سی گلزار ہو صحرا کیسا

ماہ برسون سی نہین شعر و سخن کا چرچا
بات دشوار ہے مصرعہ کہو کہنا کیسا

گلزار مین پھر کوئی گل تازہ کھلا کیا
گھبرائی سی پھرتی ہے تو اے باد صبا کیا

کہہ اے دل نالان تری نالونسی ہوا کیا
وہ دل نہ ہلا عرش ہلا تجسے ملا کیا

جس دل مین نہین درد اوسی لطف وفا کیا
کھٹکا نہ ہو مرنے کا تو جینے کا مزا کیا

نیمچے جو شبِ وصل کہا رات ہی تھوڑی
فرمایا تری ہوش بجا ہین یہ بجا کیا

لگائین یہ مہر وش یہان سہرا
چاند دولہا ہے کہکشان سہرا

ہر پری گاتی ہے مبارک باد
کیا ہی شادی کی روح جان سہرا

رخِ رنگین پہ ترے ای نوشاہ
بن گیا رشک بوستان سہرا

بنا نوشہ کنور بہادر سنگہ
کیون ظفر کا نہو نشان سہرا

گہندو تارون سے گوندھ کر ای ماہ
نذر کو لائے آسمان سہرا

ماہ دل پیکر میر اسرا ہوا

عشق مین ہر نیک طینت تجھسی بدظن ہوگیا
دلربا اپنا یارِ ہمدم جانکا دشمن ہوگیا

لالۂ خودرو سے جنگل رشک گلشن ہوگیا
دامن دشت جنون گلچین کا دامن ہوگیا

آفتاب حشر سا چہرہ وہ روشن ہوگیا
نشۂ مے سے نئے عالم کا جوبن ہوگیا

خار صحرا مرحباے منت دست جنون
سو جگہ سے تا گریبان چاک دامن ہوگیا

خار کا کھٹکا طریق خاکساری مین نہین
جھک کے چلنے سے ہمارا دوست دشمن ہوگیا

دیکھ لینا جب نگاہ شوق نے پایا اثر
پردۂ دربار کا شق ہو کے چلمن ہوگیا

دشمنون سے دوستانہ جب کیا ہتی سلوک
خضر رہ میرے لئے ہر ایک رہزن ہوگیا

کوچۂ محبوب مین جو جو پہونچکر مر گئے
اونکو آغوش پری آغوش مدفن ہوگیا

آج کل ہے نغمۂ بلبل کے سننے کی بہار
موسم گل آگیا سرسبز گلشن ہوگیا

دو قدم وہ سیمبر جس سمت کو اوٹھکر چلا
اے مہوّس وہ غبار راہ کندن ہوگیا

چھا گیا جسدم ترا ابر کرم مثل خلیل
آگ کا انبار بھی پھولون کا خرمن ہوگیا

باغبان گل بانگ کی آئی صدا کیون بند بند
کیا اسیر دام کوئے مرغ گلشن ہوگیا

چلتی پھرتی چھاؤن مین دنیا کی پیاری فروغ
تیرگی شب کا باعث روز روشن ہوگیا

لحن داؤدی سے پانی ہو کے پتھر بہ گئے
دست مردان خدا مین موم آہن ہوگیا

[illegible] جیسے وہ دل پکڑ کے رہگیا
ترکش چشم یار کیسا تیر افگن ہوگیا

جلوۂ بت دیکھکر اللہ اکبر کہہ اوٹھا
لو خدا کی شان کا قائل برہمن ہوگیا

کیا ہوا کس طرح سے آیا گیا رنگ بہار
دو ہی دن مین ان گلون کا ختم جوبن ہوگیا

سوز دل کی ضبط سے حاصل ہوا دونا فروغ
مثل مشعل داغ دل ای ماہ روشن ہوگیا

حلاوت بخش کام جان ہے تو شیرین زبان کیسا
مزا لیتی ہے تیرا نام لیکر زبان کیسا

قفس میں کیا ہمیں معلوم بستا ہی جہاں کیسا — خدا جانے چمن کیسے ہیں کسکو آشیاں کیسا
گل و بلبل کا دو دن میں مٹا نام و نشاں کیسا — بہار آتی ہی گلشن میں ہوا دورِ خزاں کیسا
ہماری سوزشِ دل سے ہے پیدا نور کا عالم — مجسّم طور کا شعلہ ہے یہ آہیں دھواں کیسا
اجل ہی یاد رہتی ہے یہ لطفِ زندگی بھولا — مزا دلکے لگانے کو ملا ہے جانِ جاں کیسا
فلک بھی گر اوٹھائے تو زمیں سے اوٹھ نہیں سکتا — توانا ہو گیا ہوں آج کل میں ناتواں کیسا
ملایا خاک میں جسکو نہ چھوڑی خاک تک اوسکی — ستم کرتا رہا اہلِ زمیں پر آسماں کیسا
نہ اب مہرِ سلیماں ہی نہ وہ تختِ رواں باقی — ہر ایک نامی کا دنیا سے مٹا نام و نشاں کیسا
ہمارے نالۂ آتش فشاں کیا عرش تک پہونچے — فرشتے کر رہے ہیں آج شورِ الاماں کیسا
نہیں دم بھر کی فرصت آپکو گیسو بنانے سے — لیا یہ دردِ سر تمنے نصیبِ دشمناں کیسا

دیے ہیں داغ لاکھوں ماہ کو گردوں گرداں نے
ملایا خاک میں پیرِ فلک نے یہ جواں کیسا

جان دینا ہی آساں اوسے مشکل نہیں ہوتا — قابو میں کسی شخص کے جب دل نہیں ہوتا
بے رنج مزا عیش کا حاصل نہیں ہوتا — غم میں نہیں کھاتا ہوں تو خوشدل نہیں ہوتا
ہر وقت ہی اللہ سے فریاد بتوں کی — میں یادِ خدا سے کبھی غافل نہیں ہوتا
اوس حسن میں کچھ حسنِ ملاحت نہیں ملتا — جس عارضِ پر نور پر اک تل نہیں ہوتا
زخمی ہے تری ترچھی نگاہوں کا زمانہ — اِن تیروں سے دل کونسا بسمل نہیں ہوتا
اوس بت کو میں دکھلاؤں تو اللہ کو دکھلا — واعظ تری باتوں سے میں قائل نہیں ہوتا
ملتا ہی نہیں اونکو کبھی خضرِ طریقت — جب تک کوئی گم گشتۂ منزل نہیں ہوتا

اے ماہ صفائی ہے مجھے داغ سے دل کی
ناقص نہو انسان تو کامل نہیں ہوتا

اگر دردِ دل کچھ سوا ہو گیا — مجھے اور ایک مشغلہ ہو گیا

تپ ہجر سے مرکے صحت ہوئی
مرض میرا مجھکو دوا ہوگیا

کھلا عقدۂ زندگی ہے حباب
کہ اک آن مین دم ہوا ہوگیا

صفائی رخ یار کے روبرو
کچھ اندھا سا ہر آئینا ہوگیا

لہو میرے دلکا ملایا جو یار
تو شوخ اور رنگ حنا ہوگیا

شب وصل کی ہون خطائین معاف
جو کچھ بیخودی مین ہوا ہوگیا

خدا مہربان ہے تو کچھ غم نہین
وہ بت خوش رہے گر خفا ہوگیا

کئی دن سے سنسان ہین میکدے
کوئی رند کیا پارسا ہوگیا

لڑی آنکھ اور دل کے جھگڑے مٹے
نگاہو نمین سب فیصلہ ہوگیا

خوشامد سے میری ہوئی وہ خفا
کیا شکر تو بھی گلا ہوگیا

کسیکا شب وصل کہنا یہ ماہ
سحر کیون نہین ہوتی کیا ہوگیا

ہر دل خرام ناز سے پامال کردیا
دیکھو تمھاری چال نے کیا حال کردیا

تیر نگاہ یار نے یہ حال کردیا
دل میرا چھید چھید کے غربال کردیا

اولجھا گئے جو پیچ مین سودائیونکے دل
سودا تمھاری زلف کا ہر بال کردیا

آتے ہی فصل گل ہوا جوش جنون مجھے
دیوانہ اس بہار نے ہر سال کردیا

واللہ اے کریم یہ لطف کرم نہین
میرا سوال تو نے اگر ٹال کردیا

شانے نے شاخ شانہ کیا زلف یار کو
گیسو کا جال جان کا جنجال کردیا

وحشت مین ہم بری ہوئے صوم و صلوۃ سے
جوش جنون نے خوب خوش اعمال کردیا

کانپی زمین تو اہل زمین تھرتھرا گئے
ابرو ہلا کے یار نے بھونچال کردیا

عتاب پر گمان ہے ہمین آفتاب کا
غصہ نے روئے یار کو کیا لال کردیا

سن لینا ایک دن یہ قیامت کا سحر کرے
قاتل نے میری قتل کا اقبال کردیا

اے ماہ ہجر یار مین رویا مین اسقدر
اشکون نے ابر تر سیرا رومال کر دیا

ہم کہین تمسے حال کیا اپنا
چھٹ گیا دل سا آشنا اپنا

وہ حسین ہو نہ آشنا اپنا
اے بتو کیا نہین خدا اپنا

گر نہ پہلو تہی دل غمگین
ہے تجھی سے تو آسرا اپنا

سب گئی صبر و ہوش تاب و توان
لیگیا سارا قافلا اپنا

نہ ہوا وصل یار روائے نصیب
کچھ بھی نکلا نہ حوصلا اپنا

عشق غارت کریگا ہوش و حواس
حسن لوٹیگا قافلا اپنا

تم خفا ہو کے ہم کو چھوڑ چلے
اب اجل سے ہے سامنا اپنا

مرتے دم بھی اگر وہ آجادین
بخشوالین کہا سنا اپنا

ایکدن معرکہ ہین اے قاتل
تیرا خنجر ہے اور گلا اپنا

رہ گئے خورشید رو کی الفت مین
ماہ چمکا ہے داغ کیا اپنا

درد دل ایسا بڑھا آپ کے شیدائی کا
شق جگر ہوتا ہے دیکھے سے تماشائی کا

دیکھو آئینہ نہ دعوی کرے یکتائی کا
شغل اچھا نہین خود بینی خود آرائی کا

چاک دامن ہے ہر اک لالۂ صحرائی کا
رنگ لایا ہے جنون یہ تری سودائی کا

باغ مین اوس قد موزون کے برابر آئین
سرو شمشاد کو دعوے ہو جو رعنائی کا

بیستون سے پیدا صدا تیشہ فرہاد کی تھی
خوف عاشق کو نہین آفت بالائی کا

ایسا بھی عاشق بدنام نہووے کوئی
کہتے ہین سنکے فسانہ مری رسوائی کا

میری قابو سے گیا یار کی بس مین آیا
دل ناداں نے کیا کام یہ دانائی کا

شل ہوے دست جنون پاؤن تھکے چلنے سے
کوئی ساتھی ہے نہ گاہک میری سودائی کا

خم کمر بار الم سے ہو تو باز و بیکار
صدمہ بھائی کو خدا دے نہ کبھی یکتائی کا

جان و دل عشق میں دونوں کو جو کھو بیٹھا ہوں
ایسے بیکس سے مزہ پوچھیے تنہائی کا

سنتے ہی چونک اوٹھے گور کے سونے والے
کیا قیامت ترا شہرہ ہے مسیحائی کا

تھم سے دیکھنا کچھ ہاتھ اوٹھا کر دونوں
کیا پیارا ترا انداز ہے انگڑائی کا

تاب کیا لب بھی ہلاؤ جو بتوں کی آگے
بندہ قائل ہو کلیم آپکی گویائی کا

تیری ہم چشمی کے دعوی نے کیا کیا کھویا
بہرہ ور دیدۂ نرگس نہیں بینائی کا

ماہ کو دیتا ہے اللہ بقول آتش
خرچ ہر روز ہے یہاں عالم بالائی کا

دل ناکام کا نہ کام ہوا
اور میں مفت میں تمام ہوا

میں تری عشق میں تمام ہوا
تو نے مارا اجل کا نام ہوا

رہے برسوں تری قرار مدار
صبح وعدہ وفا نہ شام ہوا

آنکھیں بھر آئیں غمسے رندوں کی
مے سے خالی کوئی جو جام ہوا

میں وہ مرغ اسیر ہوں صیاد
دانہ پانی جسے حرام ہوا

اے بتو رحم و لطف و احسان سے
بندہ پرور خدا کا نام ہوا

جلوۂ حسن یار جب دیکھا
یوسف مصر بھی غلام ہوا

ہستی سے گور تک مسافر تھے
پہونچے منزل پہ جب مقام ہوا

کس سے پوچھیں کہ رہبران عدم
کہاں ٹھہرے کہاں مقام ہوا

مل گیا اوسکو رتبۂ موسی
جو کوئی تجھسے ہم کلام ہوا

چار دن کی ہے چاندنی دنیا
ماہ دو روز میں تمام ہوا

نہ درد ہجر تھا دلکو کہ اضطراب نہ تھا — ہماری جان پہ اک تازہ کب عذاب نہ تھا
ستم کا شوخی شرارت کا کچھ حساب نہ تھا — وہ جب بھی فتنہ تھا جب عالم شباب نہ تھا
ادا و ناز کا اونکی کبھی جواب نہ تھا — وہ جب بھی فتنہ تھا جب عالم شباب نہ تھا
تو کب حسینوں مین عالم کے انتخاب نہ تھا — جمال حضرت یوسف ترا جواب نہ تھا
بجاے اشک اب آتے ہین لخت دل ہردم — یہ رنگ گریہ ترا دیدۂ پر آب نہ تھا
نظر تھی ٹیڑھی نہ چتون تھی اونکی قہر آلود — نہ بل تھا زلف مین جب زور پر شباب نہ تھا

تمہارے کوچہ مین لے آتا ہجکر مجھکو
کہ اپنے بس مین دل خانماں خراب نہ تھا

کیوں چین مجھے ہجر مین دم بھر نہین ملتا — کیا وصل کا پہلو دل مضطر نہین ملتا
کب آنکھ لڑا کر کوئی دلبر نہین ملتا — دیکھین تو وہ کسطرح سے ملکر نہین ملتا
ہر شب تری زلفوں کی بلائین لی سحر تک — انسانکو یہ قسمت یہ مقدر نہین ملتا
ہم مصر کے بازار مین یوسف کو بھی دیکھ آے — دنیا مین حسین آپ سے بہتر نہین ملتا
اے شوق شہادت ہی یہ ناکامی تقدیر — مین ملتا ہوں قاتل کو تو خنجر نہین ملتا
اوس ابروے قاتل کا اشارہ ہی یہ ہردم — اوس کاٹ کا تلوار کو جوہر نہین ملتا
جائین کہان کسپر سر سودا زدہ پٹکین — قسمت سی در یار کا پتھر نہین ملتا
تسکین نہین وصل مین ہوتی کسی پہلو — جب تک کہ یہ دل دلسے برابر نہین ملتا
قاصد کسی ٹھہراؤں کسے نامہ بر اپنا — عنقا ہے زمانہ مین کبوتر نہین ملتا
اللہ رے لطافت دُرِ دندان کی تمہاری — اس آبکا اس تابکا گوہر نہین ملتا

جب دیکھو اے ماہ نیا داغ ہی موجود
دل سینہ مین کسوقت مکدر نہین ملتا

وصل ہوگا کہ ابھی ہجر مین رونا ہوگا — ہو رہیگا مری قسمت مین جو ہونا ہوگا

مجھے ہر دم یہی کہتی ہے قناعت یہی
کنج عزلت تجھے فردوس کا کونا ہوگا

جاگنا ہجر کا بھولیں گی اوس شب آنکھیں
جب تیرے ساتھ میسر مجھے سونا ہوگا

تیری آنکھوں نے جسے تاکا وہ بسمل نہ کیا
کوئی جادو کوئی اس طرح کا ٹونا ہوگا

یہی بیتابی کی صورت جو رہیگی قائم
دل ہمارا ترے ہاتھوں کا کھلونا ہوگا

تجسے عیار کو سمجھیگا وہی یار اپنا
مفت دل ہاتھ سے جس شخص کو کھونا ہوگا

خال عارض میں ابھی ہوگی ملاحت پیدا
سانولا رنگ تیرا اور سلونا ہوگا

گاو مسند پہ اکڑنا نہیں اچھا منعم
ایک دن قبر میں تکیہ نہ بچھونا ہوگا

عمر بھر روتی ہی گذریگی غم فرقت میں
ماہ کو داغ اگر سینہ سے دھونا ہوگا

تمام رنج والم سے وہ بے گزند ہوا
ہنر ہے درد کے واقف جو دردمند ہوا

تری گلی کا مجھے یہ چلن پسند ہوا
کہ ذرّہ یہاں کا ستاروں سے بھی بلند ہوا

میں کیا کہوں کہ اسیری کی داستان کیا ہے
زبان کھلتے ہی کنج قفس میں بند ہوا

بتوں کے شعلۂ رخسار سے خدا کی پناہ
کہ خال چہرۂ یوسف بھی یاں سپند ہوا

جدھر گیا گل تازہ کھلا گیا لاکھوں
برنگ باد بہاری ترا سمند ہوا

ازل سے غم ہے فدا مجھپہ میں فدا غم پر
جو ناپسند تھا سب کو مجھے پسند ہوا

ملے جو نقش قدم پر تری جبین نیاز
وہ خوش نصیب ہے بے شک وہ سربلند ہوا

کسی سے آنکھ کے ملتے ہی میں بلا میں پھنسا
ہمارے دلکو وہ تار نگہ کمند ہوا

نہ پوچھا ماہ کسی نے کہ حال دل کیا ہے
یہ ایک داغ کا صدمہ مجھے دوچند ہوا

زینت کاکل سے اونکو یہ ضرر پیدا ہوا
اونکو شانہ شل رہا شب درد سر پیدا ہوا

سب سنینگے شور محشر کسقدر پیدا ہوا
میرے نالوں میں اگر کچھ بھی اثر پیدا ہوا

دیوان ماہ

مر گیا میں بوسۂ سیبِ ذقن کی چاہ میں
ہائے نخلِ آرزو میں کیا ثمر پیدا ہوا

وحشتِ دل آگئی صحرا نوردی کی بہار
دشت میں لالہ کا سبزہ تا کمر پیدا ہوا

سارے عالم میں کبوتر ہو گیا عنقا مجھے
جب کبھی ڈھونڈھا نہ مرغِ نامہ بر پیدا ہوا

پھر دن گردن خم کئے ڈھونڈھا کیا تدبیرِ وصل
درد دل کے فکر میں کیا درد سر پیدا ہوا

حورِ جنت واعظو سمجھا کئے عاشق مزاج
دیکھنے کو جب حسین کوئی بشر پیدا ہوا

ڈر سے روزِ ہجر کے چہرہ ہوا میرا سفید
وصل کی شب جب گھڑی نورِ سحر پیدا ہوا

ہائے کیا پر سے اڑا دی جورِ صیاد نے
جب کسی مرغِ قفس کے ایک پر پیدا ہوا

اچھی اچھی ماہ کی باتیں ہیں شہوار سے
کیا تمھارے کان کی لائق گہر پیدا ہوا

نہ آئینہ سکندر کا نہ لینا جام ہے جم کا
نظر آتا ہے اس دل میں تماشا دونوں عالم کا

زیادہ بزمِ شادی سے ہوں شائق مجلسِ غم کا
دلِ مجروح کو جشنِ عید ہے ماتم محرم کا

فروغِ بزمِ ہستی سارا جلوہ ہے تیرے دم کا
حسینوں میں لقب تجھکو ملا ہے جانِ عالم کا

دلِ ناشاد اپنا اسقدر خوگر ہوا غم کا
کہ اب بارہوں مہینہ ہے مجھے عشرہ محرم کا

ہوئی عقدہ کشائی غیب سے ہم وصل میں سمجھے
جو انکی کس سمائی سے ہے ٹوٹا بند محرم کا

کسی دم تو تجھے دل کھولکر آنسو بہانے دے
یہ ہی رونا رہا ہمسے ہماری چشمِ پرنم کا

کرامت دستِ موسیٰ کو ملی تھی جس کفِ پا سے
اُسی کی ٹھوکروں میں معجزہ تھا ابنِ مریم کا

مقدر سے ملا جو کچھ مجھے اے سیر قناعت کی
توکل نے مرے جھگڑا اٹھایا بیش و کم کا

کوئی مردہ جلایا ہے کبھی ٹھوکر سے جب تو نے
ترے آگے ہوا دم بند کیا کیا ابنِ مریم کا

اسیرِ دام گو اسکی رہائی کا کوسوں ہے
دلِ وحشی نہ سودا مول لینا زلفِ پرخم کا

سرو کو قد نے ترے پھوٹنے پھلنے نہ دیا
کوئی بوٹا جو بڑا سامنے چلنے نہ دیا

تیرہ بختی نے مجھے رنگ بدلنے نہ دیا
نخل امید سرا پھولنے پھلنے نہ دیا

ضعف نے مجھکو در یار سے ٹلنے نہ دیا
اوٹھنا کیسا کبھی زانو بھی بدلنے نہ دیا

وصل مین ہمنے ذرا یار کو ٹلنے نہ دیا
لیکے آغوش مین پہلو بھی بدلنے نہ دیا

دختر رز جوش جوانی پہ نہ آنے پائی
شیخ بچو تمنے اسے خوب اوبلنے نہ دیا

خوب انصاف کیا داورِ محشر تونے
بڑھ کے اوس قد سے قیامت کو بھی چلنے نہ دیا

فتنے پر پا نظر آئے نہ قیامت صد شکر
دو قدم یار نے اوس شوخ کو چلنے نہ دیا

درد فرقت نے کیا مجھکو یہ بیخود افسوس
دل کسی شغل مین ایک آن بہلنے نہ دیا

اے مغان جوش جوانی مین یہ ٹھہری کیھون
اور اس دختر رز کو ابھی پلنے نہ دیا

کردیا وحشت گیسو نے پریشان خاطر
سانپ نے ڈس کے مجھے زہر اوگلنے نہ دیا

وعدہ وصل نہ پورا کیا اکدن تونے
چین کچھ دلکو تری آج نے کل نے نہ دیا

شکر کرتا دم آخر تری بخشش کا کریم
اتنا وقفہ بھی مجھے ہاے اجل نے نہ دیا

لاڈلے پیار یگانہ ہے روز تماشہ سہرا
اوس سے بہتر ہے کہین سے ہے وہ اچھا سہرا

رخ رنگین پہ جو نوشاہ کے لٹکا سہرا
بنگیا غیرت گلزار سراپا سہرا

موتیون کا سر نوشہ پہ جو باندھا سہرا
ہوا سلک درِ شہوار سراپا سہرا

دادی مان بہنونکو ہر آن مبارک ہوئی
سر نوشاہ سے رکھی یوہین تنہا سہرا

پیر تو چہرۂ پر نور سے ہوتا ہے یقین
سہرے دولہا کا بنے عقدۂ ثریا سہرا

حضرت خضر سے نوشاہ کی ہو عمر دراز
گوندھ کر لائے اس حسن سے سچا سہرا

دونون دولھا ہین اک عالم کے رئیس اکبر
کیون نہ سب گائین اسی راج دلارا سہرا

بندشون سے گل مضمون کی ہوا کیا تازہ بیان
سہرا ہر شعر ہے اس سہرے کا گویا سہرا

حسن گل سہو ہوا دل سے چمن بھول گیا
کسی بلبل نے جو دم بھر ترا دیکھا سہرا

باندھون ہین بندشین کیا کیا نہ گلونکی اسیر
روے نوشہ سے عجب آبرو پائی گا سنے
حورین کیون آئین نہ جنت سی بلائین لینے
محو نظارۂ نوشاہ ہین لاکھون آنکھین
سر چپڑہایا اسی نوشاہ نی شادی مین بہت

لاکھون سہرون کا بنا ہی ترا سہرا سہرا
لہرین لیتا ہے پڑا صورت دریا سہرا
ہے سہی قد کا میری غیرت طوبا سہرا
کیون بنے تارِ نظر کا نہ سراپا سہرا
کیون نہو دل سے فدائی قد بالا سہرا

ہر لڑی کاہکشان پھول ستارونکی تمام
ماہ نوشاہ کا یون گوندھ کی لایا سہرا

ماہ تارونکا گوندھ لا سہرا
زلفِ نوشاہ کی تصدق سی
موتی لڑیون کی سب ڈرِ نایاب
بنا دولہا امیرِ دولہا آج
سر چھڑانے سی میری دولہا کی
نکہت گل کو چٹکیون مین اوڑا
بادلے کی ہین تار تارِ شعاع
طائفی گائین سب مبارکباد

نئے دولہ کا ہو نیا سہرا
مشک و عنبر سے بسگیا سہرا
سر سے پا تک ہے ایکسا سہرا
گائین شاہانہ سہ لقا سہرا
دیکھو اترا رہا ہے کیا سہرا
کبھی چھو لے اگر صبا سہرا
رشک مہرِ فلک بنا سہرا
سر پہ نوشہ ہی باندھتا سہرا

ماہ نوشاہ مہروش کی لئے
خوب لکھا یہ نور کا سہرا

کھول دے تیغ زبان چلکے تو جوہر اپنا
جان و دل اپنی ہین آخر کو نہ دلبر اپنا
باغ فردوس مکان اپنا ہی کوثر اپنا
زانوِ یار سے اوٹھتا ہے نہین سر اپنا

بیت ابرو سی ہر ایک شعر ہو بہتر اپنا
کون اپنا ہے کہو ہوتا ہے کیونکر اپنا
شافع حشر ہے اللہ پیمبر اپنا
آج کل کیسا نصیبہ ہے سکندر اپنا

قامت یار سے بڑھ چلکر مقابل ہونگے
منھ تو بنوالیں ذرا سرو و صنوبر اپنا

آتشِ غم سے بھڑکا جاتا ہی شعل کیطرح
سینہ گلخن ہے تو یہ دل ہے سمندر اپنا

خط پیشانی سے مٹنی کا نہیں ہے ہرگز
جسقدر رنج ہی قسمت مین مقدر اپنا

اپنی صورت کو کہیں آپ نہ عاشق ہو جائے
منھ نہ آئینہ مین دیکھا کرو اکثر اپنا

جی مین آتا ہے کسی بت سے یہ پوچھوں جا کر
دل کسی شکل سے ہو سکتا ہی پتھر اپنا

دیکھا گلشن مین جو اون پھول سے رخساروں کو
رنگ بدلا کیا کیا کیا نہ گل تر اپنا

ہمسری کرکے لب یار سے جھوٹا ہوگا
نام رکھوائے کہیں لعل یہ پتھر اپنا

وصل کی رات حیا کیسی یہ پردہ کیسا
بیٹھیے منھ نہ دوپٹے سے چھپا کر اپنا

خانہ برباد وں سے پوچھو نہیں منزل کا پتا
ہم جہان بیٹھ گئے وہ ہی ہوا گھر اپنا

ماہ کس قوت بازو پہ فلک سے ٹھہرے
میرزا مہر سا جب ہو نہ برادر اپنا

ردیف باے موحدہ

بیجا بھی ہو سوال تو پائے بجا جواب
یارب سنے نہ حسرت دل یاس کا جواب

سمجھے نہیں سوال ہی کیا اور کیا جواب
یاروں نے سیدھی بات کا اولٹا دیا جواب

قہر و غضب تھا نامۂ شوقیہ کا جواب
قسمت کا جو لکھا تھا سو اوسنے دیا جواب

یوسف کا حسن محسن کا تیری ہو کیا جواب
اعضا ہین بے مثال تو چہرہ ہی لاجواب

عاشق ہوں اوس سے طالب بوس و کنار ہوں
موسے نہیں کہ مجھکو ملے بر ملا جواب

عاشق ہین اونکے سیکڑوں ہی بندۂ خدا
کیوں برہمن بتوں سے کسی کا سنا جواب

بیشک ہوا تباہ ہوائے بہشت کو
لائی جو میرے نامہ کا پیک صبا جواب

دین گالیاں جو بوسۂ لب اونسے مانگئے
ایسی مزے کی بات کا ہو بدمزا جواب

مشتاق ہون حسینون کی طرز کلام کا
مجھکو تو اونکی چھیڑ سے ہے مدعا جواب

عیسیٰ سے کیا علاج ہو بیمار عشق کا
یہ وہ مریض ہے کہ جسے دے خدا جواب

اے خضر پوچھئے جو طریقِ وصال دوست
نا آشنا کیطرح سے دے آشنا جواب

مشکل کیوقت کون کسیکا ہے آشنا
پیری مین ہمکو دیتے چلے دست و پا جواب

لکھا ہے شوق وصل مین یہ نامہ یار کو
مجھکو جدا جواب ہو دلکو جدا جواب

کچھ حال دلکا آنکھین دکھا کر نہ پوچھئے
بندہ نواز مجھکو نہین سوجھتا جواب

سائل سے کر کلام سے علے قدر مرتبہ
سبکو نہین نہین کا نہ دے ایکسا جواب

روشن ہے اسکے طالب دیدار ہین حسین
اے مہربان ہے داغ دل ماہ لاجواب

کیا کرون صیاد و گلچین ہے بیانِ عندلیب
دم بھڑک جائے گا سنکر داستانِ عندلیب

کچھ بھی گر رنگِ اثر پائے فغانِ عندلیب
برگ گل سے لال ہو منھ مین زبانِ عندلیب

باغمین وہ گل کہے گر داستانِ عندلیب
باغبان گلبانگ سے نکلی فغانِ عندلیب

توڑ کر گل کو اوجاڑا آشیانِ عندلیب
کھو دیا صیاد و گلچین نے نشانِ عندلیب

روئے گل کے دید کو روئی قفس مین کسقدر
لالۂ احمر ہے چشمِ خونفشانِ عندلیب

تو وہ گل ہے جسکی صحبت سے ہوا ہی نغمہ خوان
مرغِ تصویرِ نہالی ہے لسانِ عندلیب

آتی ہی فصلِ خزان کی ہوگیا جنگل چمن
کوئی گل ہے باغ مین نے آشیانِ عندلیب

سینہ پر گل کھائین گر ہم عشقِ روئے یار مین
جائے نالہ مرغِ دل سیکھے فغانِ عندلیب

نالۂ موزون ہمارے دلسے بھاتی ہین اونھین
گلشنِ عالم مین جو ہین قدردانِ عندلیب

وہ گلِ رعنا کوئی بلبل جو پائی باغبان
ہو وہ رشکِ گلزارِ جنت آشیانِ عندلیب

گلشن آرائے جہان نے داد قسمت یا نصیب
گوشِ گل اوسکو دیا مجھکو زبانِ عندلیب

مشکل ہو سیقار ایکدن نالۂ جانسوز سے
شمع کیصورت جلین گی استخوانِ عندلیب

تا چمن کنج قفس سی تو اوڑا لیجا مجھے
بھر گل یہ مرغ جان ہے ارمغانِ عندلیب

گل سے رنگین روے جانان اور آئینہ سی صاف
روح طوطی ہے وہ مگر اوررجانِ عندلیب

عاشق و معشوق ہین یک جان دو قالب ہمدگر
فصل گل کے ساتھ ہی روح روانِ عندلیب

کیا تعجب ہی اگر اوس رشک گل کی بزم مین
ہو زبان شمع سے پیدا زبانِ عندلیب

قافلہ سازِ نکہت سی یہ ثابت ہو گیا
ہے جرس گلبانگ بہر کاروانِ عندلیب

نالۂ بلبل مین یارب بخش دے اتنا اثر
باغبان پھولونسے چھادے آشیانِ عندلیب

باغ مین تھا باغبان اب قید مین صیاد کے
کچھ قفس کی تیلیان ہین پاسبانِ عندلیب

داغ دل اپنا گلِ تازہ ہوا ہی باغ مین
ماہ مین نے جب سُنی ہے داستانِ عندلیب

رکھتی ہین جو اوس دیدۂ مخمور سی مطلب
لب اونکو ہے جام مے انگور سی مطلب

آنکھون کو ہے دید رخ پرنور سے مطلب
رکھتا ہے یہ دل وصل کا اک حور سی مطلب

سر رشتہ ہے کیا محکمۂ عشق کا ابتر
آئین سے یہان کام نہ دستور سی مطلب

نرگس کو دکھاؤن تری کیفیتِ چشم آب
گر دیدۂ بے نور کو ہے نور سے مطلب

گو کاسۂ چینی و گیا ساغرِ جمشید
پوچھو لگا مین اتنا سر فغفور سی مطلب

واعظ تو سناتا ہے کسے قصۂ جنت
غلمان سے غرض ہے نہ مجھے حور سی مطلب

جو آنکھ سے دیکھا نہ کبھی ساغر جم سے
نکلا وہ ترے دیدۂ مخمور سی مطلب

مین نے جو کہا کچھ ہے گذارش سب مجھے کرنا
فرمایا کہ ہم سنتے ہین کچھ دور سی مطلب

جراح مرا زخم جگر دیکھ کے بولا
رکھتے ہین جراحت تری ناسور سی مطلب

بیوجہ نہین عشق ترے حور وشون سے
داغ جگرِ ماہ کو ہے نور سے مطلب

ردیف تاے فوقانی

کیونکر نہ ہجر کی ہو بمشکل تمام رات | کرتی ہے مضطرب تپش دل تمام رات
پیش نظر تھا وہ مہ کامل تمام رات | اے ماہ کل تھی سیر کے قابل تمام رات
دن بھر پہاڑ کاٹ کے کہتا تھا کوہکن | ہر سنگ میرے سینہ پہ تھا سل تمام رات
ہر صبح اوسکے کوچہ سے نعشین نکلتی ہین | لاکھون تڑپتے رہتے ہین بسمل تمام رات
دنرات یون بسر ہوئی فرقت مین یار کی | بیہوش سارا دن رہا غافل تمام رات
سوتے مین ایک بت کا تصور جو آگیا | سینہ پہ لاکھ من کی رہی سل تمام رات
بچ جاؤن درد ہجر بتانسے مین صبح تک | فضل خدا رہے مرے شامل تمام رات
صیاد کوئی مرغ چمن شب کو مر گیا | کل چیختے رہے ہین عنادل تمام رات
زلفین پڑی رہین رخ تابان پہ رات بھر | کل روشنی مہ رہی زائل تمام رات
فرقت کی شب بھی سونے کی صورت نکالی | تصویر یار کرکے حمائل تمام رات
اغیار تیرے در کی جو کنڈی ہلاتے ہین | غل کرتی ہے ہماری سلاسل تمام رات
زندانین سارے قیدیونکی نیند اوڑگئی | کھڑکا کی رات بیری سلاسل تمام رات
راتونکو لیلے کرتی تھی مجنون کی جستجو | جنگل مین ماری پھرتی تھی محمل تمام رات
اے سیل اشک تیری بدولت شب فراق | چوما کیا ہون مین لب ساحل تمام رات
اے شمع تو اکیلی جلے گی نہ بزم مین | پروانے ہونگے رونق محفل تمام رات
تیری تلاش رہتی ہے ای مہروش اسے | کرتا ہے ماہ قطع منازل تمام رات

اے ماہ چاندنی مین وہ سویا جو بام پر
بجلی کیطرح تڑپا کیا دل تمام رات

گنہ تھے روز جوانی تھی ادھر ساری رات | گئی ہے ہاتھ سے غفلت مین کیا ہماری رات
فراق یار مین ایسی بڑھی ہماری رات | دعائے صبح قیامت تھی ہمکو ساری رات
چمن مین قطرۂ شبنم بنے گلونکے لئے | ہوئے جو دیدۂ بلبل سے اشک جاری رات

دعائے موت تھی بستر پہ خواب کی بدلے
مین کیا کہون دل مضطر کی بیقراری رات

تمھاری رات گذرتی ہے جشن مین جیسی
دکھائی ہمکو بھی ایسی جناب باری رات

لگی پلک سے پلک بھی نہ ہجر مین تیرے
اوٹھائی خواب سے آنکھون نے شرمساری رات

غشی سے میری وہ ڈر ڈر کے شب ہوئی بیخود
عجیب غفلت دل نے کی ہوشیاری رات

درازئے شب فرقت ہوئی بلائے جان
جو یاد آگئی زلف سیہ تمھاری رات

عجب نہین جو کرے تیرہ طالعی اندھیر
سیاہ بختی سے ہوتی ہے اونکو طاری رات

شب اوسکا چہرۂ گلرنگ خواب مین دیکھا
ہمارے گھر مین رہا موسم بہاری رات

چڑھا کے داؤن پہ آغوش مین لیا اونکو
ہنر سے شیشہ مین ہمنے پری اتاری رات

ہوا کے رخ پہ جو سوئے وہ کھولکر گیسو
شمیم زلف نے کی خوب مشکباری رات

شب وصال مین تا صبح صورت شبّو
قبائے یار کی بو آئی مجھ مین ساری رات

علی الصباح کہان سے پیادہ پا آئے
گئی تھی گھر سے کدھر آپ کی سواری رات

جو بیٹھے آپ سر شام کھولکر گیسو
ہوا کے جھونکے ہوئے نافۂ تتاری رات

مزار بلبل شیدا پہ بارہا ہمنے
چراغ روغن گل سے جلایا ساری رات

ہماری مردۂ بیکس پہ کون روتا ہے
سر مزار بھی روئی نہ شمع ساری رات

جو اندنون میری قسمت مین ہی یہی اندھیر
تو اپنی بخت سیہ سے کریگی یاری رات

شب وصال چھپایا بہت مگر اے ماہ
ہوئی نہ داغ کی چادر سے پردہ داری رات

سر لیکے ہمنے مول لئے درد سر بہت
تھوڑے سے فایدہ مین اوٹھائی ضرر بہت

جھک کر چلین نہ کس لئے صاحب ہنر بہت
خم ہین جہان مین شجر بار ور بہت

بیشک زمین پہ آئی بلا آسمان سے
ایڑی سے بھی بڑھی تری زلف دوسر بہت

شاید جواب خط مین لکھا ہے جواب صاف
آتا ہے بدحواس میرا نامہ بر بہت

کیا ڈھونڈتا ہوں سرِ پست کو پست ہمتی
سایہ سے باغبان نہیں بڑھتی شجر بہت

کچھ احتیاج خضر نہیں تیری راہ میں
مجھکو ہے جذب شوق مرا راہبر بہت

آوازین غیب کی ہیں مضامین شعر میں
میں نے لکھا ہے وصف دہان کمر بہت

ہستی سے مل کے منزل اول ہے گور کی
روحِ رواں پہ آج کڑا ہے سفر بہت

جراح فکر بخیہ و مرہم کہاں تلک
دامن دراز ہو مرا زخم جگر بہت

دل کی جگر کی دونو یہ پہلو ہیں ایک سے
اے درد تیری جائیں بتاؤں کدھر بہت

توفان دیکھنا مرے سیلاب اشک کا
شکل حباب تیرتے پھرتے ہیں گھر بہت

کعبہ میں اونکی جا نہ ٹھکانا ہے دیر میں
مردود تیرے در کے رہے دربدر بہت

فریاد مجھ غریب کی سنتا نہیں کوئی
یارب ہوئے ہیں نالۂ دل بے اثر بہت

مسطر کھنچے ہوئے ہیں کئی مہر و ماہ کے
کیونکر سفید ہو نہ بیاض سحر بہت

خاطر میں آفتاب سے روشن ہو اندنوں
چمکا ہوا ہے ماہ کا داغ جگر بہت

شیخ سے خالی نہ تھا رندوں میں کرنا شب آج
کسکو سودا ہی کیا کہئے کسے دیوانہ رات

ساقِ پائے یار کا جسدم سنا افسانہ رات
شمع کیا ٹھنڈی ہوئی کیا کیا جلا پروانہ رات

وصل کی شب ہو میسر ایسی کب جاگا نصیب
بخت خفتہ سے مرے برسوں ہو ہمخانہ رات

ساقیا ہوس نے کل رندوں کا گر کا کردیا
اسقدر بہکے دیا پیمانہ پر پیمانہ رات

وصل کی شب سر جو پائی یار سے سجدہ کا
یوں ادا میں نے کیا ہے سجدۂ شکرانہ رات

میں اسیر دام ہوں ایسا گرفتار قفس
کچھ غذا ونکو ملی جسکو نہ آب و دانہ رات

زلف و روئے یار کا سب جوا میں گذرا
دل میں دیکھی ہم نے سیر کعبہ و بتخانہ رات

دلکو آوارہ پڑا پھرتا ہوں ہجر یار میں
کنج تنہائی سے رہتا ہے مرا ویرانہ رات

گل کی کیفیت سنی نے داستان عندلیب
اوس تجھ پر گری کیا سبزۂ بیگانہ رات

نالۂ شبگیر کا اللہ رے یہ اوجِ فروغ
وادیٔ ایمن سے روشن تھا میرا ویرانہ رات

فرش کی جا قدسیوں نے اپنی آنکھیں فرش کین
چرخِ ہفتم سے سوا تھا تیرا بالاخانہ رات

زلف کا سودا جو بڑھتا ہے تو شب کٹتی نہین
کس مصیبت سے سحر کرتا ہوں مین دیوانہ رات

سوزشِ دلسوِ مرے رکھتا اگر کچھ بھی خبر
شمع لیکر ڈھونڈھتا پھرتا مجھے پروانہ رات

کچھ نہ پوچھو کسطرح گذری شبِ تارِ فراق
ماہ داغِ دل ہمارا تھا چراغِ خانہ رات

اے جان بتا میرے دلِ زار کیصورت
یوسف ہے تو پہچان خریدار کیصورت

کیا قہر بگڑنے سے بنی یار کیصورت
ابرو جو کھچے ہو گئے تلوار کیصورت

گلشن مین نہ گلچین کو نہ صیاد کو کھٹکون
مین پہلو کے گل مین جو رہون خار کیصورت

ہر امر مین بہتر نہین انکار ریہ انکار
ان بات تو نہین ہو جاتی ہے تکرار کیصورت

اللہ ہے والی سر و سامان کا ہماری
کرتی ہے بیان مفلس و نادار کیصورت

وہ بادشہِ حسن اگر گنجفہ کھیلے
ہر شاہ بنے مفلس و نادار کیصورت

آنکھین کہے دیتی ہین یہی ہے لاکھ زبان بند
ہر دیسے بھی چھپتی نہین بیمار کیصورت

بوسے کسی عارض کے جو لیتا ہون شبِ وصل
بل کرتی ہے کیا زلف سیہ مار کیصورت

ترغیب ہمین کرتا ہے یہ شوقِ نظارہ
اوس در پہ رہو سایۂ دیوار کیصورت

پہلو مین نہو یار تو دل رہتا ہے بیچین
آرام شبِ ہجر ہے آزار کیصورت

ہوش اوڑ گئے غش کھا کے گرے حضرتِ موسیٰ
دیکھی جو ترے طالبِ دیدار کیصورت

اللہ نے انسان کو حبیب اپنا بنایا
اچھی یہ قدرت نے یہ طیار کیصورت

دو انگلیوں سے کلّۂ اژدر کو کیا شق
کیا لوہے چھپتے ہو حیدرِ کرار کیصورت

یہ قصد ہے دیکھے تری رحمت کا تماشا
بندہ بھی جو حاضر ہو گنہگار کیصورت

سنتے ہین کہ ہے **ماہ** ہر اک نقص مین کامل

دیکھو نہ کبھی ایسے سیہ کار کی صورت

ماہ پہلو مین ہے وہ مہر لقا آجکی رات
روز نوروز ہے مجھکو ہی ہوا آجکی رات

وصل ہے وہ پر رہی شرم و حیا آجکی رات
کیجیے روز کے وعدون کو وفا آجکی رات

رنگ شبخون کا جمایا ہے کسی جا اُدھر
ہاتھ پاؤن مین وہ ملتا ہے حنا آجکی رات

صبح ہوتی ہے نہ ہوتی ہے شب ہجر تمام
دن قیامت کا ہو گیا ہے خدا آجکی رات

وصل مین مجھسے نہ کچھ پوچھیے حال فرقت
شکوہ کرتا ہون کسی کا نہ گلا آجکی رات

پھر سر شام سے اس دلکو ہے یاد گیسو
دیکھون کب تک رہون پابند بلا آجکی رات

ہے کسی عاشق دل سوز کے آہون کا اثر
گرم ہر سو سے جو آتی ہے ہوا آجکی رات

بت تازہ کوئی کیا دیر مین شب باش ہوا
طرف قبلہ نہین قبلہ نما آجکی رات

ہائے کس ناز سے وہ وصل مین فرماتی ہین
تیرے احسان کی ملی مجھکو سزا آجکی رات

گیسوئے یار کے مضمون لکھے جوئی کے
تجھکو معراج ہوئے ذہن رسا آجکی رات

طرفہ اندھیر پہ آمادہ ہین دست گستاخ
کھولتے ہین جو تیرے بند قبا آجکی رات

جلوہ فرما وہ مرے خانۂ تاریک مین ہین
گھر مین اغیار کے محشر ہی بپا آجکی رات

شادی وصل سے مجبور ہون تقصیر معاف
کیا عجب ہی کہ ہو بندہ سے خطا آجکی رات

لیلة القدر شب وصل سے ہے ماہ مراد
کیون نہ مقبول ہو عاشق کی دعا آجکی رات

ردیف ثای مثلثہ

لالہ رویون سے دل ای ماہ لگاتے ہو عبث
رنج سہتے ہو عبث داغ یہ کھاتے ہو عبث

تم خفا ہو کہ مجھے آنکھ دکھاتے ہو عبث
شیر کے برقع مین آہو کو چھپاتے ہو عبث

خوف نظارہ سے تم آنکھ چراتے ہو عبث
ہم نہ دیکھین گے یہ غیرونکو دکھاتے ہو عبث

سادہ وضعی سے ملو خون شہید رفتار
مہندی ان پاے نگارین مین لگاتی ہو عبث

سرو قد کہنے سے بندہ کی خفا ہو صاحب
سیدھی سی بات مین ٹیڑھے ہوئی جاتی ہو عبث

قد قیامت ہو تو پھر ناز کی چالین چلکر
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے ہو عبث

نزع کے حالین ہے قصد عیادت بیجا
جا نفسے ہم جاتے ہین اوسوقت تم آتی ہو عبث

خال عارض پہ نہ لگائیے زلفین ہر بار
مختصر امر کا اک طول بڑھاتے ہو عبث

خیر مانگو نہ کرو وصل مین باتین شر کی
بیٹھی بٹھلائے بھلا رنج بڑھاتی ہو عبث

وصل کے دیکھنے والون نے ہے سچ لکھا
محرم راز سے محرم کو چھپاتی ہو عبث

سر پہ حاضر ہے قلم کر کے اوتارو سر سے
غصہ ہو ہو کے بھوین ہم سے چڑھاتی ہو عبث

نظر لطف مین ہے قہر کی پیدا چتون
ہم سے لڑنیکو لئے آنکھ لڑاتے ہو عبث

پیرہن خاک ہو کیا خاک کی پتلی تم ہو
گرد رہ غافلو دامن سے چھڑاتی ہو عبث

استخوان سر فغفور سی کہنا ہے مجھے
حسرت تاج مین اب ٹھوکرین کھاتی ہو عبث

ہجر مین اوس بت بے رحم کی ہر شب ای ماہ
آہ و فریاد سے تم عرش ہلاتے ہو عبث

رہا اک عمر تک دم بھر کا مہمان اسکا کیا باعث
بڑی دقت سے نکلی جسم سے جان اسکا کیا باعث

کبھی بال ہما کرتی ہین شاہونکی مگس رانی
کبھی ہے ٹھوکرو نمین تاج سلطان اسکا کیا باعث

کرو اقرار آنیکا نہین انکار کر جاو
کبھی چپ ہو کبھی بولی تو ہون ہان اسکا کیا باعث

مٹایا اے فلک کسنے یہ نام قیصر و کسرا
نہین ملتا نشان طاق و ایوان اسکا کیا باعث

اوجاڑی سیکڑون بستی جفائے تیغ قاتل نے
بسانیکو لئے گنج شہیدان اسکا کیا باعث

کبھی جوش جنون مین ہمنے کچھ اشعار گر لکھی
بہت مضمون ہوئے دست گریبان اسکا کیا باعث

کبھی عید بہار گل کبھی دور خزان بالکل
نہین اک رنگ پر رنگ گلستان اسکا کیا باعث

منھ اپنا آرسی مین دیکھ کر صاحب دم تزئین
بشکل آئینہ ہوتی ہو حیران اسکا کیا باعث

پھر اک رشک قمر کی ماہ تم محو نظارہ ہو
گیا کیون داغ کھانے کا یہ سامان سکا کیا باعث

لکھا ہے زہر کھانا اس آزار کا علاج
جز مرگ کچھ نہین ترے بیمار کا علاج

ہوگا مسیح سے نہ اس آزار کا علاج
جز مرگ کچھ نہین ترے بیمار کا علاج

کیا ہو مسیح سے ترے بیمار کا علاج
ظالم اجل ہے عشق کے آزار کا علاج

یہ دیکھتے ہی دیکھتے ناسور ہو گئے
اب کیا ہو آپ چھنے دیدۂ خونبار کا علاج

لکھا ہے وصل یار دوا درد دل کی ہے
تدبیر تھی یہی یہی آزار کا علاج

تا زیست جسکو اپنی رہائی سے یاس ہو
صیاد کیا ہے ایسے گرفتار کا علاج

خاکِ درِ حبیب کا سُرمہ بنائیے
منظور گر ہے دیدۂ خونبار کا علاج

اعجاز سے بچین گے نہ ہرگز مریضِ عشق
عیسیٰ بھی کرکے دیکھ لین دو چار کا علاج

ہون بیر بن مین صورت عنقا مین نام کو
معدوم ہی زمانہ مین مجھ زار کا علاج

گردن میری جھکائے نہ افسر کی احتیاج
پابند ہون نصیب کا کیا سر کی احتیاج

کیون ہو نہ تیغ ہند کو جوہر کی احتیاج
قاتل تری سروہی کو ہے سر کی احتیاج

نامہ کو میرے کیا ہو کبوتر کی احتیاج
کسدن سے ہے مرغ روح کو شہپر کی احتیاج

مضمون سیدھے سیدھے مین لکھتا ہون شعر مین
دیوان کو میرے ہوگی نہ مسطر کی احتیاج

مشتاق دلربا ہے تو خواہان وصل یار
کیا کیا کہو نہین اس دلِ مضطر کی احتیاج

سر مین ہوائے عشق بتان رکھون کسلئے
سودا نہین مجھے کہ ہو پتھر کی احتیاج

طوفان دیکھنا مرے سیلاب اشک کا
اب زورقِ فلک کو ہی لنگر کی احتیاج

مشتاق روئے یار کو اے شیخ و برہمن
مسجد کی احتیاج نہ مندر کی احتیاج

اے جان شوق دل سے نکلتا ہی اپنا کام
کسکو ہے تیری راہ مین رہبر کی احتیاج

جاتے ہین آنکھ بند کئے رہ روِ عدم
اس راستی مین کب ہوئی راہبر کی احتیاج

سود و زیاں سے گردشِ گردون کی ہون بری
مجھکو نہ محبتِ مال ہے نے زر کی احتیاج

روشن وہ آئینۂ دلِ اہلِ صفا ہے **ماہ**
جسکو کبھی نہ ہوگی سکندر کی احتیاج

عاشق ہین جمع کوئے بتِ گلبدن مین آج
موجود ہین ہزارون ہی بلبل چمن مین آج

خاموش ہم ہین مجمعِ اہلِ سخن مین آج
گویا زبان نہین ہے ہمارے دہن مین آج

انداز درد کا ہے ہمارے سخن مین آج
لکھے ہین شعر حالتِ رنج و محن مین آج

دل ہے تصورِ بتِ پیمان شکن مین آج
آتا ہے شیخ کعبہ رہِ برہمن مین آج

فصلِ بہار آئی ہے دل باغ باغ ہے
گل چھیڑے اب اوڑائیے چلئے چمن مین آج

جن غافلون کو خلعتِ شاہی پہ ناز تھا
سوتی ہین منھ چھپائی ہوئے وہ کفن مین آج

داغ جنون کو کہتے ہین نقاد دیکھ کر
کھوٹی کھری رہے ہین یہ سکے چلن مین آج

وصفِ تجلئ رخِ روشن سے بزم مین
گویا زبانِ شمع ہے اپنی دہن مین آج

آتی ہین ہچکیان مجھے آتی ہین ہچکیان
چرچا ہے مجھ غریب کا اہلِ وطن مین آج

مجھ پر گمان ہوا ہے کنعان کا **ماہ** کو
یہ یوسف کی بو ہے یار ترے پیرہن مین آج

ردیف حائے مہملہ

نہین ہے جبر اوٹھانے پہ اختیار مین روح
شریک جسم نہ دیکھی کبھی مزار مین روح

یقین ہے ہوئے روانہ ہوا کے صدمے سے
بسان نکہتِ گل اب ہے جسم زار مین روح

زمین پہ آیا ہے زیرِ زمین سمانے کو
نہ کیون ہوا اس تنِ خاکی سے اک غبار مین روح

چمن کی سیر کو بلبل کی جان ہے بیتاب
یہان ماہی دریا ہے آبشار مین روح

دم اخیر بھی آنے مین وہان بہانہ ہے
اٹک رہی ہے یہان چشم انتظار مین روح

ور حبیب کا رستہ جو وہان نہین پایا
پھر آئی عالم برزخ سے کوے یار مین روح

کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
رہیگی تا بہ قیامت غم فشار مین روح

خیال گیسوے عنبر کا نہین جان دیتا ہون
رسن کی شکل لٹکتی رہے گی دار مین روح

ہمارے پیچھے ہی گر روح قیس دشت نورد
تو کوہکن کی تڑپتی رہے کوہسار مین روح

غم فراق محبت سنگدل سے یا اللہ
ہوئی ہے گور کنارے مری کنار مین روح

شب وصال وہ کیونکر بغل مین آ بیٹھا
کہ آگئی تن بیجان ترے کنار مین روح

یہ آب و آتش و یہ باد و خاک ہین بے اصل
پھنسی رہیگی نہ ان چار کی حصار مین روح

تمھارے عارض و گیسو پہ جان دیتا ہون
کبھی حلب مین رہے گی کبھی تتار مین روح

وہ جامہ زیب جو میرے مزار پر آیا
تو لپٹی بو کیطرح سے قبائی یار مین روح

رہون مین دام مین صیاد کے مگر اللہ
رہا کرے قفس جسم کو بہار مین روح

نصیب **ماہ** کو رہتی ہے دیکھیے کب تک
یہ داغ دل کی مصیبت یہ اضطرار مین روح

وہ بے حجاب ہو شب اول کسیطرح
ساقی لگا دے منھ سے تو بوتل کسیطرح

ابرو سے یار کے نہ گیا بل کسیطرح
اس تیغ کا نہ صاف ہوا پھل کسیطرح

سیدھی ہوئی نہ زلف مسلسل کسیطرح
نکلا نہ ایک بال کا بھی بل کسیطرح

خاموش قافلے جو مسافر عدم کے ہین
آخر ہو انکی منزل اول کسیطرح

دندان یار کھوئینگے موتی کی آبرو
دریا مین کیون صدف نہ گئی جل کسیطرح

لاکھون ہی بار غیرونکی تعظیم کو اوٹھا
بیٹھا جو میرے پاس وہ چنچل کسیطرح

پیک اجل کو بھیجیے یا آپ آئیے
جھگڑا ہمارا کیجیے فیصل کسیطرح

مجھ سے بھی وعدہ ورانکا غیار سے بھی تھا
جاتا نہین ہے آپکا چھل بل کسیطرح

ہاں اک شراب خوار کو دن رات فکر ہے
عمامہ شیخ جی کا کرین تل کسیطرح

ہمکو گلے لگائیے یا کاٹئیے گلا
جھگڑا ہمارا کیجئے فیصل کسیطرح

سرمہ لگائے ہین آنکھین دکھائی
تیغ نگھہ پہ کیجئے صیقل کسیطرح

وحشی ہین چشم یار کے عاشق غزال کے
چھوڑیگی شہر جانکے جنگل کسیطرح

پیک خیال اپنا پہنچتا ہے اوس جگہ
پہنچے جہان سوار نہ پیدل کسیطرح

گھڑیان گنا کئے ہین وہ بیٹھے تمام رات
سوئے ہین میرے ساتھ جو اک پل کسیطرح

مرکر بھی اب اوٹھین گے نہ ہم کوئے یار سے
مردون سے چھوٹتا نہین ونگل کسیطرح

اے شاہ حسن در کی تیری بوریا نشین
لین ہفت بھی نہ مسند مخمل کسیطرح

اوس شعلہ رو کو ماہ سے بیجا ہے نازحسن
پہنچے نہ مہ کے رتبہ کو مشعل کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

تو خفا ہو کے گنہگار کہے یا گستاخ
مہربانی سے ترے ہوگیا بندہ گستاخ

شکل ملبوس بدن یار سے لپٹا گستاخ
شوق وصلت نے کیا مجھکو سراپا گستاخ

کف افسوس ملین حضرت موسے بجا
تیرے تلوے سے اگر ہو ید بیضا گستاخ

مارا پھرتا نہ کبھی ناقۂ لیلےٰ بن بن
قیس جاتا نہ اگر جانب صحرا گستاخ

یاد ہے مجھ کو شب وصل یہ اونکا کہنا
منھ لگانے سے سرے تو ہوا کیسا گستاخ

شوخ چشمی تری آنکھونکی اشارے سے ہوئی
مجھ سے اتنا تو نہ تھا آہوے صحرا گستاخ

بل کرے سنبل جنت نہ ترے گیسو سے
تیرے قامت سے نہو قامت طوبا گستاخ

طالبِ بوسۂ لب ہین ترے شیدا ایمان
ہوتے جاتے ہین مسیحا سے نصارا گستاخ

کورچشمی کا سبب ہو نہ کوئی نورِ نظر
دیکھین مان باپ نہ اپنا کبھی لڑکا گستاخ

نظر آنے لگا ہر بت مین خدا کا جلوہ
دیدہ بازی سے ہوا دیدۂ بینا گستاخ

ننگ و ناموس کا کچھ غم ہے نہ عریانی کا
خوب انسان کو کر دیتا ہے سودا گستاخ

خوب اب حضرتِ ناصح کو سناتا ہون مین
مجھ کو کرتا ہے مرا جوششِ سودا گستاخ

کیون دمِ قتل عبث ہاتھ پکڑ لیتا ہے
دستِ قاتل نے کیا تیغ کا قبضا گستاخ

جوش مین آئے جو ابرِ کرمِ ربِّ کریم
بحرِ مواج سے ادنا سا ہو قطرہ گستاخ

پائی محشر مین سزا ہے یہ گستاخی کی
ہو گیا ہم سے ہر ایک عضو ہمارا گستاخ

ترے دل تک نہ اگر یار رسائی ہوا سی
جائے نالہ مرا تا عرشِ معلی گستاخ

مہ جبینون کی محبت مین ہی کس درجہ دلیر
داغ کھانیکو ہے کیا ماہ دل اپنا گستاخ

دن جو آئینے ہین پورا مہ کامل ہے وہ رخ
چاندنی پھیلی ہے اب بدر کی قابل ہے وہ رخ

اونکو تعلیم حیا کرتا ہے جوبن کا ابھار
آج کل آئینہ کو دیکھنا مشکل ہے وہ رخ

غیرتِ شمعِ تجلّی ہے تو رشکِ گل ہے
روح پروانہ ہے تو جان عنادل ہے وہ رخ

بے اجل جانسے گئے دیکھنے والے انکے
آنکھین وہ ترک ستمگار ہین قاتل ہے وہ رخ

مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین جس سے دن رات
چشمِ سیّار ہین اک نور کی منزل ہے وہ رخ

زخمی اچھے کئے کشتونکو جلایا اکثر
شک نہین اسمین کہ جان تنِ بسمل ہے وہ رخ

ماہ گرداب مین سیارے ہین دریا کے حباب
جلوہ گر آج کی شب کیا لبِ ساحل ہے وہ رخ

ردیف دال مہملہ

آہ و فریاد کا چرچا ہی مٹا میرے بعد
گم ہوئی قافلوں سے صوت درا میرے بعد

گرم بازار شہادت نہ رہا میرے بعد
کوئی قاتل کی ہوئی سرد ہوا میرے بعد

کوئی ہستی مین نہ مشتاق اجل مجھسا ملا
برسون بیکار رہا کار قضا میرے بعد

کشتۂ زلف ہون زنجیر مجھے چڑھتی ہے
میری تربت پہ بھی نازل ہی بلا میرے بعد

فاتحہ پڑھنے کو وہ گور پہ میرے آیا
گھر مین اغیار کی محشر ہے بپا میرے بعد

زار اس غم سی ہوئے خار بیابان جنون
مجھسا پایا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

بیگنہ قتل کسیکو نہ کریگا قاتل
کند ہو جائے گی شمشیر جفا میرے بعد

جامہ زیبی ہے حسینان چمن کی مجھ تک
پھٹ پڑا وترے گی ہر اک گل کی قبا میرے بعد

کوچۂ یار مین مٹی میری کرکے برباد
پانی پانی ہے ندامت سے صبا میرے بعد

دل پُر مژدہ نظر آتے ہین غنچے تازے
گل کھلا باغ مین کیا باد صبا میرے بعد

اہل زمین کو ہے ستم آسمان پسند
ہوتی ہین سر پرست کی سب سختیان پسند

اطف خدا سے دلکو ہی جور بتان پسند
کعبہ سے بھی کنشت کا آیا مکان پسند

خم ابرو نکی کرتی ہین چشم بتان پسند
کیونکر نہ ترک کو ہو کمان کیان پسند

جسکو مزا ہے درد سی راحت ہی رنج سے
مجھ غم زدہ کی کرتے ہین وہ داستان پسند

نسبت نہین بہشت کو کچھ کوے یار سے
یان کی زمین پسند ہمین آسمان پسند

چھوٹے بڑے فریفتہ ہین روے یار کے
اوس نوجوان کا حسن ہی خورد و کلان پسند

مجھ بیوا کے طائر قدسی ہین ہم نوا
طوبے ہو جس شجر پہ کرون آشیان پسند

شکوون کے بدلے سجدۂ شکرانہ کیجئے
بے مہریان ہین تیری مجھے مہربان پسند

میرا یہ چاک جیب کا گل نے اوڑا لیا
مرغ چمن کو ہے میرا طرز فغان پسند

جس مین کہ ذکر خیر ترا نام کو نہین
کب وہ دہن ہے کام کا کب وہ زبان پسند

قصرِ بلند قیصر و کسرا سے ہین وہ دور
جنکو ہے بہر سجدہ تیرا آستان پسند

مرد ودر روزگار ہون ایسا کہ بعد مرگ
کُتّون نے بھی کئے نہ میرے استخوان پسند

سرمستِ الفت مے و ساقی ازل سے ہون
طفلی ہی مین تھی الفت پیرِ مغان پسند

رگ گئے نہ جان و دلکو غمِ یار سے عزیز
وہ نذر کیجئے جو کرے میہمان پسند

اے سیل اشک پانیکی چادر کا ہو کفن
طوفان کا اپنی کشتی کو ہے بادبان پسند

باب الذال

کیسا ہے اوس حسین کا لعاب دہان لذیذ
ہر بات ہے نبات تو شیرین بیان لذیذ

گل سننے کے لئے ہمہ تن گوش بن گئے
کیا عندلیب زار کی تھی داستان لذیذ

اک ریزہ تک نہ چھوڑا سگ یار کے لئے
اسدرجہ تھی ہما کو میرے استخوان لذیذ

واقف جو تھے مزے سے رہے ہونٹھ چاٹتے
کیا کہئے کیا تھی بوسۂ شیرین دہان لذیذ

عناب لب کی اپنے حلاوت نہ پوچھئے
گلشن کا کوئی میوہ ہے ایسا کہان لذیذ

نذرِ غمِ حبیب دل با مزہ کیا
لازم ہے کچھ غذا ہو پئے میہمان لذیذ

بس ذائقہ مین مثل شکر پارہ ہین وہ لب
مصری کی بھی ڈلی سے ہے منھ مین زبان لذیذ

دل بھی جگر بھی ہین تو غم یار کی غذا
لذت وہی ہے جسکو کہے میہمان لذیذ

لب بند ہووین لذت جوش سرور سے
ایسی شراب دے مجھے پیر مغان لذیذ

اب تک مزا ہے مرغ چمن کی زبان پہ
کسدرجہ تھی حکایت شور و فغان لذیذ

اے **ماہ** داغ کھانے سے نیت نہین ہے سیر
نعمت یہ دلکو واسطے ہے بیگمان لذیذ

باب الرائے

خونِ چمن تو ہوئی ہین مرغان گرفتار کے پر
ذبح دو چار ہوئے کٹ گئے دو چار کی پر

آمدِ فصل بہاری ہے چمن مین صیاد
توڑ ڈالین نہ قفس مرغ چمن یار کی پر

حکم صیاد ہے پر تیغ ہون بلبل یان تک
ڈھیر ہو جائین برابر سرے دیوار کی پر

کبک و طاؤس نے کیا خوب ہین پائین چالین
یہ بھی پیرو نظر آئے تری رفتار کی پر

دشت پیما جو کوئی آبلہ پا ہو مجھ سا
شوقِ پابوسی مین پیدا ہون ہر اک خار کی پر

نالۂ گرم تیری آگ لگا دین نہ کہین
دور رکھ مرغ چمن پاس سے منقار کی پر

صرفِ بالش ہوئی لے صرف ہوائے گلشن
کام کچھ آئے نہ مجھ طائرِ بیکار کے پر

ہے یہ سرمے سے صفا تیغ نگاہِ یار پر
کار صیقل کر گیا یہان مورچہ تلوار پر

سیکڑون جانین گئین چشم سیاہ یار پر
رات بھاری ہو گئی ہر مردم بیمار پر

ہین وہ بلبل ہون کہ فصلِ گل کی جب آمد ہوئی
کاٹ کر پیرے گئے صیاد دلِ بیکار پر

مائل زینت ہوئی ہین پھر جوانانِ چمن
ہر گل طرہ ہے طرہ لالہ کی دستار پر

سیر کو تو بام پر آئے اگر اے شعلہ رو
طورِ سینا کا گمان ہو بام کی دیوار پر

دشت کو رنگین میرے خون کفِ پائی کیا
گل کھلائے آبلونسے خوب نوکِ خار پر

باغبان گلبن مین تو ابتک کلی آئی نہین
کاٹ ڈالے کیون میرے صیاد ذی الکیا پر

ہے اوٹھائے غیر بستر سے نہین ہل سکتا ہنوز
اندنون زورِ نقاہت ہے یہ جسمِ زار پر

سرخ جوڑا پہن کر جاتا ہے جب سوئے چمن
گل گریبان چاک کرتے ہین قبائے یار پر

نیش عقرب ابرونکے خم سے پیدا ہوگا
زہر افعی کھائینگے اوس ابروئے خمدار پر

ہو مبارک ماہ نوا اے **ماہ** مجھکو ہر برس
ہر مہینے چاند دیکھون یار کے رخسار پر

ہو عشق صنم اس دل دلگیر سے باہر
بت خانہ بنے کعبہ کی تعمیر سے باہر

جوش سرِ سودا نہ ہو تدبیر سے باہر — نکلے نہ قدم خانۂ زنجیر سے باہر
ہے نور کا عالم تری تصویر سے باہر — یہ قدرت اللہ ہے تحریر سے باہر
آرام ہے اپنی دلِ دلگیر سے باہر — بس خواب رہا دیدۂ تصویر سے باہر
گلزار مین ہر گل کا گریبان پھٹا ہے — نالہ میرا بلبل نہین تاثیر سے باہر
افروختہ صورت ہین سدا مورد آفات — کب شمع کی گردن ہوئی گلگیر سے باہر
بندش کا مزا جس مین نہ کچھ لطفِ بیان ہو — وہ شعر ہے تقریر سے تحریر سے باہر
کیونکر میرے نامہ کا جواب آئے وہانسے — مضمون ہے یہ اپنی خط تقدیر سے باہر
خط لکھنا مرا اور نہ اوس شوخ کا پڑھنا — یہ دونون ہین تحریر سے تقریر سے باہر
دل مین لب معشوق رہین ناوک مژگان — یہ تیر نہون سینۂ نخچیر سے باہر
وہ گھر سے نکلتی نہین ہم دید کے مشتاق — پھرون ہی کھڑے رہتے ہین تصویر سے باہر
ہنسلی میری گردن مین پڑی روز ازل سے — کیونکر ہو گلا طوق گلوگیر سے باہر
کھائیگے خدنگ نگہِ یار جگر پر — دل چھد کے نکلتا نہین اس تیر سے باہر

اے **ماہ** مری خاک ملی خاکِ شفا مین
مر کر بھی نہ ہون الفتِ شبیر سے باہر

سسی کی اون لبون پہ جو آئی دھڑی نظر — زنگی بدخشیون سے ہماری لڑی نظر
کیا جانے کس پری سے ہماری لڑی نظر — سوئے فلک جو رہتی ہے دو دو گھڑی نظر
قیدی زلف مین ہون مرا ہے برا مزاج — زنجیر پا نہ ڈالیو مجھ پر کڑی نظر
سرو روانکی شاخ کا دھوکا ہوا مجھے — جب خوش قد ونکی ہاتھ مین آئی چھڑی نظر
نرگس کو چشم یار یہ کہتے ہین دیکھنا — ہے شاعرونکو حسن مین سب سے بڑی نظر
تلوار کا ہے کاٹ بعینہ نگاہ مین — وہ قتل ہو گیا تری جس پر پڑی نظر
بے تیری گھر مجھے دہن گرگ و شیر ہے — اژدر کی شکل آتی ہے ہر اک کڑی نظر

حدقہ ہماری آنکھ کا وہ صاف بن گیا — ایسی سیان یارین اپنی گڑی نظر
نرگس کی ایک ایک اوکھاڑی گئی پلک — چشم علیل کی جو تمھاری چھڑی نظر
حسن وجمال یار سے حیرتین ہے نگاہ — تصویر بن کے رہتی ہے پہرون کھڑی نظر
شوقِ نظارۂ دہن یارمین کبھی — تم دیکھ لینا کھائے گی دہوکا دھڑی نظر
جامہ سے شوق وصل نے باہر کیا مجھے — پوشاک تیری اوتری ہوئی جب چڑھی نظر

تمکو نظر لگے گی بھلا کسکی تیغ جی
ایسے سڑونکو لگئی ہے حضرت سڑی نظر

لیلے اسے اک گام ہے منزل کے برابر — کیون قیس کو دوڑ آتی ہے محمل کی برابر
خالی نہین زخمون سے جگر دل کے برابر — ناسور ہین سینہ مین کئی دل کے برابر
دو داغ ملے سینہ مین کھوکر جگر و دل — ہر روز یہان صرف ہے حاصل کے برابر
سر ہوگیا گردن پہ مرے بار مصیبت — پہونچا جو قدم کوچۂ قاتل کے برابر
کس بحر لطافت کا گذر ہے لب دریا — موجون مین تلاطم ہے جو ساحل کے برابر
آغاز محبت نے کیا گورکنارے — قسمت نے ڈوبایا مجھے ساحل کے برابر

اسے چرخ صد افسوس کبھی قیس کو تو نے
دو گام نہ چلنے دیا محمل کے برابر

واللہ ان بتون کی جو آتی نظر کمر — مضمون کمر کا باندھتے ہم باندھ کر کمر
خود رفتہ ہوکے وصل کی شب شوق دید سے — ڈھونڈھا کیا ہون یار کی مین بستر کمر
ابرو و چشم و بینی و دندان لب و ذقن — سب کچھ ہے ان بتونکی نہین ہے مگر کمر
للہ ہمیہ کھول دو عقدہ یہ اے بتو — بولو دہن کہان ہے تمھارا کدہر کمر
ثابت ہوا نشان عدم بھی وجود مین — اوس شوخ نے جو باندھی میری قتل پر کمر
لگڑی کی گھائی آپ کی انگڑائی ہو گئی — سر پر دھرے ہوا تھ کہ روکی ہو سر کمر

شاید جواب صاف دیا یار نے اوسے
عشق بیان یار مین رویا جو زار زار

پکڑے ہے دونون ہاتھ سے جو نامہ بر کمر
دریا روان ہوا مرے گھیر مین کمر کمر

ہر ماہ اس تلاش مین غائب ہوا کیا
ابتک نہ پائی ماہ نے اوسکی مگر کمر

کیفیت دل اور ہے احوال جگر اور
ہر عضو بدن سے ہے تیرا نایاب زمانہ پہ
بتیائے دل پر سر سے کہتے ہین شب وصل
کچھ جذب دلی سے میرا مطلب نہ بر آیا
قد سرو ہے گل چہرہ ہے نارنج ہے جوبن
شاہونکو فقیرو نپہ شرف ہو نہین ہوسکتا
کیا حسرت پرواز مین اوڑتی ہے مری روح
صورت مین پری اصل مین نسل بنی آدم
پہونچا کی مجھے مژدۂ ایام بہاری
بس دیر و حرم دو ہی مکان اوسکے ہین مشہور
چھپتے ہین چھپائے سے کہین پیار کے تیور

ایک درد کی صورت ہر اودہر اور ادہر اور
موہوم دہن سے بھی زیادہ ہے کمر اور
آفت ہے ترے جان پہ یہ تابہ سحر اور
ہان نالۂ جانسوز کا باقی ہے اثر اور
کیا لطف ہی پھل اور ہی پھول اور شجر اور
ہان عزت ذاتی ہے جدا عزت زر اور
بے بال و پری نے مجھے بخشے ہین یہ پر اور
اسطرح کے ہین خلقت آدم مین بشر اور
اے پیک صبا یار کی لا دے تو خبر اور
مل جائے یہان یار تو کیون ڈھونڈو گھر اور
صورت کو بنا دیتی ہے الفت کی نظر اور

گردش مین ہو جورِ فلک روز اوٹھاؤ
بخندے اسی صورت سے کرو ماہ بسر اور

مین فقط عاشق نہین یہ دل ہے شیدا ایک اور
خیر خم ساقی پلا دے جام صہبا ایک اور
اپنی چشم شرمگین مین دیکھئے کیف شراب
وحشت دل نجد کین کہتی تھی مجھ دیوانہ سی

ساتھ ہے بندہ کے ہر دم تیرا نیہ ایک اور
بیخودی مین تا نہ کہہ بیٹھون دوبارہ ایک اور
آنکھ کے پردہ مین ہے ہستی کا پردہ ایک اور
مثل مجنون کیجیے آباد صحرا ایک اور

دیکھئے طوفان کیا لاتا ہے اب سیلاب اشک
دیدۂ تر سے میرے جاری ہے دریا ایک اور

سبزۂ خط سے نکلکر دام گیسو مین پھنسے
حضرت دل کیون لیا سر پر یہ سودا ایک اور

سب ترے تیر نظر مین ذی جگر پر کھا گئین
کوئی دکھلائے مجھے ایسا کلیجا ایک اور

عشق گیسو چھوڑے پانو کی بیڑی توڑی
ہے سر شوریدہ کو ہر روز سودا ایک اور

مطلب دل کی دوبارہ آپ سی طالب ہین
جی مرا کر کے اگر کہتے ہو اچھا ایک اور

صحن گلشن مین خرامان ہو جو وہ سرو سہی
سایۂ قامت دکھائی نخل طوبا ایک اور

ایکدن نابود ہے دنیا مین جو موجود ہے
بزم ہستی مین قیامت ہے تماشا ایک اور

کیا تماشا ہوگیا ہے یار کا حسن شباب
ہر گھڑی ہر وقت ہے صورت کا نقشا ایک اور

اوٹھی دست حنائی رکھ کے صاحب دوش دشمن پر
ہمارا خون ناحق لیچلے تم اپنی گردن پر

تمہاری بندگی مین یہ دم ناقوس بھرتا ہے
تو کیسی خدا کی مار ہے عقل برہمن پر

وہ مشتاق شہادت ہون یہی ہے آرزو مجھکو
لہو اپنا پڑے اوڑکر کہین قاتل کی دامن پر

عدو کا دوست ہون ایسا طریق عشق بازی مین
کہ خضر راہ کا مجھکو یقین ہوتا ہے رہزن پر

چراغ قبر ہوگی آہ سوزان بعد مرنیکے
رہیگا دود دل کا شامیانہ میری مدفن پر

نظر بازی کا لیکا دیکھئے کس حال مین اوس کو
نگاہ شوق ڈورے ڈالتی ہے چشم روزن پر

سراپا لدگیا پھولونمین پھل شمشیر قاتل کا
ہمارے خون کی داغو نسے کیا جوہر ہے آہن پر

الٰہی گور پر پروانہ ہو شمع طور سے روشن
مزار بلبل شیدا بنے پھولونکے خرمن پر

مسی آلودہ لب تیری جو ای غنچہ دہن دیکھے
کبھی تھوکے نہ بھولے سے بھی شبنم روی سوسن پر

سراپا سے عیان ہونی لگی اللہ کی قدرت
ہے تو حسن شباب آیا تمھارا خوب جوبن پر

ہمیشہ زیر ران ہے ماہ سبزہ چرخ اخضر کا

ستارہ میری گردش کا ہی شاید پشت توسن پر

دیکھا جوبن جو تیرے آتشین رخسارونپر
ہر گل شمع لگا لوٹنے انگارون پر

چھا گیا ابر بہار آکے جو گلزارونپر
ڈالیا پھولونکی چڑھنے لگین دیوارونپر

ابرؤن کا تیری ہر دم ہی اشارہ مجھسے
غالب آتی ہین یہ ہی نیچے تلوارونپر

مژہ یار کے سودے مین جو ہون وحشت زدہ
فرش گل کا سلے پاؤنکو مزا خارونپر

قاتل خلق نظر آتا ہے ہر ایک حسین
اندنون قہر کا عالم ہے طرحدارونپر

سیکڑے پر نہین چھائی ہے یہ گھنگھور گھٹا
رحمت اللہ کی نازل ہے یہ میخوارونپر

ان حسینونکے جفاؤن مین مزا ہی کیسا
جان فدا کرتے ہین عشاق دل آزارونپر

حالت نزع سے خالی نہین ایکدم عشاق
جان کے مرنے لگی ہجر کے بیمارونپر

اپنی راحت کے لئی دے نہ کسیکو تکلیف
بار خاطر نہ کوئی بار ہے یارونپر

طرز رفتار سے میری ہوئے جل بھن کی کباب
کبک و طاؤس لگی لوٹنے انگارونپر

ہمکو غربت مین کٹی شام و سحر اہل وطن
ماہ کو خوف ہمیشہ رہا سیّارونپر

سودا سے پیچ و تاب ہو زلف دوتا سے دور
ہر دم بلاے بد رہی اونکی بلا سے دور

پاس ادب کو دل سے کیا انتہا سے دور
للہ پھر کہو جو مجھے ناز و ادا سے دور

دیکھین حضور طالب دیدار آپکے
دیوار سے کھڑے ہین وہ دولتسرا سے دور

فریاد اوس مسافر بیکس کے حال پر
جو تھک کے منزلون رہی بانگ درا سے دور

آلودۂ غبار نہو کوسے آئینہ
دل کی کدورتین ہین اہل صفا سے دور

صورت پرست ہوتے ہین معنے آشنا
کیونکہ یہ سلطنت کی ہوس ہو گدا سے دور

مشتاق ہین جو سایۂ دلدار یار کے
وہ بھاگتے ہین منت ظل ہما سے دور

معشوق جانتے تھی نہ عاشق کا خون حلال
جب تک تمھارے ہاتھ تھی رنگِ حنا سے دور

قسمت کی نقص سے یہ برائی نصیب کی
سجدہ کو سر جھکا جو ترے نقشِ پا سے دور

آتی تھی مجھکو یاد جدائی روح و تن
ہوتا ہے آشنا جو کسی آشنا سے دور

اوسکی کرم سے منزلِ مقصد ہے سامنے
گو ہے درِ قبول ہماری دعا سے دور

یان تک غرورِ حسن نے بہکا دیا اوسکو
بت آپکو سمجھنے لگے ہین خدا سے دور

خواہش نہین دوا کی نہ پروا طبیب کی
بیمارِ عشق رہتے ہین دار الشفا سے دور

اوس بلبلِ اسیر کی حسرت ہی جائے آہ
برسوں رہے قفس مین جو گل کی ہوا سے دور

یہان تیرگی مین نور تجلی ہے جلوہ گر
اے **ماہ** داغِ دل نہین اپنا ضیا سے دور

ردیف زاے معجمہ

کھلتا نہین ہے کچھ تری جور و جفا کا راز
سچ ہے تمہی خدا پہ ہے ظاہر خدا کا راز

پوشیدہ کیا ہو یار کی شرم و حیا کا راز
محرم پہ وا ہے سینۂ اہلِ صفا کا راز

ظاہر ہوا یہ شاہدِ خونِ شہید ہے
آخر نہ چھپ سکا ترے رنگِ حنا کا راز

گل ہنس پڑے تو غنچوں کے منھ بند ہو گئے
بلبل نہ سننے پائی تو بادِ صبا کا راز

ہین مرگ و زیست عاشقِ مہجور کی جزا
یہان ابتدا کے راز ہین ہی انتہا کا راز

اسکی گرہ ہے یا کسی دلکی گرہ ہے یار
کھلتا نہین ہے کچھ ترے بندِ قبا کا راز

دم بند ہے مسیح کا بیمارِ عشق سے
اب کس سے پوچھین اس مرضِ لا دوا کا راز

صد شکر ہے کہ چھوٹا نہ اوسکا کوئی اسیر
سربستہ ہو کر رہ گیا زلفِ دوتا کا راز

دو روزہ زندگانی ہے مرنیکی واسطے
ہستی کی صورتون سے عیان ہے فنا کا راز

یہ کھینچے گی جبین تو وہ اور کھینچیں تیری اولیٰ
انسان ضرور سمجھے رہے دوست پا کا راز

دست کرم بلند ہے سائل ہو [illegible]
کیا ہو چھپتے ہو مالک ہو دو خدا کا راز

سب سرگذشت قید تبا [illegible] ہو
اور گیسو [illegible] چھپا اسیر بلا کا راز

پیدا ہوئی کمال [illegible]
اے ماہ دل [illegible] کا راز

چھپ چھپ کے [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]
اور پھر [illegible] رہتی ہے تیری خبر روز

دیکھوں وہ رخ و زلف ہم شام و سحر روز
اس غم میں گذرتے ہیں مجھے آٹھ پہر روز

بے چین مجھے کرتا ہے [illegible]
آتی نہ خبر [illegible] روز

اللہ کرے غیب سے اسرار [illegible]
آنکھوں کو نظر آئی [illegible] روز

تڑپاتی ہے اس رخ گلنار کی [illegible]
ہر دم [illegible] روز

قسمت کا لکھا [illegible]
شاکر رہے [illegible] روز

بس دست ہو [illegible]
ہاتھ آتی ہے [illegible] روز

اکدن بھی نہ حال شب فرقت [illegible]
کرتے رہے وہ وصل کا وعدہ تو مگر روز

یارب سحر ہجر نہ مجھ کو دکھائے
ہو [illegible] اثر روز

انسان کو ہے [illegible] دنیا کی تمنا
[illegible] روز

ہر سو نہیں ملا کرتا ہے کچھ ثمرہ الفت
ہوتا ہے [illegible] روز

آتی ہے تو اک بات میں جاتی ہے [illegible]
دیکھیں تماشے عالم میں [illegible] سحر روز

انسان کو ہے لازم [illegible] منتظر وقت
ہاتھ آئے کسی کے نہ کبھی زر [illegible] روز

ہنستی ہی نہیں اب تو یہ [illegible] طبیعت
وہ خیر سے کرنے لگے [illegible] روز

گردش میں ہمیشہ ہوں بگولے کی طرح سے
اے ماہ وطن میں مجھے رہتا ہے سفر روز

ردیف سین مہملہ

ہم صفیرو میں وہ بلبل ہوں گرفتار قفس
آشیانے سے جو زیادہ ہو گیا یار قفس

خو نہیں بہلا یا گیا ہے کونسا مرغ اسیر
شکل گل رنگین ہے جوہر رگ نقش دیوار قفس

تھا اسیر دام کو صیاد سے کیا کام تھا
ایک آب و دانہ سے بہلا اسیر قفس

مثل گلچین باغ اجاڑ دے لیا صیاد نے
اب ہے کوئی مرغ چمن شاید طلبگار قفس

ہم اسیران قفس کو کیا غرض گلزار سے
بال و پر اپنے بنے ہیں جو آزار قفس

خاطر بستہ کبھی سمجھا زمانہ میں نہیں
خود بخود پھنس کر ہو گیا ناحق گنہگار قفس

چھوٹے کیونکر قید سے صیاد وہ مرغ اسیر
ہر گھڑی ہو جان دیتے جو طرفدار قفس

آنکھ اچھل کر دیکھ صیاد تو سیر چمن
کیا تعجب ہے کہ صحت پائیں بیمار قفس

طائر قبلہ نما کی طرح ہوں میں بھی اسیر
ہے قفس غمخوار اسیران ہوں غمخوار قفس

مرغ مضمون کر اوسکا جو باندھے آپ سر کے
سمجھوں عنقا کو کیا میں نے گرفتار قفس

انس طائر کی طرح چھٹتا نہیں اسکا اسیر
ماہ کیا ہیں گنبد گردوں میں آثار قفس

ردیف شین معجمہ

اللہ رے مجھ کو جلوۂ دیدار کی تلاش
دو آنکھیں ہیں سب طلب تجھ جیسی یار کی تلاش

کیا مال ہے وہ حسن کہ جو بے بہا ہے
تجھکو نہیں ہے یوسف بازار کی تلاش

پھرتا تھا گلو سے سر و تن گرد طوق تا حشر
آزاد کر گئے حال گرفتار کی تلاش

کیا قالب درست قفس کی زبان منہ
اسکو ہے در و مرغ گرفتار کی تلاش

یہ کھینچ کے بیٹھین تو وہ اونچین تیری اٹلیان
انسان ضرور سمجھے رہے دست و پا کا راز

دست کرم بلند ہے سائل ہے سرنگون
کیا پوچھتے ہو مالک جود و سخا کا راز

سب سرگذشت قید بتا دینگے موبمو
اون گیسوون سے پوچھو اسیر بلا کا راز

یہ حاصل کمال یہ شان فروغ ہے
اے **ماہ** داغ دل ہے مرا اسوا کا راز

چھپ چھپ کے سر شام تو جاتا ہے کدہر روز
او بیخبر آتی ہے مجھے تیری خبر روز

دیکھون وہ رخ و زلف بہم شام و سحر روز
اس غم مین گذرتے ہین مجھے آٹھ پہر روز

بے چین مجھے کرتا ہے یہ درد جگر روز
اپنی نہ خبر ہے نہ مجھے دلکی خبر روز

اللہ کرے غیب کے اسرار مین دیکھون
آنکھون کو نظر آئی وہ باریک کمر روز

تڑپاتی ہے اوس مرغ گرفتار کی حسرت
ہر دم جو قفس ہی مین رہی تول کے پر روز

قسمت کا لکھا سمجھے رہے منھ کا نوالا
شاکر رہے بس رزق مقدر پہ بشر روز

مس دست ہوس سے ہوان ہی تند تری پستان
ہاتھ آئین مرے نخل تمنا کے ثمر روز

اکدن بھی نہ حال شب فرقت مرا پوچھا
کرتے رہے وہ وصل کا وعدہ تو مگر روز

یارب سحر ہجر نہ منھ مجھ کو دکھائے
ہو نالہ شب گیر مین اپنے یہ اثر روز

انسان کو ہے سم نعمت دنیا کی تمنا
دے ذائقہ زہر اگر کھائے شکر روز

برسو نہین ملا کرتا ہے کچھ ثمرۂ الفت
ہوتا ہے برومند بھلا کون شجر روز

آتی ہے تو اک بات مین جاتی ہے شب وصل
یون شام سے عالم مین نہ دیکھی تھی سحر روز

انسان کو ہے لازم کہ رہے منتظر وقت
ہاتھ آئیگی نہ کبھی زر و رنہ زر روز

منتی ہی نہین اب تو یہ بگڑی ہے طبیعت
وہ خیر سے کرنے لگے ہر بات مین شر روز

گردش مین ہمیشہ ہون بگولہ کیطرح سے
اے **ماہ** وطن مین مجھے رہتا ہے سفر روز

ردیف سین مہملہ

ہمصفیرو مین وہ بلبل ہون گرفتارِ قفس
آشیانسے جو زیادہ ہو گیا یارِ قفس

خونین نہلایا گیا ہے کونسا مرغِ اسیر
شکل گل رنگین ہے جو ہر اک خس و خارِ قفس

مجھ اسیرِ دام کو صیاد سے کیا کام تھا
ایک آب و دانہ ہے منجملا اسرارِ قفس

نسل گلمین باغ اجارہ لے لیا صیاد نے
ہے کوئی مرغِ چمن شائد طلبگارِ قفس

ہم اسیرانِ قفس کو کیا غرض گلزار سے
بال و پر اپنے بنے ہین ہم آزارِ قفس

طائرِ پربستہ بھی مجھسا زمانہ مین نہین
خود بتڑپ کر ہو گیا ناحق گنہگارِ قفس

چھوٹے کیونکر قید سے صیاد وہ مرغِ اسیر
ہر گھڑی ہو جان و دلسے جو طرفدارِ قفس

انکو لیچل کر دکھا صیاد تو سیرِ چمن
کیا تعجب ہے کہ صحت پائین بیمارِ قفس

طائرِ قبلہ نما کی طرح ہون مین بھی اسیر
ہے قفس غمخوار میرا مین ہون غمخوارِ قفس

مرغِ مضمونِ کمر اوسکا جو ہاتھ آئے سرے
سمجھون عنقا کو کیا مین نے گرفتارِ قفس

انسر طائر کیطرح چھٹتا نہین اسکا اسیر
ماہ کیا ہین گنبدِ گردون مین آثارِ قفس

ردیف شین معجمہ

اللہ رے محو جلوۂ دیدار کی تلاش
دو آنکھیں جب ملیں تو ہوئی چار کی تلاش

کیا مال ہے وہ حسن کہ جو بر ملا بکے
مجھکو نہین ہے یوسفِ بازار کی تلاش

پڑتا گلوسے سرو مین گر طوق فاختہ
آزاد کرتے حال گرفتار کی تلاش

صیاد ظلم دوست قفس کی زبان بند
کسکو ہو درد مرغ گرفتار کی تلاش

آنکھین لڑی ہین دیدۂ انجم سے رات بھر
کیا تھی شبِ فراق انھین یار کی تلاش

ہم میکدہ مین دیر و حرم مین خراب ہین
در در پھرا رہی ہے در یار کی تلاش

جھگڑا پڑیگا معرکۂ حشر مین ضرور
یارب ہوئی جو مجھسے گنہگار کی تلاش

آوارہ ہون وہ منزلِ مقصد کے شوق مین
سو بار تھک کے گر پڑا سو بار کی تلاش

فرصت ہو ماہ گردشِ افلاک سے اگر
پھر اس زمین مین کیجئے اشعار کی تلاش

مرغِ چمن مین ایک سے لیکر ہزار خوش
آئی ہے کس بہار سے ابکی بہار خوش

کیا کیا نہین حسینون کے نقش و نگار خوش
ہین ان بتون سے خوش مرا پروردگار خوش

اس بزم کائنات مین وہ غمزدہ ہون مین
مردہ ہے جبکا ہو یہ بیانِ مزار خوش

جب بوئے زلف یار سے اسکو مثال دی
خون بڑھ گیا ہوا ہے یہ مشکِ تتار خوش

وہ رند غم پسند ہون ساقی ازل سے مین
جسکو سرور سے بھی ہے کیفِ خمار خوش

خاموش اس خیال مین رہتا ہون ہر گھڑی
وہ بات کیجئے کہ رہے مجھسے یار خوش

کیا بزم روزگار مین نادر رہے نام عیش
غمگین جو سیکڑون ہین تو ہین پانچ چار خوش

لطف شب وصال ہے اوسوقت تک حضور
جب تک کہ آپ ہین دمِ بوس و کنار خوش

ہمراہیان کمال کے اے ماہ ہین زوال
کیا دل کریگی گردشِ لیل و نہار خوش

ردیف صاد مہملہ

ہو شہادت مجھے حاصل مخصوص
ہون پئے قتل مین قاتل مخصوص

داغ اوٹھانیکے لئے کیا او گل
ہے فقط ایک میرا دل مخصوص

آرسی مین جو وہ منھ دیکھتے ہین / ہے تلاوت کو حمائل مخصوص

اور بھی ہونگے حسین دنیا مین / آپ ہین حور شمائل مخصوص

تو سلامت رہے اُو تیغ نگاہ / ہوگئی آسان میری مشکل مخصوص

صورتِ شمع جلانیکو مجھے / روز کرتے ہین وہ محفل مخصوص

بے دہانی کا ہوا اونکے مذکور / تو سخن سنج ہون قائل مخصوص

سکۂ داغ ہین دلکی دولت / ہے خرابہ پہ محاصل مخصوص

ہوگا بے شبہ میرا ایٹھا منھ / کہ مین بوسہ کا ہون سائل مخصوص

آئینہ کہتا ہے اونکے منھ پر / مین ہون اس چہرہ کا مائل مخصوص

مین تو ناقص ہون سراپا اے ماہ / ماہ کو کہتے ہین کامل مخصوص

ردیف ضاد معجمہ

شعلِ نور ہین بیشک ترے جانان عارض / ماہ تابان نے کہان پائے یہ تابان عارض

ہم بھی جو ہین گے کبھی یون تری جانان عارض / جسطرح چومتی ہے زلف پریشان عارض

مہر انسمجھے ہین کہ سمجھے ہین یہ قرآن عارض / پوجتے ہین جو ترے گبر و مسلمان عارض

سورۂ نور ہین خط سے ترے جانان عارض / کردئے حسن خداداد نے قرآن عارض

تیرے نقشے کا ہر اک عضو ہی پیاری محبوب / چشم و ابرو دہان و لب و دندان عارض

خود فروشونکی ذرا گرمی بازار ہو سرد / تیرے عارض سے ملائے مہ کنعان عارض

لکھا اوس روئے کتابی کا جو مضمون مینے / حسن و خوبی مین ہوا سب میرا دیوان عارض

دائمی لطف جوانی ہے نہ یہ لطف شباب / عارضی حسن پہ کیون ہوتے ہین نازان عارض

وشت وحشت مین ٹبری شوقسی چونیگی انہیز
میرے تلوے ہین پئے خارِ مغیلان عارض

زلفین زنجیرین ہین اور طوق ہین بازی تیرے
پھر مجبوسئے دل ہین مجھے زندان عارض

مجھکو دنیا مین سجز رنج و غمِ آلِ عبا
عارضہ ہو نہ کوئی یا شہِ مردان عارض

عید کا چاند وہ کنٹھا ہو وہ تکمہ تارا
جلوہ افروز ہون گرتا بہ گریبان عارض

آب و تابِ رُخِ شفاف سی ہوتا ہی یقین
شکل آئینہ کرینگے مجھے حیران عارض

صاف وہو کا مجھے خورشیدِ قیامت کا ہوا
بے نقاب آپنے دِکھلائے جو عریان عارض

جب مین کہتا ہون کہ عارض ہین تمہارے خورشید
ہائے کس ناز سے کہتا ہی کہ ہان ہان عارض

یہ ملاحت یہ صباحت یہ نزاکت ہی کہان
حورین بھی کہتی ہین نہ اسطرح کے غلمان عارض

دولتِ حسن پہ بیجا ہے تکبّر اتنا
کچھ دن ایّام جوانی کے ہین مہمان عارض

گلِ نرگس تیری آنکھیں ہین بھوین ہین شاخ گلریز
دہن تنگ ہے غنچہ تو گلستان عارض

تیرے رخسار و نبہ ہے سارا زمانہ عاشق
ایک عالم مین ہین جانِ دلِ انسان عارض

رُخ سوئے گنج سیدان وہ کریگا کیسر
دیکھین کب ہونگی گل گورِ غریبان عارض

ماہ ہے داغ اوٹھانیکو بقولِ ناسخ
ماہِ تابان نے کہان پائی یہ تابان عارض

ردیف طاے مہملہ

کیونکر نہ ہو نوشتہ جانان سے غم غلط
اپنا خطِ نصیب نہین ہے رقم غلط

وعدہ تمہارا جھوٹ ہی قول و قسم غلط
سمجھے تھے جو کچھ آپکو سمجھے وہ ہم غلط

نقشہ ہے ایک کوچۂ جانان کا ہشت خلد
زاہد نہ کعبہ فانہ باغِ ارم غلط

عشقِ میان یار سے جانبر ہون کسطرح
ہوتی نہین ہے روح سے راہ عدم غلط

ہرگز نہ کیجیے گا قدم رنجہ آپ تو
صاحب نہ کھائیے میرے سر کی قسم غلط

قاصد جواب نامۂ دلبر فرو رلائیے
تقدیر کا لکھا ہوا گر یک قلم غلط

اے شاہ حسن وعدہ خلافی نہ کیجیے
ہمنے سُنا ہی قول سلاطین کم غلط

مطلب سرور کا خطِ ساغر مین ہے رقم
ساقی پلا شراب کہ ہو جائے غم غلط

مین پانون اپنے قطع کردن اپنی ہاتھ سے
راہِ رضا مین رکھین اگر یہ قدم غلط

اے ماہ آپ دیر سے کبھی چلتے تو ہین
ایسا نہو کرد کہین یادِ صنم غلط

ردیف ظاے معجمہ

دل لگی کا کیا مزہ بے حظ
کتنے بے لوچ تم ہو کیا بے حظ

کچھ مزا ہی نہین طبیعت مین
ہمکو معشوق بھی ملا بے حظ

ہمسے محظوظ کیا ہو شیخ کہ ہے
صحبتِ زہد و پارسا بے حظ

نہین ہوتی بتو نسے صحبت تک
اب گذرتی ہے اے خدا بے حظ

اسکو ہر بات مین ہے غیر کو دخل
جور بے لطف ہی جفا بے حظ

بوسۂ لب ہو شربت دمِ نزع
عاشقون کی تہو قضا بے حظ

گل ہنسے بلبلو نکے نالون پر
اپنی فریاد ہے سدا بے حظ

خندۂ جام سے ہے دل محظوظ
نہین یہ بزم ساقیا بے حظ

عاشق زار اور یہ کوہ کنی
تو بھی شیرین ہے بد مزا بے حظ

وصل کی رات تو میسر ہے
ماہ کیا جانے کیون ہوا بے حظ

ردیف غین معجمہ

نہین ہے ماہ کے دیپر نیا داغ
فلک نے روز اول یہ دیا داغ

جگہ کم اور ہین جلے سے سوا داغ
ہمارے دل کا دیکھے حوصلا داغ

دل سودازدہ کے گل کھلین گے
نہ کھا فصل بہاری کی ہوا داغ

ہزارون دوست اپنی جانسے گذری
ہوئے ہین دلسے کیا کیا آشنا داغ

فقیری ہین نہ کر سامانِ راحت
دکھائے گا یہ نقشِ بوریا داغ

گیا کب دلسے اپنے نقشِ الفت
بھلا کس روز سینہ سے مٹا داغ

چمن مین جامہ زیبی پر تمھارے
گل ولالے کے کھاتے ہین قبا داغ

دلِ شیخ و برہمن کیا کسیکو
نہ دینا عشقِ بت کا یا خدا داغ

بسانِ چشم پر خون خون روئے
ہمارے دل کا سنے گر ماجرا داغ

نہین ہین داغ میرے شکلِ طاؤس
یہان دل پر وہان ہین پر ملا داغ

صفائی قلب سے اے ماہ اک دن
بسانِ مہر چمکے گا میرا داغ

کرتا ہون بیان مدحتِ ابروی بیان صاف
کھل جائیگی اب جوہرِ شمشیر زبان صاف

آنکھین ہین کہ ہین فتنۂ محشر کی نشان صاف
قامت ہے کہ آثارِ قیامت ہے عیان صاف

نقصان نہین راہی کو غبارِ سرِ رہ سے
آخر تنِ خاکی سے گئی روحِ روان صاف

کیونکر نہ کماندار اوس ابرو پہ ہون قربان
بے تیر اوڑاتی ہے نشانہ یہ کمان صاف

یہ ضعف کی شدت ہے نقاہت کا یہ عالم
لب تک نہین آتی میرے آوازِ فغان صاف

ہر تارکِ دنیا کو نہین ہے غمِ دنیا
ایذائے فقیری بھی ہے راحت کا نشان صاف

اپنے دلِ پر داغ کے گل پھولینگے جسدن
سینہ میرا بن جائیگا گلچین کی دوکان صاف

ہر روز نظر آتی ہین خوش چشم ہزارون
کب فتنۂ آشوب سے رہتا ہے جہان صاف

کیا لطفِ ملاقات جو آنکھین ہوئین میلی
پھر دل ہو کہان صاف طبیعت نہو وان صاف

آنکھون مین سمائی ہو ہر اک دلمین بسی ہو
کیا کیا ہین تمھارے لئے پیردیکی مکان صاف

اے ماہ ترا داغ جگر جیسا ہو شفاف
اسطرحسے داغِ دل لالہ سے ہے کہان صاف

ردیف قاف

بندے کو شوق تخت نہ افسر کا اشتیاق
شاہی ہے یا امیر ترے در کا اشتیاق

کیونکر خوش آئے صورتِ خوشتر کا اشتیاق
دل ہی نہین رہا کہ ہو دلبر کا اشتیاق

مخمور و مست بادۂ خُمِ غدیر ہون
ساقی مجھے ہے ساقیِ کوثر کا اشتیاق

ہجرِ صنم مین شدتِ سیلاب اشک سے
کشتیِ چشم کو بھی ہے لنگر کا اشتیاق

وہ نامہ ہون جو راہ مین ناخواندہ چاک ہو
وہ فرد ہون رہا جسے دفتر کا اشتیاق

غالب یہ ہے کہ صورتِ عنقا ہو خلق مین
نامہ کو میرے ہو جو کبوتر کا اشتیاق

سیمین تنو سے الفتِ مفلس فضول ہے
کوڑی کے کام کا نہین بے زر کا اشتیاق

دیوانگی ہے عشقِ بتانِ حسین کا
شوریدہ سر کو چاہئے پتھر کا اشتیاق

ہر باکمال بندۂ اہلِ کمال ہین
ہے جوہری کو صاحبِ جوہر کا اشتیاق

گلشن مین عقل قمری کی طوطے اوڑین ابھی
اوس سرو قد کو ہو جو صنوبر کا اشتیاق

مجھ کو یقین ہے صاف کہ ساقی کے روبرو
کھلوائیگا زبان لبِ ساغر کا اشتیاق

مجھکو خدا کی فکر خیالِ جفا دسے
صد شکر آج تک ہے برابر کا اشتیاق

راہِ ثواب یاد رہے جنت دکھائے گا

اے ماہ مجھ کو روضۂ سرور کا اشتیاق

طالبِ دید تھے تمسے جو تمھاری عاشق
ہین تپ ہجر سے وہ گور کناری عاشق

سہے یہ ہی شرط وفا دم بھی نہ ماری عاشق
جان پر کھیل گئے ہمّت کو نہ ہاری عاشق

کیسی مرتے ہین یہ مرنے پہ جو بس ہوا انکا
ملک الموت سے لین موت اجاری عاشق

دیکھ کر بندہ کو کس ناز سے کہتا ہے وہ بت
شان اللہ کی تم اور ہمارے عاشق

داد بیداد صنم جب نہ خدا سے پائے
کس سے فریاد کرے کسکو پکاری عاشق

شیفتہ سارے حسینان جہان ہین تیرے
جیسے تم پیارے ہو ویسے ہین پیارے عاشق

آپ سر کاٹ کی رکھدین ترے قدمونکی تلے
دیکھ پائین اگر ابرو کی اشارے عاشق

یہ اشارہ ترے تیرِ نگہہِ ناز کا ہے
سامنے آئین سپر سینہ ابھارے عاشق

ہم بھی ہین قیس بھی ہے وامق و فرہاد بھی ہین
محفل یار مین موجود ہین سارے عاشق

دل گیا پہلو سے جان تن سے ہی جانی والی
بیٹھے اُٹھے کہو اب کسکے سہارے عاشق

جب کسینے کہا کچھ ماہ سے واقف ہین حضور
ہنسکے فرمایا کہ وہ بھی ہین ہمارے عاشق

ردیف کاف مہملہ

گلہ صیاد کا کیجے کہان تک
بچھایا دام میرے آشیان تک

جلا ہون آتشِ غم سے یہان تک
کہ چونا ہو گیا ہر استخوان تک

مجھے زورِ نقاہت ہے یہان تک
کہ اب نالہ نہین آتا زبان تک

سگِ جانان سے ہوئے گی ندامت
ہما آئی نہ میرے استخوان تک

ملے گا پایۂ تختِ سلیمان
صبا آئی اگر مجھ ناتوان تک

وہ مجنون ہون گیا زندان مین جیدم
ہوئین پابوس میرے بیڑیان تک

یقین ہے ذکر سے اوس شعلہ رو کے
لبانِ شمع جل جائے زبان تک

نہ پہونچا بام تک اوسکی صدا افسوس
کبھی جاتا تھا نالہ آسمان تک

عزیزِ جان ہو سارے قافلے کا
سرا یوسف جو پہونچے کاروان تک

لبِ لعلین مسی سے کرکے نیلم
مجھے دہوکا دہڑی دوگی کہان تک

یہ دل حاضر ہے بہرِ پائمالی
قدم رنجہ ذرا کیجے یہان تک

سراپا تیرے مضمونِ کمر کا
نہ باندھا شعر کی بھی درمیان تک

سرا وعدہ بھی پورا ہو اجل آئے
وہ آجائین اگر مجھ نیم جان تک

وہ پُرغم داستان ہے مجھ حزین کی
جسے کہتا ہے روکر قصہ خوان تک

اسے سمجھین گے نقادِ معانی
سرا سودا نہین سُود و زیان تک

ہماری کشتیِ عمرِ روان کی
بند ہے موجِ نفس سے بادبان تک

خدا سمجھے گا اِن سنگین دلونسے
بتونکا کیجیے شکوہ کہان تک

برابر کب ہوئے اعلیٰ و ادنیٰ
گئے کب ذرۂ مہر آسمان تک

تمہاری دوستی مین بندہ پرور
ہوئے دشمن ہمارے مہربان تک

وہ ماہِ تفتہ دل ہون نام جسکا
ہوا روشن زمین سے آسمان تک

سوا اِک داغ کے پہلو مین اے ماہ
نہین ملتا ہے کچھ دل کا نشان تک

صدمۂ ہجر کی آخر ہو یہ ایذا کب تک
دیکھیے نزع مین دیکھون ترا رستا کبتک

جب مین کہتا ہون کہ اب جان مری جاتی ہے
ہاے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کبتک

پھر شبِ وصل الٰہی مجھے کب ہوگی نصیب
پھر مرے بخت کا چمکیگا ستارہ کبتک

مرغِ دل دام سے گیسو کے رہا ہو کسدن
نہین معلوم کہ سر مین رہے سودا کبتک

تا رسے چل کے کیا تم نہ زمانہ پامال
دیکھیے اب یہ قیامت رہی برپا کبتک

تاب کے ہجر مین عشاق کو تڑپاؤ گے
بسملو نکا ابھی دیکھو گے تماشا کب تک

دیکھون کس روز تھمین دیدۂ تر کے آنسو
دیکھین آنکھون مین سمائی مرے دریا کبتک

وصل کی رات ہی شرماؤ نہ ہمسے صاحب
سات سوئے تو اوتارو گی نہ انگیا کبتک

اب یہ سودا ہے کہ اے ماہ مرے سینہ سے
دیکھیے داغ کا مٹ جاتا ہے دھبا کب تک

دکھلین وہ دکھاتے نہین دیدار کہانتک
موسے کی طرح ہمسے ہو تکرار کہان تک

پہنچی کسی یوسف کی خریدار کہانتک
دل بیچئے جا کر سر بازار کہان تک

میخوار نہون ابر مین سرشار کہان تک
رحمت پہ ہون نازان نہ گنہگار کہان تک

سُنئے کی حکایت ہی نہ قصہ نہ کہانی
حال دل مضطر کہون ہر بار کہان تک

مُجھ وحشی سے کہتی ہے سری آبلہ پائی
طے کیجیے گا وادئ پرخار کہان تک

فردا نہین فردائے قیامت بھی ہی نزدیک
فرمائیگا وعدۂ دیدار کہان تک

دیکھا تو یہان ہر کس و ناکس کی جگہ ہے
وسعت ہے تری خانۂ خمار کہان تک

اوس در پہ ہی مسدود رہ رسم عنایت
سر پھوڑئیے بیٹھے پس دیوار کہان تک

کب تک دل بیتاب پہ قابو نہو دیکھین
یہ دشمن پہلو کرے ناچار کہان تک

ہم جانتے ہین عیب دہنر دختر رز کے
بھکائے گی رند و نکو یہ مُردار کہان تک

صحرائے جنون پھولے دلکی تو پھوڑے
توڑین گے مرے آبلے یہ خار کہان تک

برسو نگا یہ رونا ہے اری دیدۂ تر سے
بخشے گا تو اے ابر گہربار کہان تک

ڈرتا ہون شب وصل نہ با تو نہین سحر ہو
اقرار کے پردے مین یہ انکار کہان تک

طاؤس چمن کبک دری آہوئے صحرا
سیکھین گے تری شوخی رفتار کہانتک

عشاق سے کہتے ہین وہ ابرو کو دکھا کر
اس کاٹ کی ہاتھ آئیگی تلوار کہان تک

دیکھین تو ہم اے ماہ کہ اختر سے ہماری
کرتا ہے کجی چرخ ستمگار کہان تک

سر اپنے تن سے آپ ہی کر ڈالین ہم الگ
راہ وفا سے پانون جو رکھین قدم الگ

یون تفرقہ بے یار ہوئے ہونگی کم الگ
پہلو سے دل الگ ہے تو جانانسے ہم الگ

دشمن ہین میری جانکے دو دو ہم الگ
ناز و ادا الگ تری جور و ستم الگ

پھر ہوئین کس بنا پہ یہ دیر و حرم الگ
دلسے کرین جو لفظ نقیضین ہم الگ

سودائے زلف لیلی و شیرین نہین مجھے
ہین اس بلا سے ہون تری سر کی قسم الگ

نامہ جو لکھ رہا ہون تمنائے وصل مین
وصلی سے ایک پل نہین ہوتا قلم الگ

آئے تو میرے قبر کو ٹھکراتے جائے
روز وصال سے یہان سوتے ہین ہم الگ

چھلا سی وہ کمر کہو کسطرح ہاتھ آئی
سنتا ہون نہین جہانسے ہے یہ قم الگ

کیون شیخ و برہمن تری قائل نہون کریم
انپر جدا ہے لطف تو انپر کرم الگ

دکھلائے منھ نہ دولت دنیا فقیر کو
مجھ بینوا سے حسرت جاہ و حشم الگ

ہے سیر دو جہانکی سرے ایک جلو مین
ساقی خدا کیواسطے رکھ جام جم الگ

دو صورتین بنائی ہین تیرے بگاڑ نے
شادی الگ ہے غیر کو مجھ کو ہے غم الگ

جھگڑے سے کفر و دین کے الہی بچائیو
بزم نفاق سے رہون ہو سو قدم الگ

اچھی بری مین فرق زمین آسمانکا ہے
شہد و شکر سے ذائقہ رکھتا ہے سم الگ

مرنیکے بعد کوئی کسیکے نہین ہے ساتھ
جاتا ہے ہر مسافر ملک عدم الگ

اے ماہ مہربان ہین باہم یہ دو شفیق
ہو داغ دلسے دور تو مجھ سے ہو غم الگ

ردیف لام

چلائے چیخے تڑپے کہے ہائے ہائے دل
وہ بے اجل مرے جو کسی سے لگائے دل

کوئی نہ اپنے ہاتھ سے اپنا ستائے دل
یارب کبھی کسیکا کسی پر نہ آئے دل

پہلو مین سنگِ لاخ کا انسان جو پائے دل
اسپہ بھی اِن بتون نے نہ یارب لگائے دل

کیونکر بتانِ ہند سی کوئی بچائے دل
پروردگار چاہے تو انپر نہ آئے دل

شیدائے زلف یار کا جینا وبال ہے
سودائی ہو جو ایسی بلا مین پھنسائے دل

کشتہ ہو نین ادا کا تو بسمل ہون ناز کا
یہ مشورہ جگر کا یہ ٹھہری ہے رائے دل

اسد رجہ داغ ہون کہ نہ پہلو مین دم سمائے
یہ مشورہ جگر کا یہ ٹھہری ہے رائے دل

ظاہر نگاہِ شوق سے تیور ہین پیار کے
اب کس طرح سے رازِ محبت چھپائے دل

ہر روز تازہ داغ ہی ہر وقت درد ہے
جینا عذاب ہی کہین پہلو سے جائے دل

ہر حال کا شریک ہی ہر رنج کا رفیق
جینا عذاب ہی کہین پہلو سے جائے دل

بندہ بتونکا تابعِ فرمانِ ایزدی
فرمائی کسے کہین بیشک خدائے دل

پیدا ہوا زمانہ مین کب مجھ سا غم زدہ
روزِ ازل سے درد رہا آشنائے دل

کیا آہ گرم و سرد کا قصہ بیان کرون
ہر وقت ایک سی نہین رہتی ہوائے دل

لوٹین گے کیا مجھے یہ حسینانِ روزگار
کچھ مال اپنے پاس نہین ہے سوائے دل

مبتلا ہون درد کا کہ سراپا مین داغ ہون
پہلو سے آ رہی ہے یہ ہر دم صدائے دل

دم بھر مین چشم تر سی لہو ہو کے بہہ گیا
دیکھا کیا مین آنکھ سے یہ ماجرائے دل

اللہ کیا غرور ہے حسن شباب کا
سنتا نہین وہ لاکھ کہون مدعائے دل

برقِ غضب ہین ماہ میری نالہ ہائے گرم
پہلو مین اپنے آگ بھری ہے بجائے دل

مرغ بسمل سا تڑپتا ہے مرادل قاتل
سر کرو ن نذر جو آسان ہو یہ مشکل قاتل

تیغ ابرو نے ہزارون کے گلے کاٹے ہین
سیکڑون کو ہوئی آنکھون کے ترے تل قاتل

جان بچے ہند مین اللہ بتون سے کیونکر / جسطرف دیکھون نظر آتے ہین قاتل قاتل

بے زبان ہے دہن زخم تو بسمل بیدم / کون مقتل مین ہے فریاد کے قابل قاتل

ہائے یہ حسن خداداد وہی کیسا قاتل / تب نظر آتے ہین عالم کے سراپا قاتل

دہن زخم سے بسمل ہین یہ گویا قاتل / آب شمشیر سے کر چاہ مین ٹھنڈا قاتل

اشنا گو رکنا رسے رہی لاکھون اسکے / گھاٹ تلوار کا ہے باڑہ سے اچھا قاتل

تری تصویر کا نقشا ہے سراپا ظالم / آنکھین جلاد تو ہے زلف چلیپا قاتل

سرخ رو ہین تری تیغ کے جوہر کھلے ہین / تو اوٹھائے جو مرے قتل کا بیڑا قاتل

یہ دولھن وہ ہے گلے ملکے جو گردن کاٹے / خون بسمل ہے اسی تیغ کا سہرا قاتل

یوہین بسمل رہین مقتل مین تڑپتے ہردم / گرم بازار شہادت نہو ٹھنڈا قاتل

کردے اک ہاتھ مین جھگڑا تن و سر کا فیصل / مٹ چکی شوق شہادت کا تقاضا قاتل

گل کھلائیگا یہ تلوار کے پھل مین لاکھون / رنگ لائیگا ابھی خون مرا کیا کیا قاتل

باڑہ پر دھار یہانتک ترے خنجر کی رہے / روز مقتل مین بہے خون کا دریا قاتل

بانگ گل سے ہو صدا اونکی ہنسی کی نازک / شکل غنچہ دہن زخم ہین گویا قاتل

قہر کی آب ہے جوہر ہین ستم کے اسمین / پانی مانگے نہ تری تیغ کا مارا قاتل

یاد مین چشم سیہ مست کے ہردم ساقی / صورت سم ہے مجھے ساغر صہبا قاتل

قتل کر شوق شہادت مین کھڑی ہین لاکھون / بھیڑ چھٹ جائے ملے موت کو رستا قاتل

ہو کسی زلف کا اپنا دل وحشی بسمل / ایسے مجنون کے بنے ایسی ہی لیلے قاتل

ردیف میم مہملہ

ہو اگر طالع رسا ہمدم
دل ہو مدح امام کا ہمدم

نور ہو سدرہ لو آگ کا ہمدم
اسطرح آہ ہو رسا ہمدم

ہمسر کاکل رسا ہمدم
ہمکو طول عمل ملا ہمدم

آمد دم کو ہوگا مرگ کا کام
دل اگر اسطرح دکھا ہمدم

درد دل آہ کسطرح ہو دور
لو ہو اور دلادوا ہمدم

ہمکو دکھلادہ کاکل دلدار
کم ہو سوا کہ ہو سوا ہمدم

موسم گل کا گر کرم ہو عام
محمل عطر ہو ہوا ہمدم

طعنۂ گور ہر طرح ہوگا
گو ملک ہو کہ ہو گدا ہمدم

عہد سودا ہو موسم گل ہو
سر ہو اور کوہ طور کا ہمدم

دور ہو درد دلکو ہو آرام
ماہ کو ماہرو دکھا ہمدم

حال دل کیا کہیں معذور ہیں مجبور ہیں ہم
قیس سے بھی تو سوا عشق میں مشہور ہیں ہم

صاف وہ بھی نہ کہے نور سے معمور ہیں ہم
منھ پہ آئینہ کی کہتے ہو بہت دور ہیں ہم

زور زر کچھ نہیں کسطرح ہو قابو تم پر
اہل دولت ہیں نہ کچھ صاحب مقدور ہیں ہم

کوہکن ہی کو مبارک رہے یہ کوہکنی
اے پریرو ترے عاشق ہیں کہ مزدور ہیں ہم

ہوش میں آئیں کسیوقت کہ یہ کہیں ساقی
ایسی بدمست نہ اسطرح کے مخمور رہیں ہم

ختم تمپر ہے نزاکت تو نقاہت ہمپر
اودسپہ مغرور تم اس بات پہ مغرور ہیں ہم

وعدۂ وصل پہ فرقت ہی گوارا تم کو
مفت محنت کریں ایسی نہیں مزدور ہیں ہم

کیا سمجھ کر رخ پرنور چھپایا ہم سے
نہ تو موسے ہیں نہ جلوے کے لئے طور ہیں ہم

ہر شب ہجر لہو روتی ہیں آنکھیں یہاں تک
ہمسے کہتی ہیں کہ آنکھیں نہیں ناسور ہیں ہم

بتو خدا کے لئے دیر سے نکل کے تم — دکھاؤ وحشر کا آنا ذرا تو چل کے تم
لباس تنگ سے کچھ اور ہو گیا عالم — کہ حور بنگئے سانچے مین آج ڈہل کے تم
کہا یہ نوح نے طفلان اشک سی میرے — دکھانا پھر کوئی طوفان نہ یون مچلکے تم
قیامت آئیے نہ جبتبک فنا ہو ہستی — ہمیشہ وعدہ ہی کرتے رہو گل کے تم
ہو آب آب خجالت سی جام ہائے شراب — گر اپنے دیدۂ تر سے کبھی نہ چھل کے تم
بس ایک وار مین ہو جائے دلکا کام تمام — لگاؤ تیغ نگہ اسپہ یون سنبھل کے تم

ہمارا داغ جگر دیکھکر وہ کہتے ہین
ہمین تو دیجئے اے **ماہ** دل بدل کے تم

اُولجھائین دل حسینونکی زلفِ دوتا سی ہم — سودا جو مول لین تو کسیکی بلا سے ہم
اوٹھی اگر تو مٹ گئی اوٹھی اپنی جا سے ہم — کوچہ مین تیرے بیٹھ گئی نقش پا سے ہم
جوشِ جنون بہار یہ آیا برنگ گل — ہر دم ہے تنگ ہمسے قبا او رقبا سی ہم
لطفِ شب وصال مین پاسِ ادب کہان — محجوب ہین حضور کی شرم و حیا سے ہم
زلفِ دراز یار کی لکھتے ہین جب صفت — پہرون ہی اُولجھے رہتی ہین فکرِ رسا سے ہم
رندون کو جو نصیب ہی زاہد تجھے کہان — رحمت کا لطف پاتی ہین ابر و ہوا سے ہم
غربت مین جب چلی ہین کسی قافلہ کے ساتھ — کوسون ہی دُور رہ گئیے بانگِ درا سی ہم
اپنی نصیب کا ہمین ملتا ہے بے طلب — امداد چاہین کس لئیے دستِ دعا سی ہم
ہم ہین وہ سخت جان کہ نکلتی نہین ہی جان — شرمندہ روز ہوتی ہین پیکِ قضا سی ہم
مطلب نہ سلطنت نہ کرامت سی ہی ہمین — کس شئے کی التجا کرین شاہ و گدا سی ہم

بختِ سیاہ اپنی یہ کہتی ہین اے فلک
بچھلے ہوئے ہین **ماہ** یہ کالی گھٹا سے ہم

وہ ناتوان ہین نکلے اگر اپنے گھر سی ہم — مر جائین دب کی سایۂ دیوار و در سے ہم

ہو آب آب کہدین جو ناز دا سے ہم
عاصی ہین پر ہین اُمّتِ خیر البشر سے ہم

بنکر اجل وہ سامنے آئے دمِ اخیر
جنکی تلاش مین تھے یہان عمر بھر سے ہم

اے جان اِدہر اُودہر کسی پہلو نہین قرار
بیتاب ہین یہ شدّتِ دردِ جگر سے ہم

فرقت کی رات دن نے تو اندہیر کر دیا
دہوتے ہین شبِ وصال کو شمعِ سحر سے ہم

عشق کمر مین نام کو اپنا نشان رہا
عنقا کی طرح ہو گئے غائب نظر سے ہم

نورِ نظر کیطرح رہے یہ نگاہ مین
کم سمجھے طفلِ اشک نہ لختِ جگر سے ہم

تا رو سکے اپنے رونے کا کیا ماجرا کہین
اے **ماہ** ابرِ تر کیطرح برسون برسے ہم

ردیف نون

کیا کہون کیا یدِ قدرت تیری کر دیتے ہین
خاک کی پُتلی کو یہ نور سے بھر دیتی ہین

اشک بیتابیِ دلکی جو خبر دیتے ہین
ہم اُنھین نذر مین یہ دیدۂ تر دیتے ہین

بند شیشہ مین پری سحر سے کر دیتی ہین
دمِ قیامت کی فرشتون کو بشر دیتے ہین

شوق پرواز مین پھڑکاتے ہین بسمل سا مجھے
اور ایذا قفسِ تنگ مین پر دیتے ہین

میرے پیرو ہین جو عشاق رہِ الفت مین
وہ ہی نقشِ قدمِ یار پہ سر دیتے ہین

صدقے اون دستِ کرم پر ہو نہین ای بندہ نواز
میرا دامن گلِ مقصد سے جو بھر دیتے ہین

کسطرح سے نہ ہین محو تماشا آنکھین
لطف گلزارِ جنان زخمِ جگر دیتے ہین

اثرِ صحبتِ ارباب صفا ہے ظاہر
آبرو بطن صدف کو یہ گہر دیتے ہین

خوابِ غفلت مین شبِ عیش نکھو ای غافل
سُن لے آوازیہ مرغانِ سحر دیتے ہین

ہو لے اب وہ کہان بادیہ پیمائی کی
فکر و تشویش اوٹھاتی نہین سر دیتے ہین

باغ عالم میں وہ بلبل ہوں کہ نالے میرے
مرغ بسمل دل صیاد کو کر دیتے ہیں

مہوشو ہوئینگی کیا وہ ید قدرت نازک
تمکو جو بال سے باریک کمر دیتے ہیں

لیکے جاتا ہے کبوتر جو ہمارا نامہ
ذبح بھی کرتے ہیں اور پر بھی کتر دیتے ہیں

اپنا اپنا ہے یہ مقسوم کہ قسام ازل
ایک کو خاک نہیں ایک کو زر دیتے ہیں

گاہ ہستی کا گماں گاہ عدم کا ہے خیال
خوب دھوکے مجھے مضمون کمر دیتے ہیں

جوش طوفاں کی حقیقت نہیں میرے آگے
تجھکو یہ چھینٹے عبث اے دیدۂ تر دیتے ہیں

لو خبردار رہو ہوتا ہے طوفاں برپا
یہ خبر مجھکو مرے دیدۂ تر دیتے ہیں

پانوں مقتل سے ہمارے نہ ہٹینگے قاتل
مرد وہ ہوتے ہیں جو بات پہ سر دیتے ہیں

رنج سے کٹتی ہے مایوس طبیعت اے ماہ
دل میں ہم اپنی خوشی سے اسے گھر دیتے ہیں

کسی کا بار طبیعت میں خاکسار نہیں
غبار دیدۂ مردم مرا غبار نہیں

وہ شیر بیشہ نہیں آہوئے تتار نہیں
تمہارے چشم غزالی کا جو شکار نہیں

شکیب و صبر نہیں دلکو اب قرار نہیں
کسی پہ جبر کریں ہم یہ اختیار نہیں

نسیم صبح سے اوس گل کو کب غبار نہیں
ہوا کے گھوڑے پہ کس روز وہ سوار نہیں

تمہاری بات کا بندے کو اعتبار نہیں
کہ ایک ہاں کی ہے شامل کئی ہزار نہیں

ہماری آبلہ پائی کی داستاں رہتی
ہزار حیف کہ گویا زبان خار نہیں

نہ آئے ہوش میں مخمور بادۂ الفت
یہ وہ نشہ ہے کہ جسکا کبھی اوتار نہیں

ہنوز موسم گل ہے نہ جوش وحشت ہے
ابھی تو جامہ دری کی جنوں بہار نہیں

غم و ملال کو جا دوں کہ درد الفت کو
ہے ایک دل مرے پہلو میں تین چار نہیں

عمارت تن خاکی ہے گرد باد فنا
بنائے ہستی موہوم پائدار نہیں

اوسی کے دم سے ہزاروں شگوفے کھلتے ہیں
وہ گل نہیں ہے تو گلشن میں کچھ بہار نہیں

تمونکو چاہیئے آتش مزاجی برق وشی
وہ سنگ خاک ہی جس سنگ مین شرار نہین

جنو نمین دست جنون کا نہ کوئی شغل رہا
ہمارے جیب وگریبان مین ایک تار نہین

سحر ہوئی تو سحر ہوگئی قیامت کی
درازئے شب ہجران کو اختصار نہین

فروغ داغ دل **ماہ** ہوگا بعد فنا
یہ غم نہین کہ چراغ سر مزار نہین

طوق گردن مین ہے پانوٗن ہین زنجیر مین
سلسلہ وحشت کا یون لکھا ہی تقدیر مین

دوست دشمن ہوگئے عشق بت بے پیر مین
دل ہے میرے فکر مین مین دلکی ہون تدبیر مین

الفت صیاد وجذب شوق کہتے ہین اسے
دل ہمارا چھد کے پیکان بنگیا ہے تیر مین

ہجر جانانمین ہوئی ہی زندگی ایسی وبال
دم نکلتا ہے ہمارا موت کی تاخیر مین

ہر قدم پر شور محشر کیون نہ میرے ساتھ ہو
ہے صدائے صور اپنے نالۂ زنجیر مین

یہ دعا ہے جائے سنگ وخشت یارب صرف ہون
ڈھیلے ان آنکھونکے قصر یار کی تعمیر مین

سر زمین کوئے جانانمین بنا میرا مزار
آگیا فردوس کا طبقہ میری جاگیر مین

صحبت تیرہ درون رکھتے نہین روشن ضمیر
شمع ہے فانوس مین گل کی جگہ گلگیر مین

کیا میرے نالون کو روکے گا یہ چرخ کوژپشت
فرق ہے تیر وکمان کا ہر جوان وپیر مین

میرے گردن پر چلی رک رک کے کس انداز سے
ناز تیرا آگیا قاتل تری شمشیر مین

عالم اسباب مین دونو رہی محتاج تاج
فرق کیا فرق گدا و فرق عالمگیر مین

وصل مین اوس سے لپٹ کر میری یہ صورت ہوئی
جڑ دیا ہو آئینہ جیسے کسی تصویر مین

نامہ بر بیکار ہے لکھنا اوسی مکتوب عشق
اضطراب دلکی صورت جب نہو تحریر مین

حسرت دیدار نکلی سامنا تیرا ہوا
لطف کیا حاصل گنہگارونکو ہے تقصیر مین

ہر مہینے داغ دل دینے سے تیرے ایفلک
نقص کچھ آتا نہین ہے **ماہ** کی تنویر مین

فکر ملبوس یہ غافل ہمہ تن رکھتے ہین
موت بھولے ہوئی کب یاد کفن رکھتی ہین

بت بھی نایاب ہر ایک عضو بدن رکھتے ہین
یہ کمر نام کو کہنے کو دہن رکھتے ہین

گھر مین ایذا ہو جنھین رنج سفر سے دونی
ایسی غربت زدہ کب یاد وطن رکھتی ہین

اے فلک خلعت زرتار جو کل پہنے تھی
آج وہ زیر زمین تن یہ کفن رکھتے ہین

جلنے مرنے کو جو اس دار فنا مین آئے
شمع سان وہ نہین پروائے کفن رکھتی ہین

فرق کچھ منعم و مفلس مین نہین آخرکار
ایک سا شاہ و گدا دو نو کفن رکھتے ہین

کرتے ہین یار طریقت بھی کنارہ ہمسے
دشت غربت مین جو ہم حب وطن رکھتی ہین

آپ جو کہتے ہین چپ بیٹھی ہوئی سنتی ہین
ہم زبان رکھتے ہین گویا نہ دہن رکھتے ہین

مین وہ مجنون ہون اسیری ہی رہائی جسکو
خبطی دیوانے ہین جو طوق و رسن رکھتی ہین

دہن یار کو کس بات سے ثابت سمجھے
فکر یہ آٹھ پہر اہل سخن رکھتے ہین

طاق مینخانہ بھوین شیشی نشیلی آنکھین
خوب صورت یہ حسین توبہ شکن رکھتے ہین

جور صیاد اوٹھائینگے یہ بفصل گل مین
آشیان باغ مین کیون مرغ چمن رکھتی ہین

جس کسی دلکو تری آنکھون نی تاکا مارا
کیسی جادو کی نگاہین یہ ہرن رکھتی ہین

وہ حسین آپسے بگڑا ہوا کرتے ہین بناؤ
زیب و زینت مین جو بیساختہ پن رکھتی ہین

جو اوتری ہے ترے جسم سی میلی پوشاک
رنگ و بو داسکی یہ نسرین و سمن رکھتے ہین

یہ ہے پیری مین جوانی کی نشانی باقی
ماہ ہم دلمین جو اک داغ کہن رکھتے ہین

دلسے قریں ہین آنکھ سے ہرچند دور ہین
پیش نظر ہین وہ تو ہمارے حضور ہین

اونکو فروغ حسن کے زیبا غرور ہین
شفاف ہاتھ پانون نہین شمع طور ہین

بزم جہانکی عیش یہ ہمکو نظر نہین
آنکھون مین اپنے بادۂ غم کے سرور ہین

مولا کریم ہے تو غلامون کو ڈر نہین
عاصی تمام بندۂ رب غفور ہین

صبحِ وصال ہوئیگی اک دن شبِ فراق — بیکار اضطراب دلِ ناصبور ہین
صحبت کا کچھ مزا نہ رہا تیری بزم مین — جو پاس بیٹھتے تھے وہ اب دُور دُور ہین
نظرین چُرا کے غیر کیجانب نہ دیکھئے — آنکھین ہی دیکھ رہی ہین جو دلمین فتور ہین

انسان و حور مین ہے زمین آسمان کا فرق
اے **ماہ** ہمسے دُور وہ ہم اونسے دور ہین

مجھ سوختہ جگر سا بھی روشن بیان نہین — گویا زبان شمع ہے میری زبان نہین
وہ جنس بے ثبات ہے یہ جنسِ کائنات — سودو مین جسکے سُود سوائے زیان نہین
کس سے بیان کرون دلِ پر غم کی داستان — اپنا کوئی شفیق نہین مہربان نہین
پیر فلک نے کس کو ملایا نہ خاک مین — کسدن زمین نے کھائی ہین خوش رو جوان نہین
آگاہ ہے خدا کہ سوا حمد و شکر کے — شکوہ کیا اسطے میری گویا زبان نہین
کندہ ہوا کبھی نہ مرے اسم کا نگین — وہ بے نشان ہون نام کو جسکا نشان نہین
کیونکر نہ کھینچے یہ دل تیری زلفونکے پیچ سے — اک ناتوان ضعیف ہے کچھ پہلوان نہین
تصویر ضعف کی ہون سراپا مین ناتوان — جز کاغذی بدن مین مرے استخوان نہین
اُوس زندگی سرور مین ہٹی خراب ہے — جسکو حصول بیعت پیر مغان نہین
تیرنگیونسے گلشن ہستی کی یہ کھلا — گلچین باغ کوئی بجز باغبان نہین
جورِ فلک سے بچکے کہو جائے کہان — وہ کون سی زمین ہے جہان آسمان نہین

داغ جگر گواہ میرے دردِ دل کے ہین
اے **ماہ** مجھکو حاجتِ آہ و فغان نہین

چلئے چمن سے سیر کو فصلِ بہار مین — نرگس کی آنکھین لگی ہین انتظار مین
نشئے کے سُرخ ڈورے نہین چشمِ یار مین — صیاد خود شکار ہین شوقِ شکار مین
دندانِ صاف مین نہین لختین مسی کی ہین — نیلم جڑے ہین یہ گہر آبدار مین

اپنی کہے کچھ اونکی بھی سن سے شب وصال
اتنا کہان قرار دل بیقرار مین ہے

کیا کیا سرور وصل کے سامان بیان کرون
ساقی بغل مین شیشہ مے تھا کنار مین ہے

بیواسطہ زمین کی بھی مٹی خراب کی ہے
یارون نے کیون رکھا مرا مردہ مزار مین

صیاد و باغبان کے باہم اتحاد ہے
بلبل نہ گل کھلے کوئی فصل بہار مین

کحل البصر ہے مردم بینا کے واسطے
دیکھو تو کیا صفائی ہے میرے غبار مین

اے جذب شوق تیری جگہ دل مین چاہئے
ہر وقت دلربا ہے ہمارے کنار مین

جور فلک کا **ماہ** گلا آج سے ہے نہین
برسون سے ہو نمین گردش لیل و نہار مین

ازل سے برق وشوق پر نثار ہم بھی ہین
لئے بغل مین دل بیقرار ہم بھی ہین

مثال نقش قدم خاکسار ہم بھی ہین
جو بیٹھ کر نہ اوٹھے وہ غبار ہم بھی ہین

زمین سے بحث یہ ہر چشم منتظر کی ہے
کسیکی فرش رہ انتظار ہم بھی ہین

برنگ نکہت گل فرط ناتوانی سے ہے
ہوا کے گھوڑ ونپہ ہر دم سوار ہم بھی ہین

تمھارے گیسوِ عنبر فشانکی سودے مین
خطا سے عازم ملک تتار ہم بھی ہین

مثال شمع ہین بزم نشاط مین گریان
جہان ہنسی ہے وہان اشکبار ہم بھی ہین

تمھارے طالب دیدار سیکڑون ہین جہان
وہین شمار مین روزِ شمار ہم بھی ہین

تمھارا وعدۂ دیدار حشر پر ٹھہرا
قیامت آنیکی امیدوار ہم بھی ہین

فروغ مجلس ماتم نہ کیون ہو دم اپنا
کہ دل جلون کے چراغ مزار ہم بھی ہین

ہوا نہ گردش گردون سے **ماہ** چھٹکارا
اسیر گردش لیل و نہار ہم بھی ہین

یہ خلش روز کی ہر دم کا خلل جائے کہین
دم نکلتا ہے اگر تن سے نکل جائے کہین

شل ہوئے سر انقرا کوئی چل جائے کہین
آرزوئے دل مشتاق نکل جائے کہین

وہ جو بگڑا تو مری جان پہ بن جائے گی
دل نہیں ہے جو سنبھالے سے سنبھل جائے کہین

اپنے کوچہ مین مجھے دیکھ کے فرماتی ہین
کیون اجل آئی ہے کبھی کوئی ٹل جائے کہین

عرش ہل جائے زمانہ تہ و بالا ہو جائے
دل بیتاب سے نالہ جو نکل جائے کہین

دل بتونکے مری فریاد سے یارب ہون گداز
سنگ بھی موم کے مانند پگھل جائے کہین

ابر آیا ہے ہوا چلتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی
مےکشو دور مے ناب بھی چل جائے کہین

ضبط فریاد نے کیا اپنا گلا گھوٹا ہے
دم نکل جائے جو اُف منھ سے نکل جائے کہین

ہر شب وصل بڑھی ہجر کی شب روز گھٹے
ماہ یون رنگ زمانی کا بدل جائے کہین

نقد دل ہے ہاتھ پر ہر دم تلاش یار مین
مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین

صورت موسیٰ نہ حجت کیجئے دیدار مین
سامنا ہوتا ہے آخر فائدہ تکرار مین

گھر ہے مجھ وحشی کا دشت قیس سے بھی ہولناک
ہائے کیا وحشت بھری ہے ہر در و دیوار مین

التفات انکا ہے عاشق کو غضب کا سامنا
شان ہے قہر الٰہی کی بتون کے پیار مین

آبلہ پائی پہ میرے خوب رویا پھوٹ کر
پاؤن جب مجنون نے رکھا وادی پرخار مین

مذہب شیخ و برہمن کا بھی عقدہ کھل گیا
انکی دل کی یہ گرہ ہے سبحہ و زنار مین

صحبت ادنیٰ سے اعلیٰ کو نہین ہوتا ضرر
ایکدن چاک قبائے گل نہ الجھا خار مین

اسطرح ہر دم خیال یار رہتا ہے مجھے
زندگی کا سوچ ہو جیسے دل بیمار مین

ماہ نے گردش سے ثابت کر دیا سیارونکی
جائے آسائش نہین اس گنبد دوار مین

کس روز دل پہ ہوتا ہے قابو خبر نہین
آباد کب ہو یار سے پہلو خبر نہین

احوال میرے دل کا ترا جی ہے جانتا
مرتا ہون درد ہجر سے کیا تو خبر نہین

بنتا ہے آپ آپ بگڑتا ہے بے سبب
کیسا مزاج یار ہے کیا جو خبر نہین

اللہ جانے درد ہے کیون دل مین ای صنم
کیون چشم تر سے بہتے ہین آنسو خبر نہین

باغ جہان مین صورت بلبل ہون نوحہ گر
نالے سُنے گا کونسا گل و خبر نہین

ایدل ستم ہوا جو بھوین تانین یار نے
کس کاٹ کی ہین خنجر ابرو خبر نہین

آنکھون مین اشک لب پہ فغان دل پہ داغ ہین
اے **ماہ** اپنے حال سے کیا تو خبر نہین

ہم خوب لگاوٹ کی نظر دیکھ رہے ہین
مشغول کدہر ہین وہ کدہر دیکھ رہی ہین

در د شب فرقت سے نہین زیست کی امید
کسطرح سے ہوتی ہے سحر دیکھ رہے ہین

کیا فصل بہاری کی پھر آمد ہوئی صیاد
مرغان گرفتار جو پر دیکھ رہے ہین

اوس ناوک مژگان کا نشانہ کرین کسکو
اس فکر مین دل اور جگر دیکھ رہے ہین

جو کچھ کہ نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے وہ دیکھا
دریا سے روان دیدۂ تر دیکھ رہے ہین

نکلو در دولت سے کہ مشتاق تمھارے
پہرو لنے کھڑے جانب در دیکھ رہے ہین

اوس بت کو خدایا نظر بد سے بچانا
سب کافر و دیندار ادہر دیکھ رہے ہین

درد و الم و آہ و فغان حسرت و حرمان
یہ نخل محبت کے ثمر دیکھ رہے ہین

اڑتے ہوئے ہم دیکھکے مرغان چمن کو
کیا حسرت پرواز مین پر دیکھ رہے ہین

یہ فائدہ حاصل ہے محبت مین تمھارے
ہر روز دل و جان کا ضرر دیکھ رہے ہین

کسطرح سے آخر ہو شب وصل الٰہی
کب آئے قیامت کی سحر دیکھ رہے ہین

الفت مین ترے داغ اوٹھائے ہین کہانتک
ہم **ماہ** کا دل اور جگر دیکھ رہے ہین

غم ہمین دیکر نہون خورم زمین و آسمان
ایک کر دینگے کسیدن ہم زمین و آسمان

مجھ پریشان کو جو دینگے غم زمین و آسمان
ہونگے خود درہم و برہم زمین و آسمان

ہین وہ نالان عجب اکثر نالہ ہائے دل مرے
زلزلہ مین لائے ہین پیہم زمین و آسمان

ہر شب ہے مبتلائے گردش لیل و نہار
ہین عدو پھر بھی آدم زمین و آسمان

انمین ہوئیگی نہین گنجائش طوفان اشک
دیکھ لے دیدۂ پرنم زمین و آسمان

تو وہ قادر ہے کہ تیری گلشن ایجاد مین
ہین مثال قطرۂ شبنم زمین و آسمان

ماہ ملتا گر کوئی روشندلی کا قدردان
طے نہ کرتا نیر اعظم زمین و آسمان

کالیان دینے کی خو اچھی نہین
دیکھئے یہ گفتگو اچھی نہین

دیدہ و دل مین بجز دیدار یار
اور کوئی آرزو اچھی نہین

گل کو کیا نسبت ترے رخسار سے
رنگ پھیکا اور بو اچھی نہین

درد و غم رنج والم سب خوب ہین
حسرت دل ایک تو اچھی نہین

قلقل مینا سے مستی کیون نہو
کب صدائے خوش گلو اچھی نہین

جوش گریہ سے ہوئین آنکھین سفید
عاشقی مین آبرو اچھی نہین

چشم و دل دونو اگر کمظرف ہین
صحبت جام و سبو اچھی نہین

رات دن اوسکے لئے چکر مین ہو
ماہ ایسی جستجو اچھی نہین

کوئی میرے دل شیدا کی خبر ہے کہ نہین
تمپہ جو مرتا ہے اوسپر بھی نظر ہے کہ نہین

غیر سے بولے مجھے دیکھ کے در پر اپنے
اس سے پوچھے کوئی تیرا کہین گھر ہے کہ نہین

رات کٹتی نہین اندھیر ہے بڑھتا جاتا
یا الٰہی شب فرقت کی سحر ہے کہ نہین

عالم الغیب ہے اللہ مین پوچھون کیونکر
ان حسینون کے سراپا مین کمر ہے کہ نہین

گریۂ عاشق ناشاد پہ ہنس دیتے ہو
اے بتو کچھ تمھین اللہ کا ڈر ہے کہ نہین

انکا گھبرا کے شب وصل یہ کہنا بار بار
دیکھنا گردون پہ سپیدۂ سحر ہے کہ نہین

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ فرماتے ہین
بتا دے ہمین اب درد جگر ہے کہ نہین

جیب گل دہجیان کرتی ہی فغان بلبل ۔ نالۂ دل مین اس عاشق کی اثر ہی کہ نہین

گردش چرخ سے مانا نہین دم بھر آرام
روز دو پیش مجھے ماہ سفر ہی کہ نہین

ردیف نون ہا

روتے ہین لہو دیدۂ تر دیکھیے کیا ہو ۔ دل آئے کہ اشکو نہین جگر دیکھیے کیا ہو
سوتے ہین ہو کسطرح بسر دیکھیے کیا ہو ۔ تقدیر کی کسکو ہے خبر دیکھیے کیا ہو
پہلو سے دونون ہدف تیر نگہ ہون ۔ اوس چشم کو منظور نظر دیکھیے کیا ہو
تا لو سے زبان لگتی نہین مرغ چمن کی ۔ کانو نسے ہین بھرے گل تر دیکھیے کیا ہو
کسطرح گذرتی ہے شب و روز جدائی ۔ ہے فکر یہ ہی آٹھ پہر دیکھیے کیا ہو

ہو اختر طالع کہ چراغ سر مدفن
اے ماہ سرا داغ جگر دیکھیے کیا ہو

جہانمین حشر کیدن تک کبھی سحر بھی نہو ۔ طوالت شب ہجران جو مختصر بھی نہو
شب وصال وہ کس ناز سے یہ کہتی ہین ۔ ملاپ کیا ہے جو تکرار دو پہر بھی نہو
جو روؤن درد جگر سے مین یار کی آگے ۔ تو نازاو سکو سکھاؤ کہ تو خبر بھی نہو
ہمارے نالۂ دل کی بھی کچھ سنی تاثیر ۔ جو پہونچے کان تک اونکی تو کچھ اثر بھی نہو
خدا جو دے تو اوڑا دے یہ دولت دنیا ۔ گلون کیطرح سے مٹھی مین بند زر بھی نہو
نہ رکھے شعلہ مزاجی جو بت وہ پتھر ہے ۔ وہ سنگ خاک ہی جس سنگ مین شرر بھی نہو
مسافران عدم کو ہے کیا کڑی منزل ۔ نہ گذرین جلنسے تو اس راہ مین گذر بھی نہو

کمال سے ہے زوال آپکا بہت مشہور
جہانمین تمسا کوئی ماہ نام ور بھی نہو

وہ ماہ مین نہین جو ماہ سے ہلال بھی ہو / زوال جب ہو کہ مجھ مین کوئی کمال بھی ہو
سرور رنج سے ایذا سے دلکو راحت ہے / مین خوش ہون مجھپہ ہجوم غم و ملال بھی ہو
اگر ہزار کرے موشگافیان شانہ / تمھارے زلف کا سیدہا نہ ایک بال بھی ہو
کہین جو آپکو یوسف تو کیا عجب اسکا / خدا کے فضل سے کمسن بھی خوشجمال بھی ہو
جہان مین ہوتی ہے شہرت سخی کی سائل سے / کریم تو ہے تو پورا مرا سوال بھی ہو
دل حزین سے سرے لاکھ دل فدا میر / عزیز ہو وہ میری جان جو نہال بھی ہو
بتون کو سجدہ کرین شیخ جی خدا سمجھین / جو انکو بندہ نوازی کا کچھ خیال بھی ہو

عجب لطف ہے مقطع ہے **ماہ** کا مطلع
کمال ہوگا نہ زائل اگر زوال بھی ہو

دشمنی زیست سے ہو موت سے یارانہ ہو / اے پری تجھپہ جو شیدا ہو وہ دیوانہ ہو
وصل کی رات کوئی شمع نہ پروانہ ہو / دور اس گھر سے جو ہو یار سے بیگانہ ہو
دور ساغر سے نہ خالی کوئی میخانہ ہو / شیشۂ مے کبھی ٹوٹے بھی تو پیمانہ ہو
جذب دل کھینچکے دلدار کو لا مجھ تک / گھر فقیرون کے کہے حسن تو شاہانہ ہو
آبرو دون نہ کبھی نعمت دنیا کے لئے / منھ لگاؤن نہین موتی کا اگر دانہ ہو
لایق دید ہے وہ بزم مین میخوارونکی / جو تری چشم سیہ مست کا دیوانہ ہو
جو کرے ہمسے محبت وہ عزیز جان ہے / اسمین اپنا ہو کوئی یا کوئی بیگانہ ہو
آنکھ سے تیرے کوئی آنکھ ملائے پیچھے / پہلے دل اس نگہ مار کا نذرانہ ہو
تیرے سودائی کو سمجھاتا ہی مجھکو ڈر ہے / بکتے بکتے کہین ناصح بھی نہ دیوانہ ہو
اپنا جھوٹا جو پلا دے مجھے ساغر ساقی / مے عشرت سے لبالب میرا پیمانہ ہو
کوچۂ یار سے دلچسپ نہین جا کوئی / باغ جنت ہو کہ کعبہ ہو کہ بت خانہ ہو
واعظو تمنے کیا ہی جسے جنت مشہور / قصر دلدار کا شائد وہ جلو خانہ ہو

ماہ وہ مہر لقا ہووے خود اپنا مہمان
غیرت برج شرف مہرایہ کاشانہ ہو

اسیر دام کر دایا چھوڑا کر آستان ہمکو / کہان سے آب و دانہ کھینچکر لایا کہان ہمکو
ہوا جب عالم پیری مین عشق نوجوان ہمکو / نئے دشمن نظر آئے برائے مہربان ہمکو
ازل سے عاشق و معشوق مین اتنا تفاوت ہے / جو اونکو رنگ گل بخشا تو رنگ زعفران ہمکو
عدم کے جانیوالی ہائے کس حسرت سی کہتی ہین / اکیلا چھوڑے جاتی ہین کہان روح روان ہمکو
ہر ایک عضو بدن نالان ہے اپنی خستہ حالی پر / شکست دل کی دیتا ہے صدا ہر استخوان ہمکو
زمین مین دب گئی ہین مالک روئی زمین لاکھون / فلک نے نامیو نکا یون بتایا ہے نشان ہمکو

ہوا سودا اسکے سر مین جو سیر دشت غربت کا
پنہائی پانؤن مین حب وطن نے بیڑیان ہمکو

دیکھون ہر دم تیرا دیدار تو کیا اچھا ہو / سہل ہو صورت دشوار تو کیا اچھا ہو
نہ ہنسی دیکھ کے اغیار تو کیا اچھا ہو / پھوٹین یہ دیدۂ خونبار تو کیا اچھا ہو
یار اپنا ہو وہ اغیار تو کیا اچھا ہو / کر دے مجبور کو مختار تو کیا اچھا ہو
کوئی عالم مین نہ گاہک ہو کسی یوسف کا / بند ہو حسن کا بازار تو کیا اچھا ہو
سنکے صیاد اسیران قفس کی نالے / چھوڑے ہر مرغ گرفتار تو کیا اچھا ہو
قد موزون پہ کرو سرو چمن کو عاشق / ہو یہ آزاد گرفتار تو کیا اچھا ہو
گو رہی گالونپہ تیرے سبزۂ خط ہو پیدا / نکلی کافور سے زنگار تو کیا اچھا ہو
سخت جانی نے مجھے سخت کیا ہے مجبور / روح قالب سی ہو بیزار تو کیا اچھا ہو
دیر و کعبہ مین نظر آتا ہے جلوہ تیرا / ایک ہون کافر و دیندار تو کیا اچھا ہو
شیخ ہوئے کہین اوس بت کا برہمن یارب / سبحہ ہو رشتۂ زنار تو کیا اچھا ہو
نگہہ طالب دیدار سے رخنے پڑکر / در بنے روزن دیوار تو کیا اچھا ہو

آؤ بیتابیٔ دل کا مری نقشا دیکھو
منھ کو آیا ہے تڑپ کر یہ کلیجا دیکھو

کیا ہوا عشق مین اور ہوتا ہی کیا کیا دیکھو
اور اے ماہ اس عالم کا تماشا دیکھو

کیا کہون کیسی خرابی مین ہی ڈالا دل نے
روز ایک داغ اوٹھاتا ہی یہ یارا دیکھو

وصل کی رات ہی اب کچھ نہ چھپاؤ ہمسے
کوئی محرم سے نہین کرتا ہے پردا دیکھو

نگہ ناز کے مشتاق ہین قدسی کیا کیا
آنکھ اوٹھا کر تو سوئے عالم بالا دیکھو

ایکدم بھی نہین تھمتا کبھی آنسو اپنا
جاری آنکھونسے رہا کرتا ہی دریا دیکھو

وصل کی رات لپٹ کر مجھے سو رہنے دو
حشر لائے نہ کہین وعدۂ فردا دیکھو

بے حجاب اونکو کیا لذت مے نے کیسا
اوٹھ گیا آنکھ سے کیا شرم کا پردا دیکھو

اونکو چھیڑا جو شب وصل بگڑ کر بولے
حق مین اپنے یہ برا کرتے ہو اچھا دیکھو

اب ہی دارا نہ سکندر نہ فریدون باقی
کسکا دنیا مین ہمیشہ ہے اجارا دیکھو

جائے شادی ہے یہ دنیا نہ محل آرام
حال جمشید سنو قصۂ کسرا دیکھو

اب بھی لاکھون ہین خریدار ہزارون یوسف
اسی بازار مین سب کچھ ہے مہیا دیکھو

ماہ اپنا دل شفاف ہے کیسا روشن
ہفت کشور مین ہے اک داغ کا جلوا دیکھو

کسکو ہے یقین وعدۂ فردا ابھی وفا ہو
مر جاؤن کہ زندہ رہون کل دیکھئے کیا ہو

پتھر سے بھی بدتر ہے دل سخت جہا مین
بے رحم ہے کس کام کا بت ہو کہ خدا ہو

گل چاک گریبان ہون نہ کسطرح چمن مین
گلشن مین کھلا جب کہ ترا بند قبا ہو

آنا ہی تو آؤ نہین ہم جاتے ہین جانسے
آخر تو جدائی ہے مگر ملکے جدا ہو

تم بال کھلے بام پہ جاؤ نہ سر شام
کوئی دل دیوانہ نہ پابند بلا ہو

کیا شکوہ صیاد کریں کنج قفس میں
ثابت قدمی معرکۂ عشق میں دیکھی
اک عید ہے وہ دن بھی جو قسمت مجھے دکھلائے

جب ذوق اسیری مری قسمت میں لکھا ہو
آجائے مرے سامنے جو اہل وفا ہو
قاتل تری شمشیر ہو اور میرا گلا ہو

یہ سینۂ بے کینہ کدورت سے بری ہے
داغوں سے دلِ ماہ کو کیونکر نہ ضیا ہو

جو بے نیاز ہو تو کہو اوس سے کیا ہو
بے لطف زندگی ہے جو خوف قضا نہو
زاہد عبث ہی مدح شراب طہور کی
ہر دم خیال خیر البشر کو ضرور ہے
اس وقت بے سبب تو مجھے کوستے نہیں
دشمن کے دوست کی نہ کبھی یاد بھولئے
جو کچھ ہوا وہ شومئ تقدیر سے ہوا
مجھسے جو حال پوچھو دل بیقرار کا

دل سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بت خدا نہو
وہ دل نہیں کہ درد کا جسکو مزہ نہو
دھوکوں سے تیرے رند کوئی پارسا نہو
لب پر سوائے شکر کسیکا گلا نہو
پہونچی درِ قبول پہ میری دعا نہو
اچھا برا سمجھئے تو ہرگز خطا نہو
یارب سرے گناہ کی مجھکو سزا نہو
قصہ میں وہ سناؤں کبھی جو سنا نہو

جس روز تمکو غیر سے فرصت ہوائی تم
ماہ اک بات تمسے کہے گر خفا نہو

دیکھی جو زاہد رند و نمین تو دختِ رز کی آنکھوں
پھرتے ہیں باحال پریشان خبطی اور سودائی
خاکمیں کسکو ملاؤگے ان نیچی نیچی نظروں سے
لاکھوں جانیں جائینگی ان لعلوں کی آرائش میں
تیرا تصور دلمیں کرکے وصل کا لطف اٹھاتا ہوں

دلمیں جگہہ دی شیشی کو اور آنکھہ میں پیمانیکو
سر پہ بلائیں لیں ہیں ہمنے زلف میں دل الجھانیکو
شوخی شرارت ناز ہے بھولا دیکھو اس شرمانیکو
بال برابر صدمہ پہونچا جسدم میری شانیکو
شکل یہ ڈھونڈی ہے اب ہجر میں جی بہلانیکو

ماہ کی حالت پوچھتی کیا ہو ہجر میں اک مہ پارہ کی

خون جگر ہے پینے کو اور داغ ملا ہی کھانیکو

نہ پوچھا یہ کسی نے کیون تڑپتی آہ کرتے ہو
کوئی ہمسے نہین کہتا کہ جیتی ہو کہ مرتے ہو

رُخ پر نور ہے شعلہ بھبھوکا مارے غصہ کے
پری بن جاتا ہے نقشہ بگڑ کر کیا سنورتے ہو

مجھے بیتاب بے دل کھینچ لائے آپکی در تک
خطا ہے دوسرے کی اور تہمت مجھپہ دہرتے ہو

کہان کا قصد ہے اور قتل کا کسکی ارادہ ہے
کہ مہدی ملتے ہو سرمہ لگاتی ہو نکھرتے ہو

کوئی مردہ کبھی زندہ کیا تو نام ہے اوسکی
مسیحا سے ذرا پوچھو کہ تم دم کسکا بھرتے ہو

جنون نہین پست ہونے کے یہ ہر خار صحرا سے
سرے پاؤن کے چھالو کس لئے اتنا اوبھرتے ہو

روا رکھا ستم کیون اس غضب کا آپنے صیاد
کہ مرغان قفس کے پر کتر کے ذبح کرتی ہو

نگاہ یار مین گھر کرکے تکتے ہو حسینو نکو
فلک پر **ماہ** چڑھکر کیون گاہونسی او ترتے ہو

ذکر اس دہن کمر کا ترے غائبانہ ہو
اچھا ہے پھر جو مشغلہ شاعرانہ ہو

قسمت سے اپنی ایسا موافق زمانہ ہو
میری جبین ہو اور ترا آستانہ ہو

اندھیر ہو جہان مین پریشان زمانہ ہو
سرمہ اون انکھڑیون مین ہو زلفون مین شانہ ہو

آجائین اُن بتون کو جو بندہ نوازیان
ہر دہیر مین خدائی کا اک کارخانہ ہو

دل سے اگر سنین کبھی صیاد و باغبان
بلبل کی داستان ہی گلون کا فسانہ ہو

وہ نالہ کش ہون درد سے نالہ اگر کرون
ماتم کا شور غلغلۂ شادیانہ ہو

وہ رند بادہ نوش ہون تربت پہ بعد مرگ
بن بن کے ابر رحمت حق شامیانہ ہو

وہ بلبل قفس وہ اسیر محن ہون مین
آنسو کی بوند جسکے لئے آب و دانہ ہو

وقت زوال عمر دکھائے فلک مجھے
اے **ماہ** جب کمال کا حاصل زمانہ ہو

عاشق بت کیطرح سوئے خدا مائل تو ہو
واعظو کیا بات ہے ایسا تمھارا دل تو ہو

ملے کسی صورت سے رہ کوچۂ قاتل ہتو تو
جانسے جائین کہ آخر عشق کی منزل تو ہو

بے نیازی کا ترے بندہ کسیکا دل تو ہو
اے بت کم سن خدائی کے ذرا قابل تو ہو

عید کا دن ہے خوشی تم گلے میرے ملو
ایکدم تسکین دل بیتاب کو حاصل تو ہو

موت بہتر ہے مجھے جینے سے ہجر یار مین
جان دینا سہل ہے آسان مری مشکل تو ہو

سنکے حال دل مرا کہنے لگے منہ پھیر کے
بات اوس سے کیجئے جو بات کے قابل تو ہو

اے حسینو حسن مین کچھ تو ملاحت چاہیئے
گورے گورے عارضون پر عارضی اک تل تو ہو

دو جہان سے ہے سوا شان کرم میرے کریم
پر یہ بندہ بخشش کونین کے قابل تو ہو

بے نیازی کیلئے بندہ نوازی چاہیئے
ورنہ تمکو اے بتو دعوئے باطل تو ہو

جستجوے یار مین دو دن نہ ثابت رہ سکا
عشق بازی کے لئے اے ماہ ہو کامل تو ہو

ردیف ہائے ہوز

اوس منہ سے پھول جھڑتے ہین طرز بیان کے ساتھ
بلبل یہ گل کھلے نہ تری داستان کے ساتھ

یارب چمن مین ہر گل و بلبل کی خیر ہو
صیاد کو ہے ربط بہت باغبان کے ساتھ

تیر نگاہ یار مین دل چھد کے رہ گیا
کیا انس میری جانکو تھا اس میہمان کے ساتھ

ہو خاک جس نگین پہ مرا نام کھود کے
یہ دشمنی ہے نام کو اپنے نشان کے ساتھ

ہر رند میکدہ ہے تری تاک جھانک مین
اے دخت رز نہ جا کہین پیر مغان کے ساتھ

پاپوش یار مین جو روپہلی کرن ٹکی
دو چاند دو طرف تھے عیان کہکشان کے ساتھ

ملتی ہے مجھکو دختر رز بے طلب کئے
جاتا ہون میکدہ کو جو پیر مغان کے ساتھ

موباف زرد مین ہے جو چوٹی عرق عرق
لو عطر مشک کھینچ لگا زعفران کے ساتھ

پردہ ڈھکا رہیگا مری چشم زار کا
جب تک قبائے پوست ہے استخوان کے ساتھ

اشکوں کے ساتھ آئی ہیں آنکھوں سے لخت دل
لائے کہ پھول بہتے ہیں آب روان کے ساتھ

مشق خرام ناز ہے کس بت کو اے خدا
شور نشور اوٹھتا ہے جو الانکے ساتھ

مرنیکے بعد بھی ہیں ہرے زخم دل ہرے
لطفِ بہار آتا ہے اسجا خزانکے ساتھ

پا در رکاب ہستی میں بہرِ سفر رہوں
جانا ہے ایکدن مجھے عمر روانکے ساتھ

پہلو سے یار جاتا ہے اب موت جلد آ
رخصت ہو تن سے جان بھی تاب و توانکے ساتھ

اپنی شبِ وصال میں ذکرِ سحر نہو
مرجائیے یا الٰہی موذن اذان کے ساتھ

دو دن کیواسطے بھی نہ رہنیکو گھر ملا
چکر میں ماہ برسوں رہا آسمانکے ساتھ

عرش کے لگ گئے ہیں ہاتھ
پاؤن اونکے ہیں اور ہمارے ہاتھ

ہے جنہے اونکی بلائیں لیں تو کیا
چلو صدقے گئے تمھارے ہاتھ

تالی بجتی ہے دونوں ہاتھوں سے
کیون نہ ساکت ہوئے ہمارے ہاتھ

کم سنی کا سبب ہے او قاتل
تیرے آدھے پڑے جو سارے ہاتھ

نہ ملا بحرِ عشق کا ساحل
آشناؤن نے خوب مارے ہاتھ

دل گم گشتہ کا پتا نہ ملا
سینہ و سر پہ لاکھ مارے ہاتھ

دل سنبھالیں کہ اب جگر کو ماہ
ہمسے کرتے ہیں یہ اشارے ہاتھ

اب حسینو نہیں لاجواب ہے وہ
سب پہ روشن ہے آفتاب ہے وہ

جسپہ صدقے ہو ماہ کامل بھی
رخِ جانانہ میں آب و تاب ہے وہ

ہفت قلزم جو ہو گیا مشہور
قطرۂ دیدۂ پر آب ہے وہ

جام جم جسکا نام رکھا ہے
اپنا ہی ساغرِ شراب ہے وہ

گردش چشم یار ہے یارب
یا زمانہ کا انقلاب ہے وہ

لبِ ساقی لبِ تر سے مے انگور — کیا نہین ہم کہ خون ناب ہے وہ
بت پرستی حرم سی نکلی ہے — جو گنہ اسمین ہو ثواب ہے وہ
حسن ہر عضو سے ٹپکتا ہے — آمد عالم شباب ہے وہ
بحر ہستی مین جو اوبھر کے چلا — بے نشان صورت حباب ہے وہ

ماہ اس گفتگو کے صدقے ہون
جو کہا اوسنے انتخاب ہے وہ

ردیف یاے تحتانی

طلب جو حشر کو مجھہ داد خواہ کی ہوگی — صدائے صور مین آواز آہ کی ہوگی
خدا گواہ ہے حالت تباہ کی ہوگی — جو ان ہتونپہ کسی نے نگاہ کی ہوگی
بدن پہ جسکے جمی گرد راہ کی ہوگی — اوسے خبر مرے حالِ تباہ کی ہوگی
زمانہ مین جو شبِ قدر کا فسانہ ہے — کہانی وہ کسی زلفِ سیاہ کی ہوگی
بہارہ خون شہیدان ہو جلوہ گر جس سے — مری لحد پہ وہ رنگت گیاہ کی ہوگی
وہ دل ہے گردشِ لیل و نہار سی واقف — جسے نگاہ سفید و سیاہ کی ہوگی
ہوئی جو سارے زمانے مین کیمیا مشہور — وہ گرد راہ ترے بارگاہ کی ہوگی

اسی طرح کا رہیگا جو انقلاب فلک
نہان زمین کے تلے شکل ماہ کی ہوگی

حسرتِ درد والم دل ہین دکھانے والے — ایک اس جان کے ہزارون ہین ستانے والے
اپنے نالے ہین جو ہر دل کے دکھانے والے — رنج اوٹھاتے ہین مجھے پاس بٹھانے والے
صورت نقش قدم ضعف و نقاہت ہنگام — کوچۂ یار مین مجھکو ہین بٹھانے والے
بوالہوس جان کے کھونے کا مزا کیا سمجھین — لطف یہ جانتے ہین دل کے لگانے والے

میرے ماتم میں کسی کو نہ بلاؤ یارو — آپ آجائینگے اس بزم میں آنے والے
سر پھراتی ہے مرا ضعف میں پاؤنکی صدا — پائنتی جا نہیں سکتے ہیں سرہانے والے
فکر و تدبیر عبث ہے سراسر بیکار — ہمسے خود رفتہ نہیں ہوش میں آنے والے
دیکھوں آوارہ ہوں کس طرح سے یہ طفل سرشک — دیدۂ تر ہیں انھیں آنکھ دکھانے والے
صدمے سے میں تشنۂ دیدار ہوں تیرا قاتل — آب خنجر ہیں مرے زخم چرانے والے
پیرہن کی تری نکہت نے اڑائی خوشبو — مشک و عنبر کی یہ گیسو ہیں بسانے والے

کیوں نہو نام مہ و مہر سے عالم روشن
میری تربت کی ہیں یہ شمع جلانے والے

میرا خون ہو یہ خوشی قاتل خونخوار کی ہے — چھیڑ پیکان ہی ہنسی اب لب سوفار کی ہے
جیسی تھی ویسی ہی حالت دل بیمار کی ہے — ماہ کیسی مسیحائی مرے یار کی ہے
قطع امید شفا مجھ سے ہی بیمار کی ہے — کہتے ہیں موت دوا عشق کی آزار کی ہے
کب بھلا نعش پہ بیوجہ ہنسی یار کی ہے — ہنسی اے ماہ مری قہقہہ دیوار کی ہے
دیکھ لیگا جسے حسرت تری دیدار کی ہے — لن ترانی کی نہ لو بات یہ تکرار کی ہے
کس سے تشبیہ مناسب کمر یار کی ہے — کچھ جو صورت ہے تو اتنی ہی تن زار کی ہے
وہ رسا غم کا بگولہ یہ گمان ہوتا ہے — خاک صحرا میں ہمارے کسی میخوار کی ہے
ہیں قضا و قدر ایجان ترے قبضہ میں — تیر مژگان کا کمان ابروئے خمدار کی ہے
شدت ضعف سے بستر پہ پڑی ہیں مجبور — سر اوٹھانے کی نہ طاقت ہے نہ رفتار کی ہے
دشت پیمائی میں کیا لطف ہیں پائے ہمنے — پانو میں چھالے ہیں چھالو میں کھٹک خار کی ہے
روئے ہجر میں دیکھا ہو نہیں برسات کا لطف — داغ دل دیکھ لئے سیر یہ گلزار کی ہے
دم نکلتا ہے مرا ایک بت کافر پر — پھانسی گردن میں مرے رشتۂ زنار کی ہے
روز طاری ہے مرے بخت سیہ کا عالم — اب شب ماہ میں ہے شکل شب تار کی ہے

کیون نہ ہین دو دن کی یون سعر گہ زندہ ہین
مجھ پہ اے **ماہ** مدد حید کرار کی ہے

جیتے جی غافل نہو انسان قضا سی چاہئیے
انتہا کی فکر کرنا ابتدا سے چاہئیے

دل لگانا یار کی زلفِ رسا سی چاہئیے
سر کو سودا سول لینا اس بلا سی چاہئیے

مین مریضِ عشق ہون اچھا ہی مرجانا مرا
موت کا طالب رہون دستِ شفا سی چاہئیے

ناتوانی نے کیا برباد مجھ کاہیدہ کو
کاہ کے مانند اوڑ جاؤن ہوا سی چاہئیے

داغِ سودا کر دئے بادِ بہاری نے ہرے
اور کچھ پھولین شگوفہ اس ہوا سی چاہئیے

آتشِ فرقت کو آہِ سرد سے بھڑکائیے
گرم کرنا سوزِ دل ٹھنڈی ہوا سی چاہئیے

غنچہ و گل توڑ کے ہر دم دلِ بلبل نہ توڑ
باز رہنا باغبان جور و جفا سی چاہئیے

تنگ آئے ہین بہت مجھ نالہ کش سی قافلے
سب کو نفرت ہو اب آوازِ درا سی چاہئیے

ہے خدا سی روز شبِ وصلِ صنم کی آرزو
منہ اجابت پھیر لے میری دعا سی چاہئیے

یار سے کہنا ہے لازم آرزوی وصل کا
عرضِ حاجت اب مجھے حاجت روا سی چاہئیے

عشوہ و غمزہ نے میرا کام آخر کر دیا
خون بہا میرا ترے ناز و ادا سی چاہئیے

صورتِ خورشیدِ محشر داغِ دل ہین جلوہ گر
ماہ چمکی اور عشق مہ لقا سے چاہئیے

زلفین ہین عارضِ بتِ ترسا کی سامنے
ہندو کھڑے ہوئے ہین کلیسا کی سامنے

شائق کھڑے ہین نورِ تجلّی کی سامنے
او لٹو نقاب چہرہ سے موسیٰ کے سامنے

کیا یاد چشمِ مست نی نشہ ہرن کئے
ٹھہرے نہ آنکھ ساغرِ صہبا کے سامنے

صبحِ شبِ وصال قیامت اوٹھائیگا
خاموش بیٹھنا ترا شرما کے سامنے

قطرہ جو اپنے اشک کا ساحل پہ گر پڑی
دریا اک اور جاری ہو دریا کی سامنے

وہ سروِ قد کھڑا ہے لبِ جوئے بوستان
یا نہرِ خلد جاری ہے طوبا کے سامنے

جو ہو سو ہو یہ حسرت دیدار رہ نجائے
آجاؤ اپنے عاشق شیدا کے سامنے

مین بھی چلونگا تیری سواری کے ساتھ ساتھ
مجنون رواں ہے ناقۂ لیلا کے سامنے

اندھیرے ہے تصور زلف سیاہ یار
ہوتی ہین ماہ کو شب یلدا کے سامنے

دم کی آمد کو دم خنجر براں سمجھے
دلکو پہلو مین کسی تیر کا پیکان سمجھے

اے صنم روئے کتابی ترا قرآن سمجھے
ہمکو ہندو کوئی سمجھے کہ مسلمان سمجھے

خوب سمجھی جو ہمین موت کا خواہاں سمجھے
مطلب دل تھا یہ اپنا جو میری جان سمجھے

دہن تنگ ترا چشمۂ حیوان سمجھے
اس معمے کو بہت خوب سخندان سمجھے

وصل کی شب کیا روشن جو سیہ خانہ کو
قدم یار کو ہم شمع شبستان سمجھے

خاکساری نے عجب ہمت عالی بخشی
بوریا پایا تو ہم تخت سلیمان سمجھے

دھجیاں دامن صحرا کی اوڑا دے کیا کیا
دشت وحشت جو اسے میرا گریبان سمجھے

یون ترے زلف کی سودے مین ہوئی رات بسر
نیند آئی تو اُسے خواب پریشان سمجھے

سیکڑون حسرت مردہ کا جو پایا مسکن
دلکو پہلو مین ہم اک گور غریبان سمجھے

آدمیت ہی بشر کے لئے بیشک لازم
ورنہ حیوان ہے جو انسان کو نہ انسان سمجھے

قصۂ گیسوئے دلبر کی درازی سن کے
مختصر یہ ہے کہ طول شب ہجران سمجھے

عشق صورت نے کیا ہمکو حقیقت آگاہ
جلوۂ روئے صنم قدرت یزدان سمجھے

دلکو جب مہر وشونکی ہوئی الفت اے ماہ
داغ کھانے کا خدا ساز یہ سامان سمجھے

بخت برگشتہ ہے دشمن ہے دل غمخوار بھی
وائے قسمت پھر گئی ہمسے نگاہ یار بھی

زیست کی صورت ہے مجھکو دید چشم یار بھی
ہے مسیحا میرے حقمین مردم بیمار بھی

غیرت یوسف کہین تجھسا نہین اب دوسرا
ہمنے کنعان جا کے دیکھا مصر کا بازار بھی

سیکڑون سائل ہین در پر دولت بیدار کی
کم نہین سرکار شاہی سے تری سرکار بھی

خاک ہوجائیگا سارے بال و پر جل جائینگے
ہڈیان بھی میری نہ کھائے مرغ آتش خوار بھی

خواب مین بھی شکل جانان اب نظر آتی نہین
اپنے دشمن ہو گئے ہین دیدۂ بیدار بھی

ماہ وصف زلف مین کرتے تھے ہم دفتر سیاہ
یا ہمین سے شعر اب ہوتے نہین دو چار بھی

بہکی نہ وقت نزع ترے نام کے لئے
گویا زبان ملی تھی اسی کام کے لئے

بوسے جو اوسکی عارض گلفام کے لئے
پختہ ثمر ملا طمع خام کے لئے

کسرا کا وہ محل نہ فریدون کا طاق ہے
شاہو نکا یہان نشان نہ رہا نام کے لئے

کعبہ مین ہاتھ آئین جو کپڑے تری صنم
حاجی خریدین جامۂ احرام کے لئے

عریان تھا مین ازل سے کفن کی تلاش مین
آغاز ہی سے فکر تھی انجام کے لئے

طوف حرم مین وحشت دل تیری ہاتھ سے
حسرت رہی نہ جامۂ احرام کے لئے

جس پر ظہور روز رہے نور طور کا
مہتابی چاہئے وہ تری بام کے لئے

گردش نصیب کون ہے ہمسا کہ بعد مرگ
مٹی ہماری صرف ہوئی جام کے لئے

مجھ رند بادہ کش کا اگر اختیار ہو
دونو جہانکو بخشدون ایک جام کے لئے

ایذا کا یہ محل ہے تو گردش کا ہے مکان
بزم جہان مین جا نہین آرام کے لئے

وعدہ کیا جو رات کی آنے کا یار نے
مین منتظر سحر سے رہا شام کے لئے

اے جذب دل تو یار کو مجھ تک نہ لاسکا
اتنا قصور کم نہین الزام کے لئے

سرتا قدم تھا محو شہادت مین کسقدر
بوسے دہان زخم نے صمصام کے لئے

دکھلا کے ماہ مجھکو نشیب و فراز دہر
آنکھون نے لطف گردش ایام کے لئے

پیوند خاک سیکڑون خوش رو جوان ہوئے
کیا کیا نہین یہ جور ترے آسمان ہوئے

نیرنگئے فلک کی یہ جو ہر عیان ہوئے
جو گل بہار باغ تھی صرف خزان ہوئے

وصف دہان و موے کمر جب بیان ہوئے
مشہور ہم جہان مین ٹرے غیب دان ہوئے

وہ سنگ آستان یہ جبین نیاز ہو
ہمکو نصیب ایسی مقدر کہان ہوئے

روح روان کے ساتھ نہ گذری جہانسے ہم
شکل غبار بھی نہ پس کاروان ہوئے

ہمنے سنا ہی یہ لب نوبت سے بارہا
جو نامور جہانمین ہوے بے نشان ہوئے

واماندگی پر اپنے ہزارون ہی قافلے
نالان بصورت جرس کاروان ہوئے

صد شکر خاکمین نملین اپنی ہڈیان
نذر سگ حبیب مرے استخوان ہوئے

عرش برین سے گذری مری نالہ ہاء دل
ہر چند سد راہ یہ ہفت آسمان ہوئے

سب ہمنے طے کئے رہ الفت کو مرحلے
برباد گو بصورت ریگ روان ہوئے

کیا حال پوچھتے ہو ہمارے ملال کا
ٹھرا جو دل تو آنکھوںسے آنسو روان ہوئے

رہنے دیا نہ چین سے ای ماہ ایک جا
طبقے زمین کے میرے لئے آسمان ہوئے

شب وصل کیا ہاتا پائی ہوئی ہے
بڑی شکلوںسے صفائی ہوئی ہے

خودی کیا ہتو نہین سمائی ہوئی ہے
سمجھتے ہین اپنی خدائی ہوئی ہے

طبیعت نہین تمپر آئی ہوئی ہے
ازل سے مجھے آشنائی ہوئی ہے

قفس سے نکالا ہمین پر کتر کر
اسیری سے بدتر رہائی ہوئی ہے

ہر ازنگ دل خاکساری نے کھویا
کدورتسے حاصل صفائی ہوئی ہے

صبا نکہت گل سے تو پوچھ اکدن
یہ بو باس کسکی اوڑائی ہوئی ہے

مری تیرہ بختی کا دیکھو تماشا
گھٹا سی ہر ایک سمت چھائی ہوئی ہے

جسے دیکھیے ہے وہ بندہ بتون کا
خدائی مین انکی خدائی ہوئی ہے

لگا کہنے گنج شہیدان مین قاتل
یہ بستی ہماری بسائی ہوئی ہے

قبائے گل ولالہ اے رشک گلشن — ترے پیرہن مین لبسائی ہوئی ہے
کھلا ہمکو چین جبین سے تمھارے — بگڑنے کی صورت بنائی ہوئی ہے
مری سخت جانی ہی غالب رہی ہے — اجل سے جو پنجہ کلائی ہوئی ہے
مری خاک برباد کیا کرسکین گے — صبا چٹکیون مین اوڑائی ہوئی ہے

اجی میرزا **ماہ** داغ جگر سے
مکدر بہت میرزائی ہوئی ہے

جان تنِ زار سے گھبرا کے نہ کیونکر نکلے — دلسے جب حسرتِ دیدار نہ دم بھر نکلے
دونون پہلو ہدف تیر ستمگر سے نکلے — زخم اپنی جگر و دل مین برابر سے نکلے
لاکھ رعنائی سے شمشاد و صنوبر نکلے — ہو قیامت جو ترے قد کے برابر نکلے
ہم سیہ بخت تھی کیا دو دِ چراغ محفل — جب ترے بزم سے نکلی تو مکدر نکلے
پیرہن پھاڑ کے ہم فصل بہار مین جنون — صورتِ نکہت گل جامہ سی باہر نکلے
آئینہ دیکھ کے گر آپ سنوارین گیسو — شوق ظلمات مین مرقد سی سکندر نکلے
منزل عشق کو اسطور سے طے ہمنے کیا — ہاتھ پر کوچۂ قاتل مین لئے سر نکلے
لیگئی حسرت دیدار ترے کوچے مین — شوق اپنے دل بیتاب کی رہبر نکلے

ہمنے مانا کہ نہین مہر و شون کا سودا
ماہ یہ داغ ترے سینہ مین کیونکر نکلی

خونِ دل بلبل کیا رنگین سخنی سے — کیا کیا نہ کھلے گل تری غنچہ دہنی سے
یا دِ مژۂ یار سے سینہ مین ہمارے — دل چھید رہا ہے کوئی برچھی کی انی سے
شاہی کا یہ طمغا ہے فقیرونکا نشان ہی — جامہ کوئی تن پر نہین بہتر کفنی سے
بس مہر نبوت سی ہوئے پاے یداللہ — روشن ہوا کیا نورِ خدا بُت شکنی سے
کیا جانئے کیا ہو خطِ تقدیر سے پیدا — آگاہ نہین لوح و قلم بھی شدنی سے

ایک چادر نیلی ہین یہ کاٹا کیا دنیا ت — کیا طالب خلعت ہون مین گردون دنی کے
مجھ وحشی نے سودا مین تری چشم سیہ کی — آنکھون کو ملایا ہی غزال ختنی سے
سنہ لے لے گا بشیشۂ دل توڑ نہ زاہد — تو یہ شکنی خوب ہی اس دل شکنی سے

داغون سے دل ماہ ہوا اور بھی روشن
مجبور ہین افلاک بھی قسمت کی دہنی سے

مرقد مین گل کھلے یہ دل داغدار کے — پھولونکے تختے ہو گئے تختے مزار کے
دل کھو دیئے نہ زندگی مستعار کی — رہی امین امانت پروردگار کے
داغ جگر یہان وہان پھولونکی تہ میان — دنیا مین سیکڑون ہین شگوفہ بہار کے
صحرا مین خاکساری سے پاؤنکا آبلے — سرتاج ہو گئے ہین سر نوک خار کے
بعد از قضا جو ہونے لگے گا فشار قبر — یاد آئینگے مزے ہمین بوس وکنار کے
اندھیر کیا کروگے بلا کسپہ لاؤگے — سر پہ لگا یا کس لئے گیسو سنوار کے

اے ماہ قبر تک ہی جاینگے داغ دل
روشن چراغ ہین یہ ہمارے مزار کے

سینہ ہی بحر حسن تو گرداب ناف ہے — پھبتی حباب کی ترے جوبن پہ صاف ہی
دیکھو نکل رہی ہے اشارے پہ آنکھ کی — تیغ نگاہ یار بھی کیا خوش غلاف ہی
جسم لطیف یار کی اللہ رے آب و تاب — جو عضو ہے وہ صورت آئینہ صاف ہی
دہوکے مین یا خدا کہا اے بت خطا ہوئی — سہوا ہے جو قصور بشر کا معاف ہی
بیت الصنم ہے کعبۂ مقصود اہل عشق — گلگشت کوئی یار حرم کا طواف ہی

اے ماہ داغ دل سے مکدر ہون کس لئے
سینہ جو آئینہ ہے تو دل اپنا صاف ہی

شب فرقت مین رہے ہین نہ کہین دو بیٹھے — جگر پکڑے ہوئے اٹھے کبھی دل تھام کر بیٹھے

تصور مین ترخ و گیسو کی ہین شام و سحر بیٹھے
اندھیرا ہو گیا آنکھون مین شب کا ست رہ بیٹھے

اُٹھے تھے سیکڑون فتنے جہان مین اونکی ٹھوکر سے
وہ بیٹھے خیر سے جب بزم مین لاکھون کی سر بیٹھے

دل دیوانہ کی تشویش کچھ فکر سلاسل ہے
تری زلفون کے سودے مین یہ لیکر درد سر بیٹھے

جو یہ سوچے قصر گردون تک کبھی سیلاب اشک اپنا
یقین سمجھو کہ دم بھر مین حباب آسا یہ گھر بیٹھے

ٹھکانا دیر مین رہتا ہے نے کعبہ مین جا اوسکو
تری درگاہ کا راستہ اگر پائے کدھر بیٹھے

مری چشم حقیقت بین نہین محتاج صورت کی
وہ پوشیدہ رہا آنکھون سے یا پیش نظر بیٹھے

اجل سر پر کھڑی ہے موت دامنگیر ہے ہر دم
کہو کس زندگانی پر ہوا ایسے بےخبر بیٹھے

قلم برداشتہ مضمون لکھے ہین اونکی صورت کے
سمجھ جائینگے جو ہین بزم مین اہل ہنر بیٹھے

نہین ہے تاب فرقت اے فلک اب مہربانی کر
کبھی تو ماہ کی پہلو مین وہ رشک قمر بیٹھے

مرتے نہین اور جان ہی لبون پر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

منہ دیکھتا ہون یار کا اوٹھکر کئی دن سے
ہے صبح کا تارا مرا اختر کئی دن سے

دیکھا نہین وہ روئے منور کئی دن سے
آنکھون مین اندھیرا ہی برابر کئی دن سے

بھرتا ہون قلم مین مئے احمر کئی دن سے
کرتا ہون مین مشق خط ساغر کئی دن سے

ہے پیش نظر ابروئے دلبر کئی دن سے
گردن پہ میرے پھرتا ہی خنجر کئی دن سے

آنکھین ہین گلابی دل بریان پہ نظر ہے
پیتی ہین شراب آپ ستمگر کئی دن سے

ہم فرقت ساقی مین لہو روتے ہین بیٹھے
چلتا ہے وہان بزم مین ساغر کئی دن سے

زلف و رخ جانان کی تصور مین شب و روز
کیا کہئے بسر کرتے ہین کیونکر کئی دن سے

برپا ہے تری چال سے عالم مین قیامت
سنتا ہون نہین ہنگامہ محشر کئی دن سے

ہے موسم گل بنتی ہے دیوانون کی زنجیر
فصاد لئے پھرتے ہین نشتر کئی دن سے

درد جگر و دل کی یہ شدت ہے کہ ہر روز
مردہ کا گمان ہوتا ہے ہم پر کئی دن سے

ایسا سبزهٔ خوابیده سے صحرا مین ہمارے — ہے فرش زمین فرش مشجر کئی دن سے
ہر صبح نیا وعده ہے ہر شام نیا عذر — بن بنکے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے
شوق لب ساغر سے ترے ہجر مین ساقی — رٹ ہے مجھے یا ساقی کوثر کئی دن سے
کیا سر ہے مرا سنگ حوادث کا نشانا — آتے ہین مرے گھر مین جو پتھر کئی دن سے

ان روزون ہے اک غیرت خورشید سے صحبت
چمکا ہوا ہے **ماه** کا اختر کئی دن سے

پھڑک کر مر گئے دم بھر مین لاکھون مرغ بسمل سے
اوٹھائے روح نے صدمے ہزارون پہلی منزل سے
ستمگر اب یہ صورت ہے ترے بیمار الفت کی
تری فرقت نے کر دی ہے جدائی روح و قالب سے
بتون کی سیر کو درکار ہین آنکھین برہمن کی
نکلوایا تمھین کعبہ سے دعوے نے خدائی کے
ذلیلون سے تھی صحبت ہمین کیا تم سے غرض ہو
ہزارون زخم کھائے معرکہ سے منھ نہین موڑا
خدا جانے مین کب تک خاک چھانون کوچۂ دلبر کی
مین وہ مجنون ہون زندان مین مرا رہنا قیامت ہے
رہین گے چپکے سودائی تو فصل بہار مین
اگر آئے مقابل مین تمہارے روئے روشن کی
غریق بحر الفت بھی حباب موج دریا مین
ہمون کیا کس لئے سینہ مین اپنا دل اچھلتا ہے
نہین ہے مجھسا واماندہ بھی کوسون تشنۂ منزل

خدا محفوظ رکھے دل نگاه ناز قاتل سے
سفر ملک عدم کا طے ہوا ہے سخت مشکل سے
زبان کھلتی نہین ہے آنکھ بھی کھلتی ہے مشکل سے
جو کچھ گذری مرے جی پر کوئی پوچھے مرے دل سے
بہار گل چمن مین دیکھئے چشم عنادل سے
بتو کچھ دل مین سمجھے فرق کیا ہے حق و باطل سے
ملا کرتے ہین اہل وضع سب منھ در مقابل سے
ہمیشہ سرکشی مجھ کو رہا کی تیغ قاتل سے
سنا ہے دل یہان کھو کر ملا کرتا ہے مشکل سے
صدائے صور پیدا ہوگی آواز سلاسل سے
صدائے خندۂ گل آئیگی شور عنادل سے
ہزارون نقص پیدا ہون جمال ماه کامل سے
نکلتے کسطرح گر کر فرشتے چاه بابل سے
تڑپنے کا سبب کیا ہے یہ پوچھے کوئی قاتل سے
نشان کاروان سمجھا جو اوٹھی گرد منزل سے

حسین مشتاق ہین اوماہ اپنی ساری عالم مین
ہمارا نقش داغ دل سوای نقش عاطل ہے

سودائی زلف یار شب تیرہ سر مین ہے
اندھیر روزگار ہماری نظر مین ہے

پوچھا ایک [illegible] کا اس تری زلف دو سر مین ہے
بوجھ پڑا انہین نازک کمر مین ہے

عالم مین حسن مہ رویون کے بندی ہین سیکڑون
ظاہر خدا کی شان جمال بشر مین ہے

عشق بتان یار ترین لاکھون لگے رکے
تیغ اجل بندھی ہوئی اونکی کمر مین ہے

[illegible] خدا [illegible] عاشق نہین
سو سو طرح کا عیب لگا اسکی [illegible] مین ہے

[illegible] ستم ہوئین
پھندے [illegible] ہر بال [illegible] مین ہے

[illegible] ہے
نادان ہے [illegible] مسافر سفر مین ہے

[illegible]
[illegible] ایسی شہر مین ہے

دیکھنا [illegible] تمھارا سارنگ ہنگ
[illegible] ہے

[illegible]
[illegible] کا ماہ [illegible] سفر مین ہے

[illegible] ان سے تھے
کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے

[illegible] مہربان تھے
مرے دشمن زمین و آسمان تھے

نہ پوچھو حسن کے جلوے کہان تھے
نہ تو دیر و حرم کس کے مکان تھے

دل صیاد و جان باغبان تھے
صبا ہم بھی نہ مرغ بوستان تھے

ہمارے خستہ حالی بیکسی پر
جرس کی صورت نالان کاروان تھے

مٹا یا کیا اونھین چرخ فلک نے
پری چہرے جو خوش رو جوان تھے

کہ [illegible] نظر آتی نہین ہے
یہ جیب [illegible] تھے

ہماری خاک کو ذرے صبا کو
وہان [illegible] تھے

سنا ہی اشتیاق قیس نالان
ترے ناقے کی لیلا ساربان تھی

ہملک سمجھے ہوئے تھی نان نعمت
ہماری کس ضرر کی استخوان تھی

خزان کے دن یہ ایام بہاری
بہ رنگ بوئے گل گلمین نہان تھی

تمھارے قد و قامت سی چمن مین
خجل کیا کیا نہ سرو بوستان تھی

ٹھکانے لگ گئی اون سبکی مٹی
قسم تیری جو خاک آستان تھی

دیگر

وصال یار کا کیا حال کہئے
نہان جو راز تھے ہم پر عیان تھے

در دولت پر اونکے ایک مدت
دل و دیدہ ہمارے پاسبان تھے

اگر دل ضبط بیتابی سے ٹھہرا
ہماری آنکھ سے آنسو روان تھے

کہان ہین اب وہ رند لاؤ بالی
ترے مرشد جو اسے پیر مغان تھے

ترے کوچہ مین تھا طرفہ تماشا
گئی دل ڈھونڈہتی آئے یہان تھے

چڑھے ہے آنکھین ہین منھ اوترا ہوا ہی
سحر کس جاتے آئی شب کہان تھے

رکھا گردش مین ہمکو ماہ کیا کیا
ہمین طبقے زمین کے آسمان تھے

باقی نہ کوئی حسرت دل تا سحر رہی
صحبت ہماری آپکی گر رات بھر رہی

گلزار میکدہ ترا آٹھون پہر رہی
ساقی بہار ہو جو گھرا ابر تر رہی

زخمی یہ دل رہے مرا ٹکڑے جگر رہے
آنکھین لڑین تو یار کی سیدھی نظر رہی

یہ دل کا شیفتہ ہو کہ محو جگر رہے
ایجان زار درد کا پہلو کدہر رہی

اوس دشت ہولناک مین بہیجا جنون مجھے
انسان جہان رہے نہ کوئی جانور رہی

باتین بنا کے آپ نے خوش کر دیا ہمین
وعدے وصال کی یوہین شام و سحر رہے

ہستی سے تا عدم نہ گیا کوئی اپنے ساتھ
گو سون رہے مجھسے دور مری ہمسفر رہے

مشتاق ہو کے نالہ دل اپنی بت سنین
یارب ہماری آہ مین اتنا اثر رہے

مس پاۓ یار کو سر سے دست ہوس کرین
آغوش آرزو مین وہ نازک کمر رہے

ہستی مین یون قیام ہی ہر ذی حیات کا
جیسے کسی سرا مین مسافر اوتر رہے

ڈرتا ہون بار خاطر نازک نہو کہین
دل لیچلے ہین آپ تو دلکی خبر رہے

وہ طائر اسیر ہون مرنیکے بعد بھی
برسون قفس مین بند مری بال و پر رہے

کیا سیدہی راہ پائی ہے ہستی سے تا عدم
لاکھون ہے جا کی کوچۂ قاتل مین مر رہے

گردش نصیب **ماہ** سا دنیا مین کون ہے
چکر ہٹی جو پاؤن کا دوران سر رہے

میرا لہو بہاۓ دل اس آرزو مین ہے
پیاسی ہے آب تیغ کی جو رگ گلو مین ہے

شان خدا ہر ایک صنم لکھنؤ مین ہے
دیر و حرم کی دہوم عبث چارسو مین ہے

دیکھا تو حسن گل بھی ہے جھونکا نسیم کا
دم بھر مین رنگ اور ہی کچھ رنگ و بو مین ہے

ہرجائی ہے وہ اوسکا ٹھکانا پتہ ہی کیا
ہر دل اسی تلاش اسی جستجو مین ہے

موسیٰ نہین ہو مین جو سنو لن ترانیان
اے بت مجھی کلام تری گفتگو مین ہے

انجام کار اہل صفا دیکھو دوستو
عینک میرا غبار نگاہ عدو مین ہے

بحر فنا مین فکر نمائش فضول ہے
کیا ہستی حباب یہان آب جو مین ہے

جب کچھ نہی بگڑ گئی صورت امید کی
کس درجہ شکل یاس مری آرزو مین ہے

برق غضب ہین **ماہ** سر نالہ ہاے گرم
دلمین بھری ہے آگ حرارت لہو مین ہے

نیرنگئے فلک کا یہ پیشہ چمن مین ہے
دو روز کی بہار ہمیشہ چمن مین ہے

بے برگ و بار وہ شجر نامراد ہون
دست ستم سے جو تہ تیشہ چمن مین ہے

جور خزان نے باغ کو جنگل بنا دیا
جس سمت دیکھو صورت تیشہ چمن مین ہے

بیٹھے نڈر نہ شاخ نشیمن پہ عندلیب
صیاد کا گذر بھی ہمیشہ چمن مین ہے

دام فریب ہے دل بلبل کے واسطے
اب نخل گل کا جو رگ و ریشہ چمن مین ہے

شیدا کی گل ہے ماہ تو مشتاق عندلیب
ہو جو اس لئے یہ ہمیشہ چمن مین ہے

بجاے شانہ جو سر تک یہ دست شل جاتے
تمھارے گیسوئے پیچان کے بل نکل جاتے

نہین دم نہ مارتا خنجر ہزار چل جاتے
یہ پانون وہ نہین جو معرکہ سے ٹل جاتے

بہار آتی خزان کے جو دن نکل جاتے
ہوا بدلتی ہے رنگ چمن بدل جاتے

مہک آتی اگر بوئے زلف یار کبھی
سر دماغ سے سودے کے سب خلل جاتے

وہ رند ہون جو سوئے میکدہ کبھی جاتے
تو جوش کھا کے خم بادہ سب ابل جاتے

خرام ناز مین خود رفتہ وہ نہوتے اگر
یقین تھا کہ قیامت کی چال چل جاتے

دل حزین کو اگر ضبط گریہ آ جاتا
کنار چشم مین طفل سرشک پل جاتے

یہ شوق سجدہ تھا اوس سنگ آستانہ کا ہمین
کہ اپنے پانون جو شل ہوتے سر کے بل جاتے

یہ فور داغ جگر سے ہوں ماہ سحر بیان
یہ نقش حسن کی نہین دلسے بے عمل جاتے

رفیق عمر کا برسون کا یار کھو بیٹھے
ہم اوس گلی مین دل بیقرار کھو بیٹھے

ہمیشہ صبر و قناعت سے دل غنی رکھے
متاع و مال کو منعم ہزار کھو بیٹھے

بگڑ کے ہائے یہ کہنا کسیکا وصل کی شب
ہماری نیند خدا کی سنوار کھو بیٹھے

خلاف وعدہ و نسے یہ آپکو حصول ہوا
کہ اپنی بات کا بھی اعتبار کھو بیٹھے

ہمارے دل کو نہ چھیدا خدنگ مژگان سے
ادھر تو دیکھیے ایسا شکار کھو بیٹھے

گلونکو دیکھے سُنے کیا وہ نغمۂ بلبل
جنون مین جو کوئی فصل بہار کھو بیٹھے

ہمارے داغ کا روشن ہے ماجرا اے ماہ
کہ دل کے ہاتھو نسے صبر و قرار کھو بیٹھے

جی کہتا ہے جو کچھ وہ نکلتا ہے زبان سے
بیچینیان ظاہر ہین مرے طرز بیان سے

بازار ہی ہے جو حسن گران ہو وہ کہان سے
گل کوڑیو نکے مول کو بکتی ہین دوکان سے

وہ مرغ گرفتار نوا سنج قفس ہون
دل چپکی صیاد رہے جسکی فغان سے

احسان کیا سر جو مرے تن سے اوتارا
قاتل ہین سبکدوش ہوا بار گران سے

ایذا اسے ہی ہر وقت کی ہر دم کی مصیبت
فرمائیے ایسا کوئی دل لائے کہان سے

ساقی سحر عید ہے لا جام صبوحی
پیاسا ہون مئے ناب کا ماہ رمضان سے

اے یار بڑا فرق ہے اغیار مین مجھ مین
صدقے وہ زبان سے ہین مین صدقے دل و جان سے

باتین تری یاد آئین اگر فکر سخن مین
مین آپ ہی محظوظ ہوا اپنے بیان سے

مُہر اپنی جو اُوٹھی بھی تو حرفونکو مٹا کر
کس درجہ مرے نام کو نفرت ہے نشان سے

مجھ عاشق مژگانکو یہی رہتا ہے سودا
دل چھید گئے ہر وقت کسی نوک سنان سے

نے آتش مغفور رہین نے حضرت ناسخ
اے **ماہ** اُوٹھے اہل کمالات جہان سے

کیا سوجھی ہمکو شوق تصور سے دور کی
آنکھونکے آگے پھر گئی صورت حضور کی

ہمنے پری کی شکل ہے اچھی نہ حور کی
دل دے رہا ہے مجھکو خبر دور و دور کی

بندہ یہ جانتا ہے خدائی انھین کی ہو
یارب نہو بتونمین جو عادت غرور کی

تسکین کی شکل نے کوئی پہلو ہی چین کا
حالت ہے اندنون یہ دل ناصبور کی

اچھا ہوا حرم سے نکالے گئے صنم
صورت یہی تھی شان خدا کے ظہور کی

منہ چوم لین گے گالیان ہمکو نہ دیجیے
تعزیر کو ضرور ہے حاجت قصور کی

جاتے نہین وہ گور شہیدان ناز پر
مٹی خراب کرتے ہین اہل قبور کی

یارب صدا بلند ہو پازیب یار سے
آواز آئی کان مین شور نشور کی

مین سمجھا ذکر یار کا یا قصر یار کا
جسنے بیان حکایت حور و قصور کی

تمسا حسین زمانہ مین اب دوسرا نہین — اعضا ہین سب بشر کے تو صورت ہے حور کی
مجھسا شکستہ دل ہے جہانمین نہ خستہ حال — صدمون نے ہڈی ہڈی مری چور چور کی

مضمون بلند ماہ کی کیون ہون نہ پیش پا
رہتی ہے فکر اسکی طبیعت کو دور کی

دل خستہ ہون کدورت طبع نگار سے — حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
اندھون کیطرح جاتا ہون مین کوئے یار سے — آنکھون کو سوجھتا نہین دلکی غبار سے
مردے جئے اشارۂ ابروی یار سے — آب حیات جاری ہے یہان ذوالفقار سے
پھولونکے بوجھ سے ہے ہر اک شاخ سرنگون — کیا روپ ہے عروس چمن پر بہار سے
شان خدا ہے شکل حسینان روزگار — پیدا ہے ان بتون کی یہ نقش و نگار سے
عشاق سے نہ آنکھ چرائین غزال چشم — صیاد بھاگتے نہین دیکھی شکار سے
کیف شراب ہے کہ یہ آمد ہے خوابکی — آنکھین جھکی ہوئی ہین تمھاری خمار سے
وہ بلبل قفس وہ اسیر محن ہون مین — جسکو خزانسے کام نہ مطلب بہار سے
یوسف کا جسمین حسن زلیخا کا عشق ہو — اوس بت کو چاہتا ہون مین پروردگار سے
وعدہ خلاف یار نہ آئے تو موت ہی — آنکھین نجات پائین کہین انتظار سے
ہستی بھی وہ طلسم ہے رندونکیواسطے — مر مر کے یار نکلے ہین جسکے حصار سے
کاندھے پہ یہان جنازہ ہے ملک عدم مین روح — کوسون پڑا ہوا ہے پیادہ سوار سے

آنکھین دکھا کے اسکو نہ چکر مین لائیے
واقف ہے ماہ گردش لیل و نہار سے

دن مہر کا ہے رات ہی مہتاب کے لئے — اسباب ہین یہ عالم اسباب کے لئے
مہمان ایکدم کا یہ حسن شباب ہے — دو دن بہار ہے گل شاداب کے لئے
گلشن مین تیرے قامت رعنا کو دیکھکر — سرو سہی بھی خم ہوئے آداب کے لئے

صدمے شبِ فراق کی اس دل سے پوچھئے
انکھیں ترس گئی ہین مری خواب کے لئے

آبِ رواں کے گرتی ترے ناف تک رہی
او بحرِ حسن موج ہے گرداب کے لئے

وعدہ تو ہو وصال جو ممکن نہین نہ ہو
تسکین ضرور ہے دلِ بیتاب کے لئے

غصہ سے بل نہ ڈالئے ابرو مین جابجا
خم ایک ہی سا خوب ہی محراب کے لئے

دولت بڑی ہے صبر و قناعت کی ہنمو
محتاج کب فقیر ہے اسباب کے لئے

تکئے پری وشون نے بنائی زہی نصیب
اچھی ہوا بندہی پرِ سرخاب کے لئے

اے ماہ داغ کھائے صدمے اوٹھائی
سب کچھ قبول خاطرِ احباب کے لئے

عین حاجت ہی کہ خاموشی لبِ سائل مین ہے
چشمِ حسرت کہہ رہی ہے جو تمنا دل مین ہے

دیکھنا کیا حسنِ چشمِ سرمگین کی تلمین ہے
نور کی لیلے دلِ مجنون اسی محمل مین ہے

لیچلا شوقِ شہادت کوئی قاتل کی طرف
خضرِ رہ بھی صورتِ رہزن مجھے منزل مین ہے

چشمِ مست یار نے لو کیف می کا قل کیا
یہ صدائے قلقلِ مینا مری محفل مین ہے

چاندنی دکھلا رہی ہے جلوۂ حسنِ شباب
صاف روئے یار کا نقشہ مہِ کامل مین ہے

ہائے کیا دشوار ہے ملکِ عدم کی راہ بھی
جا بجا کھٹکا مسافر کو اسی منزل مین ہے

شمع و گل پروانہ و بلبل کا بل ہے اژدہام
آج حسن و عشق کی صحبت تری محفل مین ہے

خالِ اصلی سے ہو خالِ عارضی کیونکر ملیح
ہے مثل او تنا کھینچیگا تیل جتنا تل مین ہے

نقشِ قسمت پڑھ سکے اچھا برا اسکی لجا
ساحر و قدرت یہ تم مین ہی نہ یہ عامل مین ہے

بحرِ غم سے ہر گھڑی رندونکا بیڑہ پار ہے
کشتیٔ مے دیکھو او زاہد رواں ساحل مین ہے

باریابی بزم مین مجھکو نہین ہوتی نہو
میری حسرت تیری ہم پہلو تری محفل مین ہے

ہون وہ خود رفتہ عدم کو مین جو رکتا نہین
میری مشکل میری آزادیسی خود مشکل مین ہے

حل کریگا ایکدن وہ عقدۂ لا حل ترا

ماہ جو شکل گشاسب کا ہر اک شکل مین ہے

جلاد تیری تیغ بھی کیا کارگر لگی ہے
گردن رہی نہ تن سے مری بال بھر لگی

اے فکر کیون تلاش خیالِ محال ہے
دہوکا ہے کسکے ہاتھ وہ نازک کمر لگی

گذری دل و جگر سے سنانِ نگاہ ناز
پوچھو نہ دیکھ بھال کے برچھی کدھر لگی

آیا یقین کہ تازہ گرفتار ہے کوئی ہے
دیکھی جو ہمنے یار کی زنجیر در لگی

جلاد کسکے قتل پہ تونے کمر کسی ہے
آٹھون پہر جو رہتی ہے تیغ و سپر لگی

مانند آفتاب تو گردش نصیب ہے
قسمت یہ کہتے **ماہ** سے وقت سفر لگی

ہر چند لہو رونے سے حاصل تو نہین ہے
پر ناصحا تیرا سا مرا دل تو نہین ہے

ماتم کی جگہ کوچۂ قاتل تو نہین ہے
دیکھو کہ تڑپتا کوئی بسمل تو نہین ہے

ہر سو نظر آتے ہین مجھے مجنون ہی مجنون
بے پردہ کوئی صاحب محمل تو نہین ہے

فرماتے ہین وہ وصل مین بیتابی پہ میرے
تو پاس بٹھانے کے بھی قابل تو نہین ہے

کیون پہلوئے عاشق مین جگہ پائی ہے تنے
یہ دل کسی محبوب کی منزل تو نہین ہے

کاکل مین پھنسے جان پہ بلا لائی تو لائے
کچھ دل میری تقدیر کے شامل تو نہین ہے

سر کٹنے کی پروا نہین مجھکو یہ الم ہے
بیچین کہین بازوئے قاتل تو نہین ہے

کیون آج ہر اک سمت سے زنجیر کا غل ہے
مجنون کوئی پابند سلاسل تو نہین ہے

جان نذر کو لایا ہون مین دل بہر تصدق
ہر چند یہ سب آپکے قابل تو نہین ہے

لاکھون ہی لہو تھوک کے مر مر گئے عاشق
یہ عشق صنم عارضۂ سل تو نہین ہے

وہ حسن ہے جس حسن سے آنکھین ہون منور
کچھ دولت بے سود سے حاصل تو نہین ہے

کیون بند نہین کھلتی ہین محرم کے شب وصل
کچھ ان کی گرہ عقدۂ مشکل تو نہین ہے

جنت کا نمونہ ہے مری مجلس ماتم
اس بزم مین وہ حور شمائل تو نہین ہے

ہر گل ہمہ تن گوش ہے گلزار جہان مین
فریاد مری صوت عنادل تو نہین ہے

بیکار ہے قارون کی طرح ہو جو زر دل
دولت ہو تو کس کام کی ہے دل تو نہین ہے

اے ماہ تعلی مری کہتی ہے مجھ سے
اس طرح کا ناقص کوئی کامل تو نہین ہے

نکل آؤ جو پردہ سے تو باتو نکا مزا ٹھہرے
ہمارے آپکی جو ٹھہرنا ہو برملا ٹھہرے

یہ روح و جسم یون آپسمین صورت نغمہ ٹھہرے
کہ دم بھر کو حباب بحر مین جیسے ہوا ٹھہرے

رہین مشتاق نظارہ کہ وعدہ کی دفا ٹھہرے
تماشائے قیامت دیکھئے آنکھو مین کیا ٹھہرے

شہید شوخئی رفتار جس گل کی ہوا ٹھہرے
کھو کس رنگ سے اوسکا زمین پر نقش پا ٹھہرے

جو تیرے شکر نعمت سی ترانا آشنا ٹھہرے
زبان گنگ ٹھہرے وہ وہان بے صدا ٹھہرے

جو کہتا ہون ٹھہر کر حال دل سنلو تو کہتے ہین
بلا پیچھے لگا نیکو یہان کسکی بلا ٹھہرے

ہمین امید کیا ہو آرزوئے دل بر آنیکی
انیس یاس و حسرت جب ہمارا مدعا ٹھہرے

وہ فرماتے ہین اکثر زینت کاکل کو سوئین
وبال جان ہوئے گیسو ہمین کالی بلا ٹھہرے

کسیکا دل ستانا میری جان اچھا نہین ہوتا
قیامت آئی اس جھگڑے کا جسدن فیصلا ٹھہرے

نہ کیون قہر الٰہی ان بتون کی مہربانی ہو
قضائے جان عاشق جب حسینونکی ادا ٹھہرے

دم تقریر ہوتی ہے حلاوت روحکو حاصل
تری شیرین بیانی کا زبان پر کیا مزا ٹھہرے

وہان بانگ درا ہو شور غل اللہ و اکبر کا
جفا و جور قاتل کا جہان پر قافلا ٹھہرے

ہزارون خون ناحق اوسکی دروازہ پہ ہوتی ہین
نہ کیون گنج شہیدان یارکی دولتسرا ٹھہرے

مثال خضر جو کوئی بہت جینے پہ مرتا ہو
وہ ہی ظلمات مین جا کر پئے آب بقا ٹھہرے

برائی تم کرو مجھسے مرے حقمین بھلائی ہو
تمھارا بے تکلف کوسنا مجھکو دعا ٹھہرے

ملک جن و بشر بندی ہین اونکے بے نیازی کی
عروج حسن سے یہ بت بھی شان کبریا ٹھہرے

سنا کچھ عرض مطلب کو نہ پوچھا حال دل اپنا
اگر آئے تو کیا آئے اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

جہان ثابت قدم ہم ساطریق عشقبازین / ہماری سامنے کیا شمع کوئی دوسرا ٹھہرے
جہان کوئی حسین دیکھا ہمین اللہ یاد آیا / نہ کیونکر جلوۂ حسن صنم شکلِ خدا ٹھہرے
مری پاپوش ٹھکرائے نہ تاج و تخت شاہی کو / جو تیرے فضل کا سایہ مجھے ظلِ ہما ٹھہرے
قیامِ ہستی موہوم وقفہ ایکدم کا ہے / مسافر تھے عدم کے ہم بھی اس منزل مین آ ٹھہرے
قدم انداز سے باہر نکالا نازنے اوسکے / دمِ رفتار دلبر کیا زمین پر نقشِ پا ٹھہرے
اگر نیرنگ حسن و عشق کو دیکھا چاہے / مرا رنگ پریدہ طائرِ رنگ حنا ٹھہرے
کنارہ روح کرجاتی ہے وقت مرگ انسان سے / قیامت ہے مصیبت مین جو ایسا آشنا ٹھہرے

تجھے پیسا نہین گردش نے انکی راتدن کیا کیا
فلک میرے لئے اے ماہ سنگِ آسیا ٹھہرے

رات اکیلے مری بسر نہ ہوئی / تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی
ہم تھے بیتاب وصل مین شب بھر / نیند مین اون کو کچھ خبر نہ ہوئی
سیر امر نا تھا یا تماشا تھا / اہل ماتم کی چشم تر نہ ہوئی
جی بہلتا ہے تجھ سے ضبط فغان / نہ ہوئی آہ بے اثر نہ ہوئی
ضبط و سودا وہ عشق و الفت سے / دلکی دل کو اگر خبر نہ ہوئی
رہتے ہاتھو نہین صورت خطِ دست / خیر گذری تری کمر نہ ہوئی
روز افزون تھا جوش عہد شباب / صبح پیری کی دوپہر نہ ہوئی
ہم وہ تنہا ہون کوئی غیر نہ ہو / کبھی صحبت یہ اونکی گھر نہ ہوئی
موت کہتی ہین کسکو زیست ہی کیا / مجھ کو یہ فکر عمر بھر نہ ہوئی
کوئی قاتل مین جان دیکے چلے / جب کسیطرح سے گذر نہ ہوئی

شب غم ہوگی ماہ صبح امید
کون سی رات کی سحر نہ ہوئی

ہستی میں فکرِ عیش اگر دلکو ساتھ ہے
آخر کو رنج شادیِ غافل کے ساتھ ہے

کیا قیس نامراد کی مٹی خراب ہے
ہر وقت گرد باد سا محمل کے ساتھ ہے

روزِ ازل سے سر کو ہے سودائے زلفِ یار
قسمت کا پیچ میرے سلاسل کے ساتھ ہے

محبوب و خوش نما ہیں یہ مٹی کی مورتیں
جب تک کہ روح کالبدِ گل میں ساتھ ہے

کیا شان ایزدی ہے حسینوں کے حسن میں
عنصر ایک اور نور کا یہاں گل کے ساتھ ہے

سنتا ہوں زور شور یہ رنگِ ملیح کا
کانِ نمک بھری ہوئی ہر تل کے ساتھ ہے

ہیں اس چمن میں عاشق و معشوق نغمہ زن
قلبانگ بھی تو شورِ عنادل کے ساتھ ہے

ہر اک دہانِ زخم سے ہے شورِ مرحبا
جوہر بنا یہ خنجرِ قاتل کے ساتھ ہے

کس درجہ مجھ کو شوقِ شہادت تھا دیکھنا
سر اپنا بعدِ قتل بھی قاتل کے ساتھ ہے

رکھتی ہیں بت خدا سے زمین آسمانکا فرق
وہ حق نہیں جو دعوئے باطل کے ساتھ ہے

عاصی کو ڈر عدالتِ عادل کا چاہیے
انصاف ہر گھڑی حق و باطل کے ساتھ ہے

دیکھو فروغِ حسن کا بیجا غرور ہے
وہ ہیئتہ بھی نقص کاسہ کامل کے ساتھ ہے

ہر دم عذاب گور ہے قالب میں روح کو
دل جب سے ایک حور شمائل کے ساتھ ہے

حسرت وصالِ یار کی کس سے بیان کروں
جو میری آرزو ہے مرے دل کے ساتھ ہے

ہر وقت کا شفیق ہے ہر حال کا رفیق
اے ماہ ایک داغ جو اس دل کے ساتھ ہے

مانعِ الفت ہوئی ہے بے اعتنائی آپکی
اپنے حق میں کتنی اچھی ہے برائی آپکی

ایسا بھی اب حسینوں میں نہیں ہر دل عزیز
قیمتِ یوسف ہے بہتر رونمائی آپکی

حسن پر ہر بت کو دعوی ہے بے نیاز یکا دیا
بندہ پرور دیکھ لی ہمنے خدائی آپکی

پاپنچون کو ہاتھ پر رکھکر نہ چلئے دیکھئے
بوجھ سے لچکی نہ یہ نازک کلائی آپکی

آرزوئے وصل میں جینے سے بہتر موت ہے
صلح سے اچھی سمجھتا ہوں لڑائی آپکی

دست و پا بیکار ہو جاتی ہین فرطِ شوق سے
یاد جب آتی ہے مجھکو ہاتھا پائی آپکی

شیخ صاحب ہو شریکِ صحبتِ رندان اگر
دیکھ لین حضرت سلامت پارسائی آپکی

عقدۂ لاحل مراحل کیجیے بہر حسنین
یا علی مشہور ہے مشکل کشائی آپکی

ایک عالم کا اگر اے ماہ چکر کاٹئے
یار کی در تک نہین ممکن رسائی آپکی

حور کا ٹکڑا البشر کا ناز ہے
یہ نئی صورت نیا انداز ہے

مر دے جیتے ہین نگاہِ ناز سے
سحر کے بدلے یہان اعجاز ہے

اوبھرے اوبھرے جوبن اور پتلی کمر
کیا مناسب جسم کا انداز ہے

آمد آمد ہے شبابِ یار کی
انتہائے حسن کا آغاز ہے

ساز سامانِ طرب بیکار ہین
جب طبیعت ہمدم ناساز ہے

میرے نالے سنکے فرمانے لگے
بے اثر یہ درد کی آواز ہے

نام سنتے ہی رہے دیکھا نہین
اوس کمر مین غیب کا کچھ راز ہے

دل نہین میلا جو دلپر داغ ہے
عاشقون مین ماہ بھی جانباز ہے

جو کچھ بری بھلی ہے غرض جستجو تو ہے
پہلو مین تو نہین ہے تری آرزو تو ہے

رو تو ہنسی خوشی سے تری آبرو تو ہے
اے چشم تر جو اشک نہین ہے لہو تو ہے

کہتے ہین وہ جو پوچھیے اونسے ستم کی وجہ
اپنا مزاج اپنی سرشت اپنی خو تو ہے

حسرت کی جا نسیم ہے چاکِ قبائے گل
ورنہ ہر اک لباس مین جائے رفو تو ہے

صبر و قرار تاب و توان جاتی ہین تو جائین
پہلو مین اپنے داغِ دلِ ماہ تو تو ہے

درد و غمِ فراق کی ایذا تو ٹل گئی
اچھا ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

باغ جہاں میں ہائے ہوا کیسی چل گئی
تیوری چڑھی نگاہ اگر وہ بدل گئی
گھبرا کے روح جسم سے آخر نکل گئی
آیا زوال حسن گیا عالم شباب
جنگل میں شہر سے جو مجھے لیگیا جنون
کس رند مے پرست کا یہ جوش شوق ہے
مجھ ناتوان میں جان نہ پائی کبھی ذرا
اک شمع رو کی عشق میں گھل گھل کے مر گیا
بل تیری چال کی جو پسند آگئی اوسے
ہر دل خرام ناز سے پامال کر دیا
ملبوس تنگ نے اوسے دونا کیا حسین
دل پھنس کے دام زلف سے چھوٹا نہ اشکر
مجھ سوختہ جگر کا لہو جسمیں لگ گیا
سبزہ ہے عکس زلف سے موتی وہ کان کا

دو دن میں ان گلوں کی جو رنگت بدل گئی
یہ دیکھنا کہ بزم میں تلوار چل گئی
یہ جان وہ ہوا تھی کہ آج آئی کل گئی
اوبھر دو پہر تری دم بھر میں ڈھل گئی
وحشت سے وحشیوں کی طبیعت بہل گئی
پیر مغان شراب جو خم سے اوبل گئی
بالین سے میری ہاتھ ہی ملتی اجل گئی
ہڈی ہر ایک موم کی صورت پگھل گئی
ایڑی کو چھو کے زلف رسا سر کی ڈھل گئی
رفتار یار دیکھئے کیا چال چل گئی
تصویر یار نور کے سانچے میں ڈھل گئی
آئی ہوئی بلا یہ میری سر سے ٹل گئی
ایک لخت آبلوں سے وہ تلوار پھسل گئی
دیکھو بلا کا زہر یہ ناگن اوگل گئی

اہل کمال کو نہ زوال آیا ایکدن
کب داغ دل سے ماہ کی صورت بدل گئی

مجھکو غم ہو تو ہو خوشی دل کی
خون رولائے ہمیں ہنسی دل کی
سوز پروانہ اسپہ روشن ہے
کس سے بگڑی کہ جان پر ہی بنی
روز ازل سے تا دم آخر

دشمن جان ہے دوستی دل کی
آپ دیکھیں یہ دل لگی دل کی
شمع سے پوچھنے لگی دل کی
غیر حالت ہے ہر گھڑی دل کی
نکلی حسرت نہ ایک بھی دل کی

کیا کرو تلاش دلبر مین ہائے — شوق کرے گا رہبری دل کی
دلبر بے وفا کے بس مین ہے — ہائے تنہائی بیکسی دل کی
سخت نافہم ہے وہ نادان ہے — بات مانے جو آدمی دل کی
شیشہ بہتر ہے سامنے اسکی — اللہ اللہ نازکی دل کی
خوگر جور ناز پرور ہے — عشق کرتو ہی منصفی دل کی
درد کی اک گرہ تھی پہلو مین — یہ حقیقت ہین کھلی دل کی

یار غم سے ہے تو آشنا ہی داغ
ماہ دیکھی یہ دل لگی دل کی

کیا کہئے ہجر یار مین کیونکر بسر ہوئی — مر مر کے رات کاٹی قیامت سحر ہوئی
اے سیر جان دل کی لگائی کا لطف کیا — جب تک کہ حال دل کی نہ دلکو خبر ہوئی
فریاد تو وہی ہے کہ فریاد رس سنے — کس کام کی ہے آہ اگر بے اثر ہوئی
آنکھو نہین ہے مگر نہین دیکھا ہے آنکھ سے — تار نظر ہمارا تمہاری کمر ہوئی
نالونسے اپنی آہ و فغان تھی جہان مین — رونا ہمارا دیکھ کے ہر چشم تر ہوئی
وعدہ پہ تم نہ آئے یہان انتظار مین — شب سی سحر سحر سے مجھے دوپہر ہوئی
تیر نگاہ یار کا جب سامنا ہوا — پتلی ہر ایک آنکھ کی سینہ سپر ہوئی
فکر جفا و جور خیال ستم ہوا — اونکو اداؤ ناز سے فرصت اگر ہوئی
جان تنگ آگئی ہے غم ہجر یار سے — ٹھہرا جو دل تو شدت درد جگر ہوئی

دیکھا ہے ہنسی آپ قدم پھیر لیا ادھر
اے ماہ شکل گردش قسمت ادھر ہوئی

جلوہ گر شعلہ عارض جو تمہارے ہوتے — شعل طور کی خاموش شرارے ہوتے
ماہ کامل ابھی ان آنکھونکی تارے ہوتے — روئے جانان کی میسر جو نظارے ہوتے

اسطرح آپ سینہ کو او بھاری ہوتے — دل جگر دونون جو پہلو مین ہماری ہوتے
غم جدائی کا شب ہجر کا رونا جاتا — وصل حاصل تھا جو وہ ساتھ ہماری ہوتے
زہر انعین ہو گیا ہے آب بقا قسمت سے — زندہ کیونکر لب جان بخش کی ماری ہوتے
کہان جاتے ہین سفر کیسا ہی منزل کیسی — رہ رو ملک عدم تجھ کو پکاری ہوتے
غل تری بسملو نکا ہے یہ تری کوچہ مین — ٹھنڈی ٹھنڈے کہان اس جا سے سدھاری ہوتے
دل عشاق اگر پیچ مین آئین آئین — سنتے گیسوے پریشان تو سنواری ہوتے
نزع کیوقت جو وہ دیکھنے آتی مجھ کو — اور دو دم مجھے جینے کے سہاری ہوتے

غل ماہ مین ہوتے جو برج افلاک
محرم یار کے سیاری ستاری ہوتے

قصہ ہی نامیون کا فقط یادگار ہے — بہرام گور ہے نہ خاک مزار ہے
سرو ہی تیرے بلند جو ای شہسوار ہے — کس خاک رکا یہ ہوا پر غبار ہے
محرم سے اون کچھ نکو ستم کا ادھار ہے — برچھی سی ایک ایک کلیجہ کے پار ہے
شان و شکوہ گور غریبان نہ پوچھئے — جو ذرہ خاک کا ہی چراغ مزار ہے
کس رشک شمع طور کی آمد ہی بزم مین — جو آنکھ ہے وہ فرش رہ انتظار ہے
وہ بلبل قفس وہ اسیر محن ہو گئین — جسکا ہر ایک نالہ بجائے ہزار ہے
کیف مئے وصال سے ہر سو ہی بیخودی — بدمست ہم ہین نیند کا اونکو خمار ہے
قالب کہین ہی روح کہین جان و دل کہین — ہمکو فراق یار مین کیا انتشار ہے
ہر دم بگڑ بگڑ کے نہ صورت بنائیے — آئینہ مجھکو آپ کی دل کا غبار ہے
درد غم فراق مین کسکو سنائیے — منہ کو کلیجہ آتا ہے دل بیقرار ہے
صیاد خلق آنکھین ہین اوس خوش نگاہ کی — جسکو جہان مین دیکھا وہ انکا شکار ہے

برسون سے ماہ فکر سخن کا نہین ہی شوق

بھولا ہوا کلام میرا یادگار ہے

نالۂ دل جو سنائی مین نے — ہوش بلبل کے اوڑائے مین نے
گل پہ گل سیکڑون کھائے مین نے — ہاتھ گلدستے بنائے مین نے
درد دل کا جو مزا تھا جی کو — آہ کو لب نہ ہلائے مین نے
خون دل روکے انھین آنکھونسے — رنگ کیا کیا نہ جمائی مین نے
صفت دیدۂ قاتل لکھ کر — درد و غم یار ہین پائے مین نے
دیسا اک عمر کا ہمدم کھو کر — خوب مضمون لڑائے مین نے
جب ترے بزم مین بیٹھا آکر — رنج کیا کیا نہ اوٹھائے مین نے
مرتے دم روکے ہنسایا اونکو — گل خزان مین بھی کھلائے مین نے
دل جگر عشق مین کھوئے دونو — کر دئے اپنے پرائے مین نے

ماہ کس منھ سے ہو شاکر نعمت
داغ کس لطف سے کھائی مین نے

غیرون سے ہی در پردہ ملاقات تمھاری — آخر نہ چھپی کھل گئی اوقات تمھاری
اللہ تو پوچھے اگر بات تمھاری — مشہور خدائی ہو کرامات تمھاری
خاموشی مین ہے لطف بیان لاکھ طرحکا — کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات تمھاری
کیا زور تھا کیا شور تھا اک قطرۂ خون کا — اے حضرت دل دیکھی کرامات تمھاری
چڑیا جو چھینی ٹھیک تو اوڑنی لگا جوبن — محرم سے پری ہو گئی کیا گات تمھاری
بسمل کی تڑپ آٹھ پہر حالت دل ہے — رہتی ہے مجھے یاد جو دنرات تمھاری
بندہ نہ تمھارا ہو کوئی بندۂ اللہ — مشہور ہے بیرحم تو ذات تمھاری
نے جان ہی قالب مین نہ پہلو مین مرا دل — اے درد و الم کیا ہو مدارات تمھاری
زلفون مین پھنسانا کبھی دل ہاتھ مین لینا — یہ داؤ ہے یہ پینچ ہے یہ گھات تمھاری

ٹھکراؤ تو مردہ کو کرو زندہ جلاؤ یہ | جان ڈال دے عزا مین ابھی لات تمھاری
گھر آکے مرے وصل سے مجھکو کیا ممتاز | بندے پہ یہ بخشش یہ عنایات تمھاری

روشن ہے زمانہ مین انھین دو کا ہی جلوہ
دن مہر کا ہے **ماہ** تو ہے رات تمھاری

تری وضع دلکش نرالی ہوئی ہے | بڑا جال برقع کا جالی ہوئی ہے
ستم چشم میگون کی لالی ہوئی ہے | بھری ایک بوتل جو خالی ہوئی ہے
اوٹھے تو گرے گردہ کیطرح سے | یہ افتادِ قسمت کی ڈالی ہوئی ہے
تصور نے تصویر کھینچی ہے تیری | مجسم شبیہ خیالی ہوئی ہے
میرے اشک گلگون نکے دیکھو شگوفے | مژہ اپنے پھولون کی ڈالی ہوئی ہے
دکھائی مقدر نے شکل تغیر | طبیعت کو جب کچھ بحالی ہوئی ہے
شبِ تیرہ ہجر کا یہ اثر ہے | سپیدی سحر کی بھی کالی ہوئی ہے
بہارِ چمن کی ہے کیا آمد آمد | جو سرسبز ہر خشک ڈالی ہوئی ہے
سنان اوس نگہ کی گذرتی ہی دل سے | یہ برچھی مری دیکھی بھالی ہوئی ہے
جوانان میکش کی جان دختِ رز ہے | کہ پیرِ مغان کی یہ پالی ہوئی ہے

سنو میرزا **ماہ** یہ وہ زمین ہے
جہان پست ہر فکر عالی ہوئی ہے

خودی کیا ہتو نمین سمائی ہوئی ہے | سمجھتے ہین اپنے خدائی ہوئی ہے
شبِ وصل کیا ہاتھا پائی ہوئی ہے | بڑی مشکلون سے صفائی ہوئی ہے
طبیعت نہین تمپر آئی ہوئی ہے | ازل سے ہمین آشنائی ہوئی ہے
صبا نکہتِ گل سے تحقیق کرنا | یہ بو باس کسکی اوڑائی ہوئی ہے
مرا زنگ دل خاکساری نے کھویا | کدورت سے حاصل صفائی ہوئی ہے

جسے دیکھو ہے وہ بندہ بتون کا — خدائی مین اُن کی خدائی ہوئی ہے
ہیری تیرہ بختی کا دیکھو تماشا — گھٹا سی ہر اک سمت چھائی ہوئی ہے
قبائے گل و لالہ اے رشک گلشن — ترے پیرہن مین بسائی ہوئی ہے
لگا کہنے گنج شہیدان مین قاتل — یہ بستی ہماری بسائی ہوئی ہے

ابھی میرزا ماہ داغ جگر سے
مکدر بہت میرزائی ہوئی ہے

نہ آئے کام جو اصلا کسی کے — خدا وہ بت بنینگے کیا کسی کے
اوٹھائین بار کیون بیجا کسی کے — نہ ہم عاشق نہ ہم شیدا کسی کے
کلیجہ ل کے دلمین چٹکیان لین پہ — ستمگر ہین وہ دست حنا کسی کے
نظر آئین گے جنگل رشک گلزار — سپ چلے وحشی سوے صحرا کسی کے
ہمین اک بات ہے اعجاز عیسیٰ — لب جان بخش ہین گویا کسی کے
محبت جو سمجھتے ہین عداوت — بھلا وہ یار ہونگے کیا کسی کے
ہوئی ہین جان بلب ہم دردسر سے — لگا جب پانو نہین کانٹا کسی کے
دل و جان سے فدا ہون لاکھ عاشق — نہین ہونیکے بت اصلا کسی کے
رہا پردہ نہ کچھ شرم و حیا کا — گئے جب بند محرم وا کسی کے
غضب ہی پیار آفت ہی عنایت — نئے انداز ہین کیا کیا کسی کے

فروغ بخت سے اے ماہ ہم بھی
کبھی تھے آنکھ کا تارا کسی کے

ہاتھ وہ دہوتے نہین مہدی لگانیکو — یہ بہانہ ہے ہمارا خون بہانیکے لئے
فکر مین بیٹھے ہین جب میرے اوٹھانیکے لئے — غیر کا زانو وہ زانو سے دبانیکے لئے
نار قاتل ہے ہمارا سر اوٹھانیکے لئے — آب خنجر ہے لہو میرا ابھانیکے لئے

وصل کی شب کیا بلائیں لین منانیکے لئے
ساتھ اپنے ایک فتنہ کو سلانیکے لئے

دیکھنا خالی نہین قہرِ خدا بھی حسن سے
بت بنائی عاشقونکا دل کھانیکے لئے

بلبلِ نالان یہ نالا ہی چمن مین باغبان
شاخِ گل پر آشیان بلبل بنانیکے لئے

او ستمگر جسقدر تیرے شہیدِ ناز ہین
آب خنجر چاہیے اونکی نہانیکے لئے

سر جدا کرتا ہے قاتل پا لگاتا ہے گلے
پانون پڑتا ہون مقدر آزمانیکے لئے

باغبان صیاد سے پہلے اجازت مانگ لے
آشیان گلزار مین بلبل بنانیکے لئے

فرقتِ دلدار مین پوچھو نہین کیا حال ہے
مین ہون غم کھانیکو غم ہے میرے کھانیکے لئے

اس دلِ دیوانہ کی یہ ہے تمنا رات دن
وہ مرے ہاتھ آئے پہلو مین سُلانیکے لئے

کیا جانے کس پری سے مری آنکھ لڑ گئی
یہ دل پہ آئینہ ہے کہ صورت بگڑ گئی

حاصل ہوا نہ کچھ بھی حسینونکے عشق مین
جتنی جمی تھی اپنی طبیعت اوکھڑ گئی

بوسے لئے بلائین لین چھاتی لگا لیا
اے دل شبِ وصال تجھے لوٹ پڑ گئی

ہنسنے مین عکس جب دُرِ دندان کا پڑ گیا
بجلی تمہاری کان کی ہیرونسے جھڑ گئی

ٹانکا ہلا نہ جامۂ وحشت کا ایک بھی
گو کھال جسمِ قفس کی ساری اودھڑ گئی

وہ نامراد ہون کہ نہ پھولا پھلا کبھی
پتی بھی میرے نخلِ تمنا کی جھڑ گئی

پہلو سے وہ چلا تھا کہ قالب سے جان چلی
ویران گھر ہوا مری بستی اوجڑ گئی

اے ماہ بینوا کا ہے اللہ ہم نوا
کشتی کہان فقیر کی خشکی مین اڑ گئی

کاٹ اوس تیغِ نگہ کا دل سے پوچھا چاہئے
زخم کاری ہے کہان بسمل سے پوچھا چاہئے

خونِ ناحق ہو گیا ہے کیون حسینونکو حلال
غیرتِ یوسف کسی قاتل سے پوچھا چاہئے

بندہ پرور کچھ نہ پوچھو مجھسے جی کی آرزو
حال میرے دلکا اپنے دلسے پوچھا چاہئے

ستم ہی جلوہ روی روشن کا دل مجروح کو
چاندنی کی خوبیاں کھال سی پوچھا چاہیے

ڈھونڈتا ہو جیسے مسافر کو سراغ قافلہ
نقش پائی راہ رو زلف سی پوچھا چاہیے

ماہ عالم تاب مین کیون نقص کا دھبا لگا
مہربان یہ مرشد کامل سے پوچھا چاہیے

مرا دل کسی بت کو کیا چاہتا ہے
وہ ہوتا ہے جو کچھ خدا چاہتا ہے

بت بیوفا سے وفا چاہتا ہے
خدا جانے ای دل تو کیا چاہتا ہے

اک عالم مین ہے گرم بازار سودا
کہین کوئی یوسف بکا چاہتا ہے

صدا قہقہون کی ہے بلبل کی تلے
چمن مین کوئی گل کھلا چاہتا ہے

وہ چپ چپ کی صورت دکھانی لگی ہین
اب آنکھونکا پردہ اوٹھا چاہتا ہے

کسی زلف کافر کا سودائی ہو کر
یہ دل سر پہ لینا بلا چاہتا ہے

زر و مال کا کیا ہے انسان حریص
کہ قسمت سی بھی کچھ سوا چاہتا ہے

جدا ہو نہ مجھسے جبینِ نیاز
یہی یار کا نقش پا چاہتا ہے

شبِ وصل مین بند محرم سے اونکے
مرا عقدۂ دل کھلا چاہتا ہے

کوئی بلبل زار گرمِ فغان ہے
کہ رنگ رخ گل اوڑا چاہتا ہے

مین عاصی ہون اور تو ہی رب غفور
گنہگار عفوِ خطا چاہتا ہے

مزا ہے محبت کا جب ہر طرح
اگر ایک کو دوسرا چاہتا ہے

ترے مصرعۂ قد کو طوبیٰ لکھون
تعلی یہ ذہنِ رسا چاہتا ہے

کبھی بوسۂ لب جو مانگا تو بولے
مرے مونھ سی کچھ تو سنا چاہتا ہے

غم و رنج کھانے کا خوگر ہو ماہ
اگر درد دل مین مزا چاہتا ہے

دشمن پہ کیجئے اگر احسان ابھی ابھی
ہو جای شکل دوست ثنا خوان ابھی ابھی

وہ رشک حور آئی جو ہو لیسے اسطرف
جنت ہو میرا خانۂ ویران ابھی ابھی

اللہ اوس پری پہ اگر اختیار دے
مشہور ہوون مین رشک سلیمان ابھی ابھی

سن لون تری زبانسے جو وعدہ وصال کا
مطلب مرا برائے مری جان ابھی ابھی

مجنون اگر ہو وحشت دلمین ترے اثر
لیلی روان ہو سوئے بیابان ابھی ابھی

وحشت مین شعر کا کہین سودا جو سر چڑھی
مصرعے لکھون مین دست و گریبان ابھی ابھی

اوس گل کو دیکھکر چمن روزگار مین
نغمہ سرا ہو بلبل نالان ابھی ابھی

اتنا کہین کہو کہ مین صدقے کرون تجھے
ہو جاؤن لاکھ جانسے قربان ابھی ابھی

ادنی سا اک کرم ہے یہ رب کریم کا
کردے گدا کو غیرت سلطان ابھی ابھی

اے ماہ بزم عیش تجھے عالم تھا نور کا
پیش نظر تھا وہ مہ تابان ابھی ابھی

جب تک رہی تھے آپ دوپٹہ سنبھالتے
سب کچھ مین دیکھتا تھا مری جان ابھی ابھی

بیچین ہو گیا تری صورت کو دیکھکر
اچھا بھلا تھا یہ دل نادان ابھی ابھی

مجھ بلبل قفس کے اگر سنئے داستان
غنچہ صفت کھلین لب خندان ابھی ابھی

تجھکو بھولی جو شب وصل نہین تھوڑی سی
دل بیتاب کو تسکین ہو حسین تھوڑی سی

جلوۂ حسن جو در پردہ دکھاتا ہے مجھے
کر کسی دلمین جگہ پردہ نشین تھوڑی سی

اچھی صورت پہ ہے بت بل کی طرحدارئین
نقشا بگڑا جو پڑی چین بہ جبین تھوڑی سی

دیکھین دنیا مین بھی جنت کا تماشا آنکھین
جائے آرام جو ملجائے کہین تھوڑی سی

صبح ہووے نہ شب وصل مری باتونمین
رات باقی ہے اب اے زہرہ جبین تھوڑی سی

کھینچ لے دل مین تصور جو وہ پیارا نقشا
صورت یار ہے نقش نگین تھوڑی سی

صدمۂ ہجر جو دشوار تھی جھیلی تونے
سختئ مرگ تو ہی جان حزین تھوڑی سی

یاد ہے شکر و شکایت کا زمانہ گذرا — مہلت اے دل ہی دم باز پسین تھوڑی سی
دین و دنیا کی سوانح ہزاروں اسمین — گو ہے تحریر ترے خط جبین تھوڑی سی
قصر و ایوان کی بنا دار فنا سے اٹھتی — پاتے راحت نہ مکانین جو مکین تھوڑی سی
سیر کر گنج شہیدان کی بھی چلکر قاتل — تیرے کشتون نے بسائی ہے زمین تھوڑی سی

ماہ کچھ دور نہین فکر رسا کی نزدیک
آسمان سی بھی جو اونچی ہو زمین تھوڑی سی

کیا کہئے ہجر یار مین کیونکر بسر ہوئی — مر مر کے رات کاٹی قیامت سحر ہوئی
یہ دیکھنا دکھائیگا آفت کا سامنا — محشر بپا اگر تری ترچھی نظر ہوئی
اے میر جان دلکے لگانیکا لطف کیا — جب کچھ بھی حال دلکی نہ دلکو خبر ہوئی
فریاد تو وہی ہے کہ فریادرس سنے — کس کام کی وہ آہ اگر بے اثر ہوئی
آنکھ ہی نہین ہے گر نہین دیکھا ہی آنکھ سے — تار نظر ہمارا تمہاری کمر ہوئی
نالونسے اپنے آہ و فغان بھی جہان نہین — رونا ہمارا دیکھ کے ہر چشم تر ہوئی
وعدہ پہ تم نہ آئے یہان انتظار مین — شب سی سحر سحر سے مجھے دوپہر ہوئی
تیر نگاہ یار کا جب سامنا ہوا — پتلی ہر ایک آنکھ کی سینہ سپر ہوئی
فکر جفا و جور خیال ستم ہوا — اونکو ادا و ناز سے فرصت اگر ہوئی
جان تنگ آگئی ہے غم ہجر یار سے — ٹھہرا جو دل تو شدت درد جگر ہوئی

دیکھا ہے جنے آپ قدم پھر گئے ادھر
اے ماہ شکل گردش قسمت جدھر ہوئی

آجتک عشق مین ذلت مجھے حاصل ہے — غم وہ ہے درد وہ ہی داغ وہ ہی دل وہ ہے
لاکھ دم دیتا ہون دم پر مرے چڑھتا ہی نہین — مجھسے منھ پھیری ہوئے خنجر قاتل وہ ہے
فیض فیاض سے ناکام ازل سے محروم — آب دریا سے نہ تر ہو لب ساحل وہ ہے

جانے والے کو جہان جاکے گذرنا ہے ضرور
رہرو ملک عدم پہلی ہی منزل وہ ہے

آہ و فریاد و فغان بانگ درا ہے جسکی
حضرت خضر رہ عشق کی منزل وہ ہے

روح سے ہوتی ہے سب زینت اعضائے بشر
بزم ہستی کے لئے رونق محفل وہ ہے

غم دنیا سے ہے اندیشۂ عقبیٰ بڑھکر
جان کھوکر بھی نہ آسان ہو مشکل وہ ہے

کان رکھکر کبھی اک گل کو نہ سنتے دیکھا
باغبان باغ مین پر شور عنادل وہ ہے

ولہ

بہکے نہ وقت نزع تری نام کے لئے
گویا زبان ملی ہے اسی کام کے لئے

کسرا کا وہ محل نہ فریدون کا طاق ہے
شاہونکا یان نشان نرہا نام کے لئے

افشان چھڑک نہ کاکل عنبر سرشت پر
دانہ نہین ضرور ہے اس دام کے لئے

عریان تھا مین از پئے کفن کی تلاش مین
آغاز ہی سے فکر تھی انجام کے لئے

طوف حرم مین وحشت دل تیری ہاتھ سے
حرمت رہی نہ جامۂ احرام کے لئے

ہے برق طور شمع تجلی تو سر بسر
حلّے ہین نور کے تری اندام کے لئے

مجھ رند بادہ کش کا اگر اختیار ہو
دونون جہان کو بخش دون اک جام کے لئے

جسپر ظہور روز رہے نور طور کا
مہتابی چاہئے وہ تری بام کے لئے

ایذا کا یہ محل ہے تو گردش کا ہے مکان
بزم جہان مین جا نہین آرام کے لئے

وعدہ کیا جو رات کے آنیکا یار نے
ہین منتظر سحر سے رہا شام کے لئے

اے جذب دل تو یار کو مجھ تک نہ لا سکا
اتنا قصور کم نہین الزام کے لئے

سر تا قدم تھا محو شہادت مین کسقدر
بوسہ دہان زخم نے صمصام کے لئے

کیا کیا ہوا وہ تنگ جو ملبوس تنگ نے
بوسہ لپٹ لپٹ کے سب اندام کے لئے

دکھلائی ماہ مجھکو نشیب و فراز دہر
آنکھون نے لطف کر دئے ایام کے لئے

کیوں چھوڑے مجھ اسیر کو آزاد کیا کرے
خود پھنس گیا ہوں دام میں صیاد کیا کرے

سر پر جو آپڑے کوئی افتاد کیا کرے
قسمت ہی پھوٹ جائے تو فرہاد کیا کرے

جو ہو ازل سے قامت دلجو کا شیفتہ
وہ لیلی خوشنمائی شمشاد کیا کرے

جب ہو چمن میں تجھ سے سہی قد کا سامنا
غیرت سے گڑ نہ جائے تو شمشاد کیا کرے

جس نیم جان میں طاقت پرواز تک نہ ہو
بتلاؤ ایسی صید کو صیاد کیا کرے

کنج قفس دکھائی کہ تڑپائے دام میں
بلبل سے اور الفت صیاد کیا کرے

جو قتل کرکے کشتے کی صورت کو بھول جائے
بسمل کی ہچکیاں وہ بھلا یاد کیا کرے

معشوق کون کہتا ہے عاشق کی سرگذشت
شیریں بیان مصیبت فرہاد کیا کرے

دوزخ میں گھر ملا ہے بنائی بہشت سے
تقدیر کی برائی کو شداد کیا کرے

لاکھوں حسین غیرت یوسف بنا دئے
اس سے زیادہ حسن خداداد کیا کرے

فرمایا سنکے وعدہ فردا کے ذکر کو
بھولی ہوئی کہانی کوئی یاد کیا کرے

سودا کسی مژہ کا ہی جوش جنوں نہیں
میرا علاج نشتر فصاد کیا کرے

مجنوں نہیں ہوں بلکہ مجسم جنوں ہوں
کیا فصد فائدہ کرے فصاد کیا کرے

اللہ تو معین ہے بیکس غریب کا
کوئی سوا ترے مری امداد کیا کرے

غمگین اگر کسی سے کہے بھی تو کیا کہے
خاموشی کے سوا دل ناشاد کیا کرے

زاہد ادا ہو رند سے کیا حمد کبریا
مولا کی مدح بندۂ آزاد کیا کرے

فولاد سے جو سخت ہے وہ سخت جان ہوں یقین
موڑے نہ منہ تو خنجر جلاد کیا کرے

ہر دم فروغ حسن سے صورت ہو جو نئی
دیکھے اوسے تو صنعت بہزاد کیا کرے

جس ناتواں کو ضعف سے لب تک نہ ہل سکے
وہ درد دل سے نالہ و فریاد کیا کرے

اللہ دادرس ہے سمیع و بصیر ہے
بندہ بتوں کے جور کی فریاد کیا کرے

پابند زلف یار جو روز ازل سے ہوں
ایسے اسیر کو کوئی آزاد کیا کرے

ہر وقت ہی ہوا پہ وہ اپنا غبار ہے
آندھی ہماری خاک کو برباد کیا کرے

تصویر نو رہن گئین مٹی کی مورتین
ایجاد اور عالم ایجاد کیا کرے

ناقص کو ہو کمال نہ تعلیم سے کبھی
اصلاح شعر ماہ کو استاد کیا کرے

سورج سے ہے ماند یار کی گالون کے سامنے
کالی گھٹائین گرد ہین بالونکے سامنے

پھر عندلیب آمد فصل بہار ہے
صیاد پھر کھڑے ہین نہالون کے سامنے

طول شب فراق کا قصہ بیان کرین
ان لمبے لمبے گیسون والونکے سامنے

نیرنگی فلک سے تعجب نہین ہے ماہ
گورے شکست پائین جو کالونکے سامنے

مانع الفت ہوئی ہے دل اعتنائی آپکی
اپنے حق مین کتنی اچھی ہے برائی آپکی

موت کی سے ہے آشنائی آشنائی آپکی
روح و قالب سے جدا کر دی جدائی آپکی

آرزوئے وصل مین جینے سے بہتر موت ہے
صلح سے اچھی سمجھتا ہون لڑائی آپکی

آپ سا بھی اب حسینون مین نہین ہر دل عزیز
قیمت یوسف سے ٹھہری رونمائی آپکی

دست و پا بیکار ہو جاتی ہین فرط شوق سے
یاد جب آتی ہے مجھکو ہاتھا پائی آپکی

چلتے پھرتے آگیا جب برگ گل پانون تلے
سب کف پا ہمنے دیکھی ہین حنائی آپکی

حسن صنعت پر ہوا یکتائی کا دعوی وہی
صانع قدرت نے جب صورت بنائی آپکی

پاپوچونکو ہاتھ پر رکھکر نہ چلئے ناز سے
دیکھئے چھلکے نہ یہ نازک کلائی آپکی

چلنی چھیڑی خالی باتونکا ہو کیا مائل کوئی
وصل کے موقع پہ ہوتی ہے رکھائی آپکی

تم باؤلی کا سمجھا کے مجھے دھوکا ہوا
اپنے کانون مین صدا اسوقت آئی آپکی

حسن پہ دعوی ہے تو نکو بے نیاز بنا دیا
بندہ پرور دیکھ لی ہمنے خدائی آپکی

ایک عالم کا اگر اسے ماہ جگر کاٹئے

یار کے در تک نہین ممکن رسائی آپکی

جھپکی نہ برق سے نہ تجلیِ طور سے — جس آنکھ کو غرض ہی نقطۂ تیری نور سے
موسیٰ نہین جو دیکھ لون صورت مین دور سے — بندہ کا سامنا ہی ہر دم حضور سے
جلوۂ عام کیجئے نورِ جمال کا — یوسف کو لاؤن مصر سے موسیٰ کو طور سے
جاگے شبِ فراق کے سو کر مزار مین — چونکین گین روز حشر نہ آواز صور سے
کیفِ مے وصال سے بیخود ہون اسگھڑی — ہر ایک ہاتھ پاؤن بری ہی قصور سے
اچھی بنی بنائی نہ صورت بگاڑیئے — چین بر جبین نہ آئے ہمیشہ غرور سے
ہستی مین آ کے مجھکو یہ حالِ عدم کھلا — جانا ہے دور اور مین آیا ہون دور سے
کیا بُت بنے ہین حسن خداداد سے حسین — کرتے نہین ہین بات یہ چپ ہین غرور سے
صبحِ وصال ہوویگی اکدن شبِ فراق — پھرون یہ گفتگو ہے دلِ ناصبور سے
دل جل رہا ہی آنکھ سے جاری ہی سیل اشک — طوفان نوح جوش پہ ہی اس تنور سے
ہمنے جو کچھ کہا تو کہا آؤ ہوش مین — معلوم ہمکو ہوتے ہو تم بے شعور سے
بندہ گناہگار ہے کیسے کریم کا — مایوس کیون ہون رحمتِ ربِ غفور سے

مٹی خراب ہے کہ عزیز زمین ہوئی
یہ پوچھتا نہین کوئی اہلِ قبور سے

کیا فکر عیش ہو دلِ دلگیر کے لئے — تدبیر ہے خطا خطا تقدیر کے لئے
بے چین دل ہے زلف گرہ گیر کے لئے — سودائی یہ تڑپتا ہے زنجیر کے لئے
غصہ سے ابرؤن مین گرہ ڈالئے نہین — بل پڑنا عیب ہوتا ہے شمشیر کے لئے
حاصل ہوا ہے خواب مین مجھکو وصال یار — یوسف کو ڈھونڈھتا ہون مین تعبیر کے لئے
اونکے دہان تنگ مین کچھ گفتگو نہین — بیجا ہے فکر وسعتِ تقریر کے لئے
کیونکر نہون ہوا یہ ترے در کی خاکسار — ذلت گوارا کرتے ہین توقیر کے لئے

محو جمال یار تھا کس درجہ آئینہ
بوسے لپیٹ کی کاغذ تصویر کے لئے

اونکی زبان درازیان سنتا ہون چپ کھڑا
گویا زبان نہین مری تقریر کے لئے

قربان ہون مین شان غفور الرحیم کے
بندہ مجھے بنایا ہے تقصیر کے لئے

تیر بھی نگاہ دل پہ ہمارے نہ ڈالئے
دیکھو کبھی خطا ہے بڑی تیر کے لئے

دل کو دکھا دیا وہ کسی کی نگاہ نے
قربان جان صید تھی جس تیر کے لئے

جو گرد کوئے یار سمجھتے ہین کیمیا
وہ خاک چھانتے نہین اکسیر کے لئے

مٹی کے مول بکتے ہین عاشقونکے دل
دولت سرائے یار کے تعمیر کے لئے

اے حسین حسن دو روزہ کی حقیقت کیا ہے
چار دن بھی نہ رہی پاس وہ دولت کیا ہی

مجھ پہ بیداد ہے غیرون پہ عنایت کیا ہی
اپنا اپنا ہے یہ مقسوم شکایت کیا ہی

آؤ حال دل بیتاب بھی سنتے جاؤ
کتنی دلچسپ کہانی ہے حکایت کیا ہی

صفت یار مین ہر ایک زبان گویا ہے
بزم کس حسن کی ہے آج کی صحبت کیا ہی

کچھ سمجھتے نہین اے جان سمجھنے والے
کیا کہون مین دل بیتاب کی حسرت کیا ہی

ذبح کے وقت بھی قاتل سے لڑائین آنکھین
مرد جانباز ہون دیکھو مری جرأت کیا ہی

میری بیتابیو نپر وصل مین کہتا ہی وہ شوخ
کیون ہے بے چین تری جان پہ آفت کیا ہی

وہ مٹھائی ہے کہ جان دیتے ہین کھا کھا کے
تلخی مرگ مین کیا جانے حلاوت کیا ہی

لین جو زلفون کی بلائین تو کہا او کمبخت
تجھکو سودا ہی کہ آئی تری شامت کیا ہی

نام کو بھی نہین دارا و سکندر کا نشان
کچھ سنا طبل و علم والونکی نوبت کیا ہی

کہتے ہین کوچۂ محبوب کو رہنے والے
باغ فردوس ہے کیا گلشن جنت کیا ہی

دعوئے عشق پہ میرے وہ بگڑ کر بولے
دور ہو یان سے تجھے پاس محبت کیا ہی

کتنا میٹھا ہے تری تیغ کا پانی قاتل
دہن زخم سے پوچھے کوئی لذت کیا ہی

دوہی دنین نہ رہا آپکا وہ جوش شباب
آئینہ لیکے ذرا دیکھئے صورت کیا ہی

اپنے ہندونکو بنایا ہی بتونکا بندہ
او صنم دیکھ تو اللہ کی قدرت کیا ہی

وہ جو اٹھلا کے چلے ناز سے دو چار قدم
فتنۂ حشر پکارا یہ قیامت کیا ہے

یہ کہین آگ لگاتی ہین بجھاتی ہین کہین
اللہ اللہ بتون مین بھی شرارت کیا ہی

مر مٹے خاک ہوئی خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہو جائیے اب ہمسے کدورت کیا ہی

ماہ برسون سے نہین فکر سخن کا چرچا
جب زبان بند ہو تقصیر طبیعت کیا ہی

انیس نہربان صحبت کی قابل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی خالی نہ تھا پہلو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

کسی کے جلوۂ رخ سے یہان ہر رات بھی دن تھی
یہ اپنا جو پڑا خورشید منزل ہم بھی رکھتے تھے

ستم تونے کیا جو معرکہ مین ہمسے منہ موڑا
تمنائے شہادت تیغ قاتل ہم بھی رکھتے تھے

برہمن کیطرح برسون رہی نام خدا ہوئے
طبیعت ان بتون پر ایسی مائل ہم بھی رکھتے تھے

گئے نالی نہ چلائی کسی دم درد الفت سے
زبان گو تجھسے بہتر اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے

نظارے ادس رخ انور کو حاصل تم کبھی بیرم
انھین آنکھونکی تارے کال کو دل ہم بھی رکھتے تھے

گئے وہ دن کہ دخت رز سے صحبت تھی لب دریا
روان کشتی مے پہلوئے ساحل ہم بھی رکھتے تھے

فصل بہار مین یہ صدا ہی ہزار کی
ہر قمع ہے بگر خونکا کہ ٹٹی شکار کی

بھولے سے بھی نہ سیر کرو لالہ زار کی
دیکھو اگر بہار دل داغدار کی

کیونکر ورق اوڑا اسے نہ تلوار یار کی
ہڈی بھی کاغذی ہی مری جسم زار کی

وعدہ ترا نہ بات کوئی اعتبار کی
ہان ایکبار کی تو نہین لاکھ بار کی

قالب کہین ہے روح کہین جان و دل کہین
صورت ہی ان دنون یہ مری انتشار کی

بالونین بل چھڑ کا مصالحہ وہ ڈال کے
مٹی خراب کرتے ہین مشک تتار کی

کوچہ مین اپنے دیکھ کو دلچسپ کچھ زمین
کہنے لگی یہ جا ہی کیسکے مزار کی

اوٹھا تو آہ کی کہین بیٹھا تو رو دیا
یہ بیکلی کیا کہون مین دل بیقرار کی

چھڑا وہ او ترا او ترا وہ انکھین چڑھی ہی
چھپتی ہے کب چھپا سے صورت خمار کی

بد بد کی بوسے کھیلئے چوسر اگر حضور
خالی مزیسے چال نہو جیت ہار کی

آمد ہی بزم غیر مین کس خوش نگاہ کی
ہر آنکھ فرش ہے جو رہِ انتظار کی

بے حال صوفیونکو تری چال نے کیا
یارب کی یہ صدا ہی کہ گت ہی ستار کی

بندہ سے آپ ہو کی مکدر عبث عبث
برباد خاک کرتی ہین کیون خاکسار کی

نازو ادا و شرم کا کشتہ ہون ای صنم
فریاد ہی خدا سے انھین تین چار کی

مضمون چشم و ابروئے جانا کی فکر ہے
اب آہوے حرم پہ ہی نیت شکار کی

قہر خدا وہ آتش الفت ہے دوستو
چنگاری ایک برق بھی ہی جس شرار کی

شہناز کا ہی عطر پسینہ ترا پری
پوشاک ململی مین ہی بو باس ہار کی

کبر و غرور حسن سے ایسے ہوا پہ ہین
مین ہون پیادہ وہ نہین سنتے سوار کی

ستمگر سپاہ اور قاتل عالم بنی وہ آنکھ
لو مورچہ کی تیغ نگہہ ابدار کی

اے ماہ برسون گذری تجھے دیکھتے ہوی
عادت نہ بدلی گردش لیل و نہار کی

کج ادائی تیری یہ ابروی پرخم مین رہے
سرنگون تیغ اجل اس تیغ کی دم مین رہے

زینت بزم عزا ماہ محرم مین رہے
برسون طفل اشک شامل اہل ماتم مین رہے

وصل مین بھی وا انہو نے پائے ان ہاتھونسے ہائے
عقدہ دل یار کی پوشیدہ محرم مین رہے

کچھ مآل کار کا سوجھا نہ عقبی کا خیال
ایسے مستغنی الاحوال عالم مین رہے

کیف جب مے سے اوٹھا پیر مغان ہم تجھکو کیا
حوض کوثر مین ہی یا چاہ زمزم مین رہے

صبح ہوتی ہو گئی رخصت وہ باغ دہر سے
رات بھر جو گل کھلے اغوش شبنم مین رہے

کیف و کم کونین کا دکھلائی وہ مخمور چشم | یارب عالم کا تماشا ساغر جم مین رہے

ہم وہ رند لاو بالی ہین ازل سے ساقیا
محو ہو جائی جو صوفی ایک دم ہم مین رہے

اوس رخ پر نور پر حسن شباب آنیکو ہے | حشر ہوگا قد آدم آفتاب آنیکو ہے
بزم مین بے پردہ وہ مست شراب آنیکو ہے | حشر ہوگا قد آدم آفتاب آنیکو ہے
اب لڑکپن چھوڑ دے عہد شباب آنیکو ہے | نیند سے چونکو کہ سر پر آفتاب آنیکو ہے
اوس نشیلی آنکھ مین کیف شراب آنیکو ہے | نور کی جوبن پہ اب حسن شباب آنیکو ہے
تیرے کوچہ مین کوئی خانہ خراب آنیکو ہے | اس زمین پر آج تازہ انقلاب آنیکو ہے
پانو مین لغزش ہے لکنت ہے زبان یار کو | کچھ سوال وصل کا اب تک جواب آنیکو ہے
کثرت گریہ سے آخر سرخ آنکھین ہوگئین | اشک کی جا چشم سے کیا خون ناب آنیکو ہے
جور بیجا سے گذر اے بت خدا کا خوف کر | حشر ہوگا ایک دن روز حساب آنیکو ہے
وصل کی شب میری قسمت سے نہ گھبرا اس حضور | نور کا تڑکا ان آنکھون مین شتاب آنیکو ہے
گرمی مے سے ہوئی تحریر پسینے کی نمود | اوس گل عارض سے اب کھنچکر گلاب آنیکو ہے
دیکھکر اپنے گنہگارونکو قاتل ڈر گیا | مرحلہ مین جرم کر راہ ثواب آنیکو ہے
کیا بھروسا زیست کا دم بھر کی ہے کل کائنات | بحر ہستی مین ہر اک شکل حباب آنیکو ہے
گھٹ چلا زور جوانی ضعف پیری بڑھ چلا | رخصت اے موئے سیہ رنگ خضاب آنیکو ہے
دیکھئے تقدیر کا لکھا وہ کیا لکھے مجھے | نامہ بر لیکر میرے خط کا جواب آنیکو ہے
میکدہ گلشن ہے فیض ساقی گلفام سے | بنکے بلبل اب کوئی مرغ کباب آنیکو ہے

میرے مرقد کو صدا دی یہ دہان گور نے
ماہ سا مجھ مین غلام بوتراب آنیکو ہے

وعدہ وصل ترے بوسہ پہ پیغام رہے | غم ناکامی سے اس لگونکیون کام رہے

نزع مین کام و زبان سے نہ مجھے کام رہے
دلمین ہو یاد تری لب پہ ترا نام رہے

اپنے پہلو مین اگر اپنا دلارام رہے
جی کو تسکین رہے جانکو آرام رہے

فکر آغاز نہ اندیشہ انجام رہے
اپنے اللہ سے بندونکو اگر کام رہے

روز گلزار رہے میکدہ ساقی تیرا
رشک گل بادۂ رنگین سے ہر اک جام رہے

واے تقدیر کہ ہوئے تو قصور قسمت
سر پہ بندیکے مگر مفت کا الزام رہے

بات وہ کیجئے اس دار فنا مین حاصل
خاک ہو جاے نشان تنکی مگر نام رہے

خون عناب کیا اوس لب رنگین نے کبھی
گردش چشم سے پیتے کبھی بادام رہے

بت پرستی مین رہے یاد الٰہی دل کو
کفر وہ کیجئے جب کفر مین اسلام رہے

ہر گھڑی دل کے پھنسانیکا ہے سودا اوسکو
کیون پریشان نہ تری زلف سیہ فام رہے

منھ لگاؤن نہ کبھی دختر رز کو واعظ
ہم بغل مجھسے جو وہ ساقی گلفام رہے

مضطرب فکر و خور و خواب مین تھی آٹھ پہر
ہم اسی غم مین ہمیشہ صبح سے تا شام رہے

دیکھتے آنکھ لڑی دلکی خرابی آئی
دشمن جان کوئی ہو کوئی بدنام رہے

بالاخانہ پہ اگر سیر کو آؤ دم بھر
جلوۂ طور سے معمور ترا بام رہے

لب جان بخش کو ہمنے کیا عیسیٰ مشہور
بوسہ دینے کے عوض دیتے ہین دشنام رہے

ولہ

غیر ممکن ہے کہ پھر دل مری بر تک پہونچے
یہ وہ آواز ہے جسکی نہ مہر تک پہونچے

ہے یقین نالۂ دل اپنے اثر تک پہونچے
اونکے جو تیر نظر میرے جگر تک پہونچے

اوج خورشید سے بھی مرتبہ میرا ہو بلند
خاک پا اونکی جو اوڑ کر مرے سر تک پہونچے

آمد فصل بہاری کی خبر کیا ہو مجھے
جب ہوا بھی نہ قفس مین مرے پر تک پہونچے

ہے یقین فرط نزاکت سے وہ دوہری ہو جاے
نگہ شوق اگر اوسکی کمر تک پہونچے

دن بدن حسن سے تجھے شکل پری دکھلائے
شاد آباد ہمیشہ تری انکار رہے

اوسنے نکلا نہ کسی روز ہمارا مطلب
دیکھ لینے کے فقط ہم تو گنہگار رہے

مجھسے فرماتی ہین رہ وصل کا کچھ لطف نہین
دو گھڑی تک بھی جو آپس مین نہ تکرار رہے

تیغ مین نام اوسیکا ہو زبان پر میری
معرکہ مین یہ چمکتی ہوئی تلوار رہے

کرنے پاتے نہ ذرا غور سے فکر کامل
ماہ اس واسطے ناقص یہ اشعار رہے

قصیدہ جات

کمال رنگ جہان آجکل ہوا ہے زلب
خزان نے بند کئے بوستان کے سارے باب

ہوئے ہین خشک جو سرسبز تھے نہال چمن
نہ بارور رہے شجر اور نہ ایک گل شاداب

یہ کہتے پھرتے ہین صیاد و باغبان ہر سو
ہوا ہے باغ جہان سے نکیون ہو دل بیتاب

کسے دماغ کہ بلبل کی داستان کو سنے
کسے شناخت گل کاغذی ہویا ہے گلاب

کرین نہ فرق جواہر مین سنگ ریزہ مین
کہین پڑے ہوئے قران سراسری ہو کتاب

غزل کو قدسی کی اشعار عرفی بتلائین
نظامی جامی کی گنتی نہ انوری کا حساب

ہے کوان مدح کے قابل کسے کہون ممدوح
نہ راجہ کوئی نہ ایسا کوئی کنور نواب

بچشم غور جو دیکھا تو لال جانیو نہین
یہ اعتماد علی خان ہے گوہر نایاب

رئیس ابن رئیس اور زمین پر دو رہے
بجا ہے اوسکو جو استار انڈیا ہو خطاب

تمام ہند مین ہے روشنی اسی دم کی
یہی ہے مہر فلک سیر کا زمین پہ جواب

خود اہل جوہر و جوہر شناس اہل کمال
بعقل پیر بصورت جوان و سن شباب

فہیم و عاقل و بے مثل ناظم و ناظر
جو عقدے حل نہون ہر سو نہین اونکو کھولے شتاب

یہ اوسکے بحر کرم کا ہے شوق نظارہ
کہ سیر کو ہمہ تن چشم بن گیا ہے حباب

وہ برق وش ہی سواری کا بادپا گھوڑا
کمر رنگ مین تو ہے نقرہ مزاج مین سیماب

غرض وه آپ بهی سامان هی هر سب نادر — نظیر اوسکا ہے کوئی نه یه کهین اسباب
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کے — که تاه ایسے کا مداح هی به آب و تاب
وگرنه یونهین زمانه مین سیکڑون رهتے — کوئی ہے نام کو راجه تو هی کوئی نواب
گدائے گوشه نشینی تو حافظا مخروش — پس اونکو دور سے آهسته کهه مرا آداب
دعا په ختم کرون اب مین مدحت ممدوح — که خیر خواهی محسن هی آدمی کو ثواب
الهی یه رہے دنیا مین تا ابد قائم — بلند و پست جهانتک هو خرچ کا دولاب
همیشه قهر خدا مین رهین عدو اوسکے — همیشه مورد فضل کریم هون احباب

بقول حافظ شیراز اب ختم کیجے
فضول ہے مری دانست مین سوال جواب

مسدس

جولان کمیت خامه فکر رسا کرون — میدان نظم غیرت دشت خطا کرون
اوج زمین شعر فلک سی سوا کرون — جو قابل ثنا ہے مین اوسکی ثنا کرون
مضمون جو هاتھ آئے تو اس آب و تاب کا
گل هو چراغ روشنی آفتاب کا

بندش نئی هو اور هون مضمون دل پسند — هر لفظ پست سے هو عیان معنے بلند
لکھون اگر زبان کرون نطق کلیم بند — بهولین نه یاد دل سے اگر سنلیں هوشمند
مذکور جس جگه مرے ذهن رسا کا هو
وان شور واه واه کا صل علیٰ کا هو

ممدوح کے هو فیض سے مداح کو کمال — میری تعلیون کو نه پهونچے کبهی خیال
نازک خیالیون په تصدق هون خوشجمال — اهل سخن کهین که هی جادو کی بول چال
چالاک و چست هوی جو مضمون سست هو

دن بدن حسن سے تجھے شکل پری دکھلائے
شاد آباد ہمیشہ تری انکار رہے

اوسنے نکلا نہ کبھی روز ہمارا مطلب
دیکھ لینے کے فقط ہم تو گنہگار رہے

مجھسے فرماتی ہین وہ وصل کا کچھ لطف نہین
دو گھڑی تک بھی جو آپسمین نہ تکرار رہے

نزع مین نام اوسیکا ہو زبان پر میری
معرکہ مین یہ چمکتی ہوئی تلوار رہے

کرنے پاتے نہ ذرا غور سے فکر کامل
ماہ اس واسطے ناقص یہ اشعار رہے

قصیدہ جات

کمال رنگ جہان آبگل ہوا ہے نرطب
خزان نے بند کیئے بوستان کی ساری باب

ہوئے ہین خشک جو سرسبز تھے نہال چمن
نہ بارور رہے شجر اور رہا یک گل شاداب

یہ کہتے پھرتے ہین صیاد و باغبان ہر سو
ہوا ہے باغ جہان سے نکیون ہو دل بیتاب

کسے دماغ کہ بلبلون کی داستان کو سنے
کسے شناخت گل کاغذی ہے یا ہے گلاب

کرین نہ فرق جواہر مین سنگ ریزہ مین
کہین پڑے ہوئے قران سراسری ہے کتاب

غزل کو قدسی کی اشعار عرفی تبلائین
نظامی جامی کی گنتی نہ انوری کا حساب

ہے کون مدح کے قابل کسی کہون ممدوح
نہ راجہ کوئی نہ ایسا کوئی کنور نواب

بچشم غور جو دیکھا تو لال خانیو نمین
یہ اعتماد علی خان ہے گوہر نایاب

رئیس ابن رئیس اور زمین پر وہ رہے
بجا ہے اوسکو جو اسٹار انڈیا ہو خطاب

تمام ہند مین ہے روشنی اسی دم کی
یہ ہی ہے مہر فلک سیر کا زمین پہ جواب

خود اہل جوہر و جوہر شناس اہل کمال
بہ عقل پیر بصورت جوان و سن شباب

فہیم و عاقل و بے مثل ناظم و ناثر
جو عقدے حل نہون ہر سو نہین انکو کھولی شتاب

یہ اوسکے بحر کرم کا ہے شوق نظارہ
کہ سیر کو ہمہ تن چشم بن گیا ہے حباب

وہ برق وش ہے سواریکا باد پا گھوڑا
کہ رنگ مین تو ہے نقرہ مزاج مین سیماب

غرض وہ آپ بھی سامان ہی ہیں سب نادر
نظیر اوسکا ہے کوئی نہ یہ کہیں اسباب

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی سے
کہ آہ ایسے کا مداح ہو بہ آب و تاب

وگرنہ یوہین زمانہ مین سیکڑون رہتے
کوئی ہے نام کو راجہ تو ہے کوئی نواب

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش
پس اونکو دور سے آہستہ لکھ مرا آداب

دعا پہ ختم کرون اب مین مدحت ممدوح
کہ خیر خواہی محسن ہے آدمی کو ثواب

الٰہی یہ رہے دنیا مین تا ابد قائم
بلند و پست جہانتک ہو خرج کا دولاب

ہمیشہ قہر خدا مین رہین عدو اوسکے
ہمیشہ مورد فضل کریم ہون احباب

بقول حافظ شیراز اب عرض کیجے
فضول ہے مری دانست مین سوال جواب

مسدس

جولان کمیت خامہ فکر رسا کرون
میدان نظم غیرت دشت خطا کرون
اوج زمین شعر فلک سی سوا کرون
جو قابل ثنا ہے مین اوسکی ثنا کرون
مضمون جو ہاتھ آئے تو اس آفتاب کا
گل ہو چراغ روشنی آفتاب کا

بندش نئی ہو اور ہون مضمون دل پسند
ہر لفظ پست سے ہو عیان معنے بلند
کھولون اگر زبان کرون نطق کلیم بند
بھولین نہ یاد دل سے اگر سنلین ہوشمند
مذکور جس جگہ مرے ذہن رسا کا ہو
وان شور واہ واہ کا صل علیٰ کا ہو

ممدوح کے ہو فیض سے مداح کو کمال
میری تعلیون کو نہ پہونچے کبھی خیال
نازک خیالیون پہ تصدق ہون خوشجمال
اہل سخن کہین کہ ہے جادو کی بول چال
چالاک و چست ہوے جو مضمون سست ہو

لکھون شکستہ بحر تو بندش درست ہو

ہر مصرع مصرعۂ قدِ موزونِ حور ہو
ہر بیت قصر خلد برین بے قصور ہو
مطلع ہر ایک مطلع دیوان نور ہو
ہان طور ہو دوات قلم نخل طور ہو

کاغذ ہو مثلِ وادیٔ ایمن نگاہ مین
اندھے بھی فرق کر لین سپید و سیاہ مین

چہرہ عروس نظم دکھائے جو بے نقاب
آنکھون کو آئے مانند نظر نور آفتاب
ہر پیر کو ہو ولولۂ عالم شباب
بھولین غرور حسن حسینان لاجواب

دل تند رو نمائی مین سب نثار کرین
بت برہمن کو قائل شان خدا کرین

طبع روان بس اب تو رخ مدعا دکھا
صبح امید و شام طرب ایک جا دکھا
زر جس جگہ ہو خاک وہ دولت سرا دکھا
نخل مراد پھولتا پھلتا ہوا دکھا

لکھون وہ مدح جس سے کہ ممدوح شاد ہو
کم فرصتون کو سن کے توجہ زیاد ہو

راجہ اودیت سنگھ ذوالقدر و ذی حشم
بحر سخا و چشمۂ فیاضی و کرم
خوش فہم و خوش طبیعت و خوش خلق خوش رقم
قبضہ مین اوسکے ہاتھ کے ہے سیف اور قلم

جوہر ہین ذات پاک مین ہر اک صفات کے
یکجا ہین جمع علم و ہنر کائنات کے

عالی رئیس ہند سے راجو نمین سرفراز
سلطان مزاج صاحب ہمت گدا نواز
آقا ہین اوسکے بندے تو محمود ہے ایاز
وان جائے نخل تنگ محل کرم دراز

شہرہ ہے اوسکے جود و سخا کا بلاد مین
حاتم کا فیض بھولے سے آئے نہ یاد مین

وست کرم سے اوسکی سخاوت ہی نامور
کیا مال ہے خزانۂ قارون کا مال و زر
سلطان ہو گئے ہین ہزارون گدای در
جو ہاتھ آیا دیدیا ہو لعل یا گہر
ابر کرم ہین صورت ابر بہار ہاتھ
وہ ہاتھ جنکے دست نگر ہین ہزار ہاتھ

ایسا جری کہ فتح و ظفر ہم رکاب ہی
زور آورونکی ڈر سے یہ مٹی خراب ہی
جرأت سے ہے لقب تو بہادر خطاب ہی
رستم لحد مین گور مین افراسیاب ہی
روبہ مزاج سارے نیستانکے شیر ہین
آفاق مین ہین جتنے زبردست زیر ہین

ریب کمر وہ تیغ ہے جسکی نہین پناہ
دو ٹکڑے ہو جو آپ یہ ٹہری کبھی نگاہ
جسکے برش سے کوہ ہی مانند برگ کاہ
جوہر کے موج نے کئے بیڑے بہت تباہ
طوفان اوٹھانی والی یہ بحر فنا کی ہے
کیا گھاٹ ہے کہ باڑھ مین صورت قضا کی ہی

تروا قدم سے اوسکی ہوا رشک لکھنؤ
ہر دم گذر ہے راحت و فرحت کا کو بکو
آباد و خوش سواد ہی ہر سمت و چار سو
اہل کمال لاکھون ہزارون ہین خوبرو
وہ سر زمین جسپہ فلک سرنگون رہا
اوسکا سواد شکل چمن لالہ گون رہا

بازار وہ ہے مصر کا بازار جس سے سرد
بازاری انتخاب ہین ہٹے دوکانین فرد
ہے رشک مشک و عنبر سارا دیار گرد
ہر عورت آبرو کی خریدار مثل مرد
سودا یونکو سودا ہے ایسا خرید کا
نادر کا مول مول ہے مال مزید کا

ہر ایک فیض اوسکا مصاحب ہی ذی کمال
آقا ہے لاجواب ملازم ہین ہمہ

خوش خلق پاک سیرت و صورت ملک خصال | اقبال جو بدار ترے ہے پاسبان جلال
اسکندر او ردارا ہین افسر سپاہ کے
سب تاجدار ترے ہین اوس کج کلاہ کے

اصطبل مین وہ خاص سواری کے ہین قدم | وسعت ہی غرب و شرق کی جن کے حضور کم
سمجھے ہوئے ہین عرصہ ہستی کو اک قدم | صرصر مزاج تیز طبیعت پری شیم
بجلی کے ہاتھ پاؤن مین آندھی کی چال ہے
وہم و خیال ساتھ چلین کیا مجال ہے

کیا خوش خرام مثل نسیم سحر ہین سب | خوبوئے شیر کی رکھتے ہین وہ جانور ہین سب
اوڑتے ہین اور دیکھو تو بے بال و پر ہین سب | آنکھون مین چلتی پھرتی یہ شکل نظر ہین سب
چالاکی اونکی ذہن مین آتی نہین کبھی
صرصر کو یہ ہوا ہے کہ چھو لین نہین کبھی

مثل فلک شکوہ ہین وہ فیلخانہ مین | رتبہ گھٹا کا جس سے گھٹا ہی زمانہ مین
ابر بہار آئین نظر آنے جانے مین | نئے رنگ باز ہو گئی گویا سوانے مین
گلگشت سے وہ رشک چمن کھلبلی بن کرین
سایہ سے اپنے نیلوفری نسترن کرین

ہولی کا جشن بھی ہی نئے رنگ ڈھنگ سے | ہر سمت رنگ لعل ٹپکتا ہی سنگ سے
بھولو عبیر و مشک ہو اوڑتی پتنگ سے | رنگین گلال سُرخ ہوا سُرخ رنگ سے
پھولے شفق زمین پہ عوض آسمان کو
خورشید ذرے بن گئے ہین آستان کو

ڈوبا ہوا ہے رنگ مین ہر ایک گلبدن | محبوب جیسے رخت عروسی مین ہو دلھن
دل سب کو باغ باغ تو گلزار انجمن | دیکھا تو ایک رنگ مین ہین شیخ و برہمن

شان خدا عیان ہے ہتونگی جمال سے
اللہ نے دکھا دیا ممکن محال سے

وہ جشن ہے کہ رشک ہی جمشید کو کمال   لاکھون ہین جو روش تو کروڑون رو پہ بحال
زہرا و مشتری سی ہین رقاص بے مثال   ٹھمرے سے جنکی دلمین گذرتا ہی یہ خیال
قوت یہ روح کی ہے تو فرحت مزاج کی
اندر کی ہین سبھا کہون صحبت کو آج کی

ساز طرب کی آتی ہے چار و نطرف صدا   وہ باجے ہین کہ ہوش کسیکی نہین بجا
چنگ و رباب و نوبت و قرنا ہے ہم نوا   سر سب کا ایک ہی کوئی اترا نہی چڑھا
ہر تال مین بندھا ہوا سم اس غضب کا ہے
پیر و جوان و طفل ہین دل لوٹ سبکا ہے

جو جھاڑ ہے بلور کا وہ نخل طور ہے   جس سمت آنکھ پڑتی ہے اک بزم نور ہے
ہر چاندنی سے چادر مہ کا ظہور ہے   شب مین سحر کی جلوہ گری دور دور ہے
فانوس سے عیان ہی شعاع آفتاب کی
روشن نظر ہو روشنی اس آب و تاب کی

یارب عاطری ہے کہ یہ بزم و اہل بزم   شادان ہین سب رہو حاصل بیان جزم
فکر رسا کو قطعہ کے لکھنے کا ہو جو عزم   تقطیع شعر کرنے مین کیون [illegible]
ہر رکن گرز ہو سر دشمن کے واسطے
تیغ روان روی ہو تہمتن کے واسطے

جبتک زمین پہ سایۂ فلک آسمان رہے   جبتک کہ نور مہر سے روشن جہان رہے
جبتک بتان ہندی و ہندوستان رہے   جبتک جہا مین دیر و حرم کا نشان رہے
صحت سلامتی رہے راجہ کی ہر گھڑی

گذرے سرور عیش مین یہ جاںکی ہر گھڑی

ہر روز عید روز ہو ہر شب ہو شب برات — خضر و مسیح سے ہو فزون رشتۂ حیات
رنگین ہمیشہ رہے ساری کائنات — ہر رنگ بے ثباتیِ دنیا کو ہو ثبات

فرمانروان ہون تابع فرمان جہان کے
جلوے ہون کروفر مین سلیمان کی شان کے

تجھ کو صلائے مدح مین جاگیر ہو عطا — بے انتہا اوفزون ہو خلعت ہو بے بہا
کشمیر و چین و کابل و ایران کی سوا — انگلینڈ و ہند و روم کے تحفہ جدا جدا

مداح کے لئے یہ سب انعام عام ہو
جو کچھ ہے ناتمام صلا وہ تمام ہو

بھولے یہ ماہ گردش افلاک کا الم — بن جائے شکل شادی جو صورت دکھائی غم
اوج زمین شعر کے رفعت ہو دمبدم — ہر ایک ہو کرہ سے نہ سرکے کہین قدم

ہرگز زوال ہوئے نہ آسکے کمال کو
سب چودھوین کا چاند بنائین ہلال کو

قصیدہ

پیدا ہو جس سے فرحت دل کی ہزار رنگ — دکھلاوہ مجھکو خامۂ جادو نگار رنگ
فکر سخن مین مصرعہ موزون لکھون اگر — دیکھون مثال سرو لب جوئبار رنگ
رنگین مزاج دیکھ کے ہو جائین باغباغ — بھولین غرور حسن کا سب گلعذار رنگ
بلبل فدائے گل ہو نہ قمری نثار سرو — گلزار دہر کا ہو یہ بے اعتبار رنگ
ہر شعر دل فریب مین نقشہ ہو حور کا — بیتو سنے مانگے قصر جنان مستعار رنگ
سنتا ہون جشن ہوئی ہے اوسکی حضور مین — جسپر ہے سیم و زر کا ازل سے نثار رنگ
وہ کون یعنے راجہ ترو افلاک جناب — جس سے ہمیشہ پاتی ہین عز و وقار رنگ

برسا جو ابر سا تو نہ جا سے ہٹا کبھی
دست سخا کا اوسکی ہے کیا پایدار رنگ

لاکھون فقیر فیض سے اوسکے ہوئے امیر
دم بھر نہ بے زریکا رہا برقرار رنگ

تیغ اجل سے تیز وہ زیب کمر ہے تیغ
ہیرے سے سخت ہوتیون سی آبدار رنگ

ہین چال مین وہ خاص سواریکی برق وش
ہارا ہے جنسے ابلق لیل و نہار رنگ

ہولی کی کیا کیا اوس در دولت پہ دہوم ہے
تشکل گلال لایا ہے رہ کا غبار رنگ

برگ خزان کا رنگ ہوا رنگ زعفران
پھولون کو ڈہانک کا وہ ملا خوشگوار رنگ

اعدا کا رعب داب سی چہرہ ہوا سفید
جب ملکی کھیلنے لگے سب دوستدار رنگ

کثرت یہ رنگ کی ہے کہ دوکاندار سے
کوڑی کے مول بکتا نہین ہے اودے رنگ

نیرنگیان ہوا کی ہین یہ باغ دہر مین
پھولا گل ہزار تو لایا ہزار رنگ

سرخ و سفید دو ہین تو دو ہین سیاہ زرد
مشہور ہین یہ عنصر انسان کی چار رنگ

ہر مختلف مزاج کا ہے رنگ اک نیا
رکھتا ہے انقلاب ہوا سد چہ عار رنگ

مجمع خوبرویون کا خوشہ ہین سیکڑون
ممکن نہین قطار مین کیجیے شمار رنگ

زہرا و مشتری سے ہزارون ہین طائفے
نغمہ سے جنکو پائے سرور خمار رنگ

عقد ثریا کہئے گرہ اونکے تان کی
سپے سرونکا چرخ سی ہی استوار رنگ

ساز طرب سے پیدا نوائے سرور ہے
ساون کی جھالون کا ہی دکھاتا ستار رنگ

چھایا ہوا ہے ابر عبیر و گلال کا
برسا رہا ہے یہ فلک بیمدار رنگ

ہر خوش گلو کا رنگ یون آنکھون مین ہی جا
جیسے ہومی کا گردن مینا سی پار رنگ

کیا لطف ہو قصیدہ مین لکھون اگر غزل
تازہ عروس فکر کرے آشکار رنگ

تصویر ہوئے شاہد مضمون کے سامنے
سب محو ہین دکھائی دہ نقش و نگار رنگ

مطلع ہو میرا مطلع مہر فلک جناب
مقطع مین ماہ کے ہو بہت استوار رنگ

غزل

دکھلائے فصل گل کی طرح سے ہزار رنگ — کیا کیا نہ لایا اپنا دل داغدار رنگ
بوٹا سا یہ پاسے تری خاکسار رنگ — رکھتا ہے تو رطور کا سنگ مزار رنگ
اوس زلف عنبرین سی عبث کرکے ہمسری — سودیکا سول لیتا ہے مشک تتار رنگ
ممکن نہین خزان تو بہار چمن نہو — بلبل کی خون سے دامن گل کو ہزار رنگ
خون ہر قدم ٹپکتا ہے پائی نگار سے — کھیلا ہے آج دامن صحرا سی خار رنگ
مہمان ہے یون حسینو پہ عالم شباب کا — جسطرح روئی گل کا ہی بے اعتبار رنگ
نیرنگیونکی فکر مین رہتا ہے نیل گون — پیر فلک نی خوب کیا اختیار رنگ
وعدہ وصال کا نکریگا وہ ماہرو — بدلا کرے یہ گردش لیل و نہار رنگ
لازم ہے اب دعا پہ قصیدہ کرون ختم — رنگ اثر سے ہیری زبان کردگار رنگ
گلزار انجمن رہے راجہ ہو باغ باغ — ایسا تو بزم جشن کو پروردگار رنگ

ٹھنڈی بھی ہو زمین تو نکالی وہ شعر گرم
آتش کا ماہ کرے اگر اختیار رنگ

قطعہ تہنیت سہرہ بجناب مہاراج اودیت نرائن سنگھ بہادر دام اقبالہ
والی ریاست راج ترواضلع فرخ آباد

لطف ہر بندۂ خدا پر ہے — تو وہ اے راجہ بندہ پرور ہے
آدمی مین ہے آدمیت شرط — اوس انسانیت کا جوہر ہے
دفع اندوہ خشک سالی مین — تر زبان جو زبان اطہر ہے
تو یہ آتی ہے جا بجا سے خبر — ابر ہر ایک دیدۂ تر ہے
یا برستی تھی آسمان سی آگ — یا وہ پانی کی صاف چادر ہے
لو اوٹھا ہے تو ہے سے طوفان — لو سمندر بھی اب سمندر ہے

کیون نہ ہوتی قبول تیری دعا
کہ تو مقبول خاص داور ہے

اب دسہرہ کے جشن کا ہی عمل
اب خوشی کا ہر ایک دل گھر ہے

قصر قیصر جنان سدر اسد ہے
جو طلوالغف ہی دو رپیکر ہے

زر گل ہو گیا زر انعام
داشد غنچہ کیسۂ زر ہے

سب ہین بخشش سی تیری مالامال
نام مفلس بھی اب تونگر ہے

فیض سے تیری ہے جہانکو فیض
تو ہی بحر کرم کا گوہر ہے

مٹے سخاوت کی بحث تجبیہ ہوئی
بھائی حاتم کا ترا نوکر ہے

جئے راجہ اودیت نرائن سنگھ
جب تک ای ماہ مہر انور ہے

قطعہ تہنیت عید قربان بمدح جناب مہاراجہ اودیت نرائن سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ

مہاراجہ اودیت نرائن سنگھ
تیرا ہر اک ہے بندۂ احسان

نظر مہر و لطف سے ہر دم
ماہ کامل سے ذرے ہین تابان

چاکری مین ہمیشہ حاضر ہین
سب پری زاد جن اور انسان

منشئ محکمہ دبیر فلک
شہ خاور حضور کا دیوان

افسر فوج ایک اسکندر
در دولت کا دارا ایک دربان

فیض دست کرم سے دور نہین
مور کا ہو سلیمان گر مہمان

وہ سلامت رہی بجاہ و جلال
جب تک ہی ہستی زمین و زمان

جشن نوروز کا رہے ہر روز
ہو مبارک یہ عیش کا سامان

ماہ کی یہ دعا ہے رب کریم
میرا راجہ ہو بادشاہ جہان

اوسکے دشمن ہمیشہ خوار رہین ؂ | اور ہوا خواہ شاد ہون ہر آن ؂

کہین عجز کی بعد عرض سلام
انہین قدمون کی عید ہے قربان

قطعہ تاریخ جشن شادی جناب مہاراجہ اودت نرائن سنگھ بہادر دام اقبالہ

آج کل فصلِ بہاری کی ہر کیا کیا دھوم دھام | مائل زینت حسینانِ چمن ہین صبح و شام
نغمۂ بلبل سے گلچین باغبین بدست ہین | کوڑیون کی مول بکتا ہے گل لالہ کا جام
بادۂ نکہت کا نشہ آن پھولونکو ہی | سب کھلے بندون کھڑی ہین صحن گلشن مین تمام
پھرتی ہے باد صبا کس درجہ اترائی ہوئی | لکھ لیا سرکار گل نے جو ہوا خواہونمین نام
زمزمہ پیرا ہین مرغان خوش الحان ہر طرف ؂ | وجد مین ہین ناچتے طاؤس و کبکِ خوشخرام
پھول پھل بوتے جو آئے سیر کو گلزار مین | ہر زبانِ برگ سی نخوت کا ہے یہ اذن عام
کر دئے آزاد مرغان قفس صیاد نے ؂ | جعلسازی سمجھے بیچا چال لیکر دام ام
مجھکو حیرت تھی کہ ابکی سال ہی کیسی بہار ؂ | عیش و عشرت کا جہانمین ہی یہ کیونکر اہتمام
یک بیک پیک صبا نے یہ دیا مژدہ مجھے ؂ | راجۂ ترو ارئیس نامور عالی مقام
ہین در دولت کی دربان اتِ ون جاہ و جلال | حشمت اوس گھر کی کنیز اقبال ہی اونکا غلام
ابر رحمت سایہ رستا ہے جو وہ دستِ کرم | آستان پر روز و شب ہی سائلونکا اژدہام
رب نے اوسکی شان یا یہ زمانے سی نفاق | اللہ اللہ کرتے ہین ہندو مسلمان ام ام
آج وہ نوشہ بنا بزم طرب ہی ہر جگہہ | جشن کا سامان بپا ہی ہر قدم ہر ایک گام
مشتری و زہرہ حاضر رقص کرنیکو ہوئین | سب حسینان جہان آئے ہین مجرا سلام
جلسۂ شادی کا سامان سب مہیا ہے کس طرح | مدح مین ہی شاعران دہر کا عاجز کلام
ماہ نے یہ بات سنکر فکر کی تاریخ کی | طالع ناکام سے اچھا نکالا اپنا کام

سال ہجرت مین لکھا کیا خوب مصرعہ صاف صاف
جشن شادی کا مبارک ہو سب راجہ دوام
۱۲۹۵

دویم تاریخ فارسی ہجری

چو مہاراج تروا بروز سعید	ببر جامہ نوشہی در کشید
پے سال جشن این چنین گفت ماہ	صدائے مبارک ز ہر جا رسید

۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ سنہ عیسوی

میرے راجہ کی جب شادی ہوئی	شور و غل جشن کا تھا دور و قریب
تروے مین چار سو ہی بزم طرب	خور و شش طالع عجب و غریب
زہرہ و مشتری تھین نغمہ سرا	آج چمکے ہوئے ہین اپنے نصیب
یک بیک آ کے ہاتف غیبی	یون پکارا ب مجھے بشکل نقیب
عیسوی سن مین ماہ لکھہ تاریخ	لطف وصلت بہار باغ حبیب

تاریخ سمت مین اردو کی

راجہ تروا کی شادی کا ہوا کیا جشن آج	نور مین ہے صبح صادق سی شب تیرہ فزون
مضطرب دنیا ہوئے کا شور غل سے قدر	جوش مستی نے کیا پیر فلک کو سرنگون
شوق نظارہ مین ثابت ہوگئی سیارہ بھی	چشم حیرت ہی کھلی لب پر کسیکے ہان نہ ہون
ماہ سال جشن سمت مین اگر ہو شادی کو تو	وصلت شمس و قمر ہے خوب سال طبع یہ کہون

سمت ۱۹۳۴

قطعہ تاریخ سابق بمقام آگرہ

عجب نوشاہ شد مہاراج تروا	کہ بہر حجلہ نشین سابق برآمد
بگفتا سال شادی ماہ خوش خوش	نہال عیش تو سرسبز ماند

۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ اردو

وہ تروا کا راجہ خوش اسلوب صالح ہے	عروس اوسنے پائی ہے محبوب صالح

لکھوں ماہ تاریخ شادی یہی
ہے وصل مہ و مشتری خوب صالح
۱۲۹۰

قطعہ تہنیت روز عید عالیجناب مہاراجہ اودیت نراین سنگھ بہادر والی تروا دام حشمتہ

اے ماہ اوج پر مرا بخت سعید ہے — مہاراج تروا سے مجھے گفت و شنید ہے
نقد کلام نذر کو اسوقت چاہیئے — مہر کرم کا سامنا ہے روز عید ہے

قطعہ تاریخ سالگرہ جناب مہاراجہ صاحب ممدوح بسمت بیرگڑھی

یہ سال سعید ہے بسیار زر اس — زر سے بھی سوا ہے اعتبار زر اس
یہ سالگرہ کی ہے گرہ یا اے ماہ — غنچہ کی گرہ مین ہے بہار زر اس
سنہ ۱۲۲۲

دیگر در سنہ عیسوی

نقد حیات سالگرہ کی ہے وہ گرہ — جسکے لئے ہر روز تمنا ہے از دیاد
خازن ہوں اس خزانہ کی عیش و بسر عیش — افزون ازل سے تا بہ ابد ہو یہی مراد
راجہ اودیت نراین جی جاہ و حشم — جسکی بہادری و شجاعت ہین خانہ زاد
بائیسوین برس ہے پڑی تا بہ عمر خضر — ایزد اوسے ریاست تروا پہ رکھی شاد
تاریخ عیسوی کا یہ مصرعہ ہو ورد ماہ — جشن عظیم سالگرہ نیک آئین باد

قطعہ تاریخ مکان نو تعمیر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح

مہاراجہ اودیت نراین سنگھ — جنکو راجون کا پیشوا کہئے
مالک ملک والی تروا — صاحب جود او رسخا کہئے
حکم سے اونکے وہ مکان بنا — جو نمونہ بہشت کا کہئے
سال تعمیر کا مین جویا تھا — یہ ہی تشویش تھی کہ کیا کہئے

ہاتف غیب نے کہا اے ماہ
خانہ فرح دل کشا کہئے

قطعہ تاریخ وتہنیت جشن دسہرہ ریاست راج تروا

ز ہے راجہ اودیت نرائن سنگھ / فیض جسکا ہے رحمت معبود
صاحب علم و فضل و ذہن و ذکا / حکمران سخاوت محمود
جشن دربار ہے وہ دسہرہ کا / جسپہ پڑھتے ہین جن وانس درود
رقص کا مشتری کے شہرہ ہے / فرش سے ہیکلے تا بہ چرخ کبود
ہے یہ تاریخ سال ماہ حزین / کہیے نذر دسہرہ ہے موجود

قطعہ تاریخ سالگرہ عالیجناب مہاراجہ اودیت نراین سنگھ بہادر مالک ریاست تروا دام اقبالہ

میرے راجہ کی جنم گانٹھ کا ہی جشن بپا / آج وہ دن ہی کہ ہر آن ہی اک نیک شگون
ہوے پچیس برس فضل خدا سی پورے / صد و سی سال جئے اور رہی یہ ستون
خندہ زن گل ہے رہین ساری ملازم خدام / باغ فردوس ہے تروا مین فضا ہو افزون
طائفے آئے ہین خورشید و قمر سے لاکھون / اوج مین فرش زمین ہوگیا رشک گردون
آبرو دے دُرِ نایاب مٹے بخشش سے / یا نی پانی رہے اس دست کرم سی جیحون
دشت کو باغ کرے اوسکی بہار بخشش / شکل ہر خار کی ہو رنگ سخا سی گلگون
جشن کو سال کی گر فکر ہو مجھکو ای ماہ / ہر گرہ سالگرہ کی ہی بہت عیش لکھون

قطعہ تاریخ شادی راجہ بیر بھدر سنگھ بہادر خلف کنور جگروالی سنگھ مرحوم راجہ کاشی

جو راجہ میرا بیر بھدر سنگھ ای ماہ / بنا آج نوشہ تو مسرور سب ہین
ہوا آگرہ رشک گلزار جنت / گل افشان ہر اک سمت تنگ عرب ہین
مجھے فکر تھی سال شادی کی پیہم / کہا دل نے ہنگام عشرت کے اب ہین
سنہ عیسوی پائے یہ قلب جانے / مہ و مشتری خوب مونس محب ہین

دیگر در تہنیت ہجری

خوشی دیر و حرم مین ہے ہر اک جا جشن ہے ہر جا ‖ بنا ہے آج وہ دولہ کہ مہر شرق و غرب ہے
وفور روشنی ہے اسقدر اطراف عالم مین ‖ کہ نور صبح صادق کا سبب تاریکی شب ہے
مہیا جام و مینا کر کے ساقی بزم آرا ہو ‖ کہ روز عید فاقہ توڑنا رندونکو انسب ہے
پئے تاریخ شادی ایک مصرعہ ماہ کہتا ہون ‖ بنا نوشاہ راجہ بیر بھدر سنگھ صاحب ہے
۱۲۹۰ھ

ایضاً

رفیع المنزلت راجہ کا راجہ ‖ رئیس کاشی و متھرا کا ہادی
ہوا وہ کتخدا با شان و شوکت ‖ مقدر نے عروس مہ لقا دی
براتی سب کے کہتے ہین پری زاد ‖ خوشزادہ دولہ دولھن ہے خوشزادی
زمین ہو جشن جم بزم عروسی ‖ کہ ہے بچپن سے کر و فر کا عادی
ہزارون طائفے وہ حور پیکر ‖ کہ زہرا مشتری نے دلمین جا دی
ندا مژدہ کی ہے آواز شہنا ‖ صدائے عیش نوبت نے بجا دی

لکھی یہ ماہ نے تاریخ جلسہ
قمر ہے جلوہ گر یا جشن شادی
۱۲۹۰ھ

ایضاً

جو ہے بیر بھدر سنگھ ایک عالم کا راجہ ‖ عروس حسین اونسنی پائی ہے ہمدم
جہان مین مچی دہوم عیش و طرب کی ‖ فلک شکل زہرا اتھا رقاص پیہم
پھرے جب بنارس سے شادی کیے بعد ‖ براتی تھے ہمراہ بشاش و خورم
ہوئی ماہ کو فکر تاریخ کی ‖ کہ حق نمک کا ادا تھا مقدم

لکھا بے تکلف یہ سال مسیح
مہ و مشتری عطف ہین خوب باہم

تاریخ ریل فتحگڈھ حسب الحکم عالیجناب راجہ صاحب والا دام اقبالہ

فتحگڈھ کی جب ریل جاری ہوئی
مسافر پہ باب ظفر کھل گیا
ہزارون بشر آنے جانے لگے
اک عالم تھا اسوار دوش صبا
مرے راجہ تروا بھی با عز و جاہ
ہوے اوسپہ جس روز رونق فزا
جلو مین تھے حاضر مصاحب رفیق
ہر اک انگلشی فارسی آشنا
ہوئی سب کو اوسوقت جو فکر سال
تو مضمون یہ برجستہ مجھکو ملا
کہو عیسوی سن مین تاریخ ماہ
ہوا یہ ہے تخت سلیمان نیا

۱۸ ع

تاریخ مجموعہ طب تصنیف نیاز

نسخہ اعجاز لکھا خوب ہی تمنے نیاز
دیکھکر جسکو ارسطو بھی پکارا مرحبا
حکمت یونان و انگلش کا ہی معدن اکٹھا
بات مین فرق زمین و آسمان کا مٹ گیا
ہر مریض لا دوا کا ہو گیا اچھا علاج
جان بلب اوسکے مطالعہ سے ہوا چنگا بھلا
مین نے جب ڈھونڈھے سنہ تصنیف یون آئی ندا
ماہ کہہ مجموعہ طب خوب ہی [illegible]

تاریخ تولد فرزند جناب شیخ ارادت اللہ صاحب نائب ریاست تروا

نائب مہراج تروا مجمع خلق عمیم
اونکو خالق نے دیا لڑکا جمیل و نیک بخت
فکر تاریخ تولد مین مجھے آئی ندا
ماہ کہدے بے تکلف تو عقیل و نیکبخت

ناموہائے تاریخی شیخ کرم حسین شیخ انتصار اللہ [illegible]

۱۲۹۸ھ ۱۲۹۸ھ ۱۲۹۸ھ

تاریخ فارسی دیوان مشتری

کلام مشتری چون یافت ترتیب
دلم تسکین دہ مشتاق گفتہ
پے تاریخ طبعش ماہ دلسوز
مکرر زینت آفاق گفتہ

۱۲۹۸ھ

قطعہ دوم

خوش کلامی کہ شاعران جہان | زتحسین بمدح او قاصر
ماہ تاریخ طبع گفت چنین | زہے دیوان مشتری نادر

قطعہ سوم اردو

واہ کیا نور کا ہے حسن کلام | اسکو دیوان انوری سے کہئے
دیکھکر ہر غزل کا ہر مطلع | نیر اوج دبیری سے کہئے
ورق افلاک کے ہین ورق تمام | دفتر فکر خاوری سے کہئے
او ربین السطور کا عالم | غیرت عارض پری سے کہئے

ماہ تاریخ طبع ہونے کی
کوکب فکر مشتری کہئے

قطعہ تاریخ بمقام آگرہ

نہ کیون کر فکر رنگین مین عروس نو کا ہو نقشا
کہ دن دولھا رئیسون مین ہے میرا راجہ تروا
جو مین مداح ہون اوسکا تو وہ ممدوح ہے میرا
رہا ہے عیش و عشرت کا ہمیشہ اوسکے سر سہرا
جہانگیر جشن برپا ہے بنا ہے آج وہ دولھا
فلک پر اب ہو رقص مشتری و زہرہ کا جلسہ
لکھون اے ماہ سال عقد مین بھی سال ہجری مین
مبارک جشن شادی کا ہوا ہی راجہ سہی بالا

قطعہ تہنیت جشن عید بمدح آقا نعمت خطاب مہاراجہ اودیت سنگھ

اے راجہ اوج پر ترا بخت سپید ہو | اقبال و جاہ و دولت و حشمت مزید ہو
ہندوستان مین تیری ہون جو بھی احباب | ان کو نئی نئی یہ ہون جشن عید ہو

منقبت بمدح جناب امام حسین علیہ السّلام

یاس سے گھبرا رہا میرا دلِ ناشاد ہی
ہر نفس سینہ مین شکلِ خنجرِ بیداد ہی
درد ہے پہلو نشین اپنا تو غم ہمزاد ہے
تنگ دستی کیا کہون کیا ہی مجھے جلاد ہے

آہ سے چرخِ ستمگر بر سرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

شدتِ افلاس سے کیا کیا ذلیل و خوار ہون
نذر مولا کیا کرون آقا بہت نادار ہون
بس نہین چلتا ہی کچھ مجبور ہون ناچار ہون
گردشِ گردون سے عاری مین نحیف و زار ہون

آہ سے چرخِ ستمگر بر سرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

خم مری گردن ہوئی جاتی ہی بارِ دَین سے
کیون نہون امداد کا خواہان شہِ کونین سے
ایک ساعت رات دن رہتا نہین ہون چین سے
التجا اپنی یہی ہی حضرتِ حسنین سے

آہ سے چرخِ ستمگر بر سرِ بیداد ہی
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہی

آپ ہین مشکلکشا مشکل مین ہر مظلوم کے
سر پہ اپنے ابرِ رحمت کبھی برسے جھوم کے
دور کیجے نقص جتنے ہین مری مقسوم کے
داغ سب دھو جائین اپنی اس دلِ مغموم کے

آہ سے چرخِ ستمگر بر سرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہی

دین سے مین ہون بری ایسی عنایت کیجیے
رحمۃ للعالمین مجھپر بھی رحمت کیجیے
بندۂ ناچیز کی للہ حمایت کیجیے
عمر بھر بے غم رہون پیدا وہ صورت کیجیے

آہ سے چرخِ ستمگر بر سرِ بیداد ہی
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہی

میرے مولا آپ ہین بیشک کریم ابن کریم
بہر سائل سنگ نے کر دیے دُرِ یتیم

حیف ہے مدّاح حضرت ہوے با حالِ سقیم
روز فکرِ دین مین کھایا کرے رنجِ عظیم

ماہ سے چرخ ستمگر برسرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

اے سخی ابن سخی اے بادشاہِ ہل اتیٰ
اے امام دو جہان اے حجّتِ حکمِ خدا

اے شہِ مظلوم و بیکس اے شہیدِ کربلا
دَین میرا کیجیے اپنے خزانے سے ادا

ماہ سے چرخ ستمگر برسرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

رد نہ فرماتے تھے کیا حضرت نے سائل کا سوال
میرے مولا دولتِ دنیا نہ سمجھے کوئی مال

سر کو دیکر بھی کری راہِ رضاے ذو الجلال
لیجیے میری خبر شاہا بہت ہون خستہ حال

ماہ سے چرخ ستمگر برسرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

میرے مولا میرے آقا میرے ہادی یا امام
وہ عطا کیجے اسے جسکا ہے سائل یہ غلام

سنتا ہون مشکل کشاے خلق مین حضرت کا نام
دستگیرِ بیکسان ہے آپ ہی کا فیض عام

ماہ سے چرخ ستمگر برسرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

آپ حصولِ مقصدِ دل مین اکدم طول ہو
عفو ہو میری خطا میری دعا مقبول ہو

قصہ میرے دَین کا سب ماضیِ مجہول ہو
راہبر اس راہ مین میرے لئے ہر غول ہو

ماہ سے چرخ ستمگر برسرِ بیداد ہے
یا حسین ابن علی تمسے مری فریاد ہے

تمت

مژدہ

قدردانان سخن کو مژدہ ہو کہ فی الحال دیوان فصاحت
شاعر ہمہ دان سخنور یکتائے زمان جناب
جناب منشی میر محبت حسین صاحب محبت نقوی [illegible] ولیپوری
شاگرد رشید جناب جلال [illegible]ری مدظلہ ا
گاہ عشق جسکا ہر شعر عمدہ مذاق اور لکھنؤ کے روزمرہ
نہایت خوشخط اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر مطبع رضوی
قنوج مین چھپکر طیار ہو گیا ہے - جن حضرات
منظور ہو دفتر نسیم سخن قنوج مین بنام میر صاحب
موصوف درخواست بھیجکر طلب فرمائین
پانچ جلد کے خریدار کو ایک جلد کمیشن
فی جلد مع محصولڈاک دس آنہ

المشتہر

حکیم حسن مہدی ازل عظیم آباد

۱۸۹۱۶۴۳۱۴

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۹۶۷۷

۸۹۱۶۴۳۱۴

مرزا عنایت علی بیگ صاحب م۔ر

ریاض شاہ

۵/۷ ۵۶ [illegible] ۲۳

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۱۰۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے [illegible]

۱۱۔ قلمی نسخے اردو ہال کی کتابیں جاری نہ کی جائیں گی فقط